بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًاۙ وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا

(پ ۲۲ ع ۳)

راہِ ایمان

جلد دوم

ردِّ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ

از حضرت مولانا
ابوالحسّان محمّد رمضان علی مدظلہ قادری

پبلشرز:
حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ
ملنے کا پتہ: ۶۸۔۶۷ اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی، بلاک ۷/۸۔ کراچی

نام کتاب ________ راہِ ایمان جلد دوم

ترتیب و پیشکش ________ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

ناشر ________ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

تاریخِ اشاعت	تعداد
رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ اکتوبر ۲۰۰۴ء	۳۰۰۰

مطبع

الافضل گرافکس

۱۶۶۔ ایم اے جناح روڈ، کراچی۔ فون ۵۔۹۹۔۲۶۲۴

e.mail:arfeen@cyber.net.pk

فہرست

انبیاء علیہم السلام واولیاءَ اللہ

سے

توسّل، استعانت، استمداد،

نِدا و استغاثہ کا

ثبوت اور وضاحت

الحمدللّٰہ رب العالمین ۝ الرّحمٰن الرّحیمؕ ۝ مالک یوم الدین والصّلوٰۃ والسلام علیٰ شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین سید الاولین والآخرین وسیلتنا فی الدنیا وفی یوم الدین خاتم النبیین محمّد رسول اللّٰہ وعلیٰ آلہٖ الطیّبین الطاھرین واصحابہ المکرّمین المعظّمین واولیاء اُمّتہٖ واحبّائہٖ اجمعین۔ ۝

اَمّا بَعد۔ فَاَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِؕ

یاایّھا الذین آمنوا اتّقوا اللّٰہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلّکم تفلحون۔ (پ۶ع۱۰)

مسئلہ

توسّل۔ استمداد۔ استغاثہ۔ نداء

قال اللّٰہ عزّوجل۔ یاایھا الذین امنوا اتّقوا اللّٰہ وابتغوا

الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون (پ۶ ع۱۰)
اللہ عزوجل نے فرمایا۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف
وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔ اس آیت
مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو خطاب فرمایا لہٰذا ایمان سے وسیلہ مراد لینا
ممکن نہیں اور نہ اعمال صالحہ مرادِ وسیلہ ٹھہرتے ہیں کہ وہ تقویٰ میں داخل ہیں
اور تقویٰ عبادت ہے امتثال اوامر اور اجتناب عن النواہی سے۔ اس لئے کہ
قاعدہ عطف کا مغائیرت بین المعطوف والمعطوف الیہ کا مقتضی ہے اور وسیلہ
سے مراد "جہاد" بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ بھی اعمال صالحہ کے ساتھ تقویٰ میں
داخل ہے پس "وابتغوا الیہ الوسیلۃ" میں اللہ تعالیٰ نے جس وسیلہ
کے اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے وہ سرکار دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کا وسیلہ اختیار کرنا ہے۔ کہ آپ ہی خالق و مخلوق کے درمیان حقیقی
وسیلہ ہیں اور آپ کی اتباع میں مرشد کامل وسیلہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ
نے مومنوں کو ارشاد فرمایا ہے کہ مرشد کامل کے وسیلہ سے حضور نبی کریم علیہ
التحیۃ والتسلیم کی بارگاہ عالیہ تک رسائی حاصل کریں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے وسیلہ سے تقرب الٰہی حاصل کریں۔ پس خوش نصیب ہیں وہ
مومن جو تقرب الٰہی کے حصول کے لئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کا وسیلہ اختیار کرتے اور اولیاء اللہ سے توسل کرتے ہیں۔ جاننا چاہیئے
کہ یہ حکم الٰہی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ حضور سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کی دنیاوی زندگی میں بھی یہی حکم تھا اور حضور اکرم کی رحلت کے بعد بھی یہی حکم ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ حیاتِ ظاہری میں آپ سے توسّل جائز تھا آپ کی رحلت کے بعد جائز نہیں تو یہ لوگ تفسیر قرآن بالرائے کے مرتکب ہوتے ہیں جو صریحاً حرام، جرم شرعی ہے اور اس پر سخت وعید ہے۔

(۲) قال اللّٰہ تعالیٰ۔ اولٰئک الذین یدعون یبتغون الٰی ربّھم الوسیلۃ ایّھم اقرب (پ ۱۵ ع ۶، سورہ بنی اسرائیل) اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا "وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے" اس آیۂ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللّٰہ تک پہنچنے کے لئے (تقرب الٰہی کے لئے) وسیلہ ڈھونڈنا اللّٰہ تعالیٰ کے محبوب و مقبول بندوں کا طریقہ ہے بس ثابت ہوا کہ جو شخص توسّل کا منکر ہے وہ قرآن مجید کا منکر ہے اور اللّٰہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے طریقہ کا مخالف ہے جہنمی ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبیّن لہ الھدیٰ ویتّبع غیر سبیل المومنین نولّہٖ ما تولّیٰ ونصلہٖ جھنّم وساءت مصیرا۔ (پ ۵ ع ۱۴) اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔

(۳) قال اللہ عزوجل: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (پ ۵ ع ۶)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے ؁ اس آیۂ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ سرکار دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا وسیلہ پکڑنا ہماری دعاؤں کی بارگاہ الٰہی میں مقبولیت اور ہماری حاجت روائی کا ذریعہ ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بندوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کا توّاب اور رحیم ہونا آپ کی شفاعت پر موقوف ہے واضح رہے کہ اس آیت مبارکہ میں ظلم، ظالم اور زمان میں کسی قسم کی قید نہیں، کوئی جرم ہو، کسی بھی قسم کا مجرم ہو، اور خواہ کسی زمانہ میں ہو مجرم اپنے گناہوں پر نادم ہو کر حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہو آپ کے وسیلہ سے بارگاہِ الٰہی میں اپنی معافی کے لئے درخواست پیش کرے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام اسکی معذرت کو قبول فرما کر قابل معافی جان کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں اس کے لئے شفاعت فرمادیں تو بیڑا پار ہے۔ اور "جآءوك" میں یہ قید نہیں کہ "مدینہ منوّرہ" میں ہی حاضر آستانہ ہو بلکہ کہیں بھی ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی طرف متوجہ ہونا اور آپ کا وسیلہ پکڑنا بھی آپ کی بارگاہ میں حاضری ہے اور اگر مدینہ منوّرہ کی حاضری نصیب ہو جائے تو زہے نصیب۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے وصال کے بعد ایک اعرابی روضۂ اقدس پر حاضر ہوا روضۂ اقدس واطہر کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کی۔ یارسول اللہ! جو آپ نے فرمایا ہم نے سُنا اور جو آپ پر نازل ہوا۔ (یعنی قرآن مجید) اس میں یہ آیت بھی ہے۔ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک۔ الآیۃ۔ میں نے بے شک اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ کے حضور میں اللہ سے بخشش چاہنے حاضر ہوا ہوں تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے ،، اس پر روضۂ اقدس سے آواز آئی۔ "قد غفرلک" تیری بخشش کر دی گئی ۃ (تفسیر مدارک اور تفسیر قرطبی ص۲۶۵ ج ۵ اور) "مصباح الظلام" اور جذب القلوب" مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی) اس سے چند مسائل معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض حاجت کیلئے اس کے مقبولوں کو وسیلہ بنانا ذریعۂ کامیابی ہے دوم یہ کہ رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اور اولیاء اللہ کے مزارات مقدسہ کی حاضری بھی "جاؤک" میں داخل اور سنّتِ صحابہ ہے۔ سوم یہ کہ انبیاء کرام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام اور اولیاء عظام قدسنا اللہ باسرارہم مزارات مقدسہ میں حیات ہیں زائرین کو دیکھتے پہچانتے ان کے کلام کو سُنتے ہیں اور صاحب نسبت خوش نصیبوں سے ہم کلام بھی ہوتے ہیں چہارم یہ کہ نفوس قدسیہ محبوبان و مقبولان ربّ العزّت کو ان کی رحلت کے بعد بھی صیغۂ حاضر "یا" سے نداء کرنا جائز ہے۔ پنجم یہ کہ انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام اور اولیاء کی شفاعت سے متوسّلین کی مطلب برآری اور حاجت روائی ہوتی ہے۔

دُنیا میں تشریف آوری سے قبل حُضور صلی اللہ علیہ وسلم سے توسّل

قال اللہ عزوجل : وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاء ھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکافرین۔ (پ ۱ ع ۱۱) اللہ عزوجل کا ارشاد۔ اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔ جب کبھی اہل کتاب مشرکین سے جنگ کرتے تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے وسیلہ سے دعائے نصرت کرتے تھے کہ خدایا اس نبی آخر الزمان کے طفیل ہمیں فتح دے، رب انہیں فتح دیتا تھا۔ کیونکہ گذشتہ کتب اور پہلے نبیوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلغلہ دنیا میں پھیلا دیا تھا۔ اس آیت پاک میں وہ واقعات یاد دلائے جا رہے ہیں کہ پہلے تم ان کے نام کے طفیل دعائیں مانگتے تھے۔ اب جب وہ تشریف لے آئے تو تم ان کے منکر ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے توسّل سے دعائیں مانگنا بڑی پرانی سُنّت ہے اور ان کے وسیلہ کا منکر یہود و نصاریٰ سے بدتر ہے اور حضور کے وسیلہ سے پہلے ہی خلق کی حاجت روائی ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے توسّل کو بُرا نہ فرمایا وہ

تو محبوب چیز ہے بلکہ انکار رسول پر لعنت کی۔ اس لئے علیہم نہ فرمایا تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ وسیلہ پکڑنے پر لعنت فرمائی گئی۔ (نور العرفان) تفسیر جلالین میں اس آیت کے تحت مرقوم ہے۔ بنی اسرائیل اس طرح دعا کیا کرتے تھے۔

یقولون اللّٰھم انصرنا علیھم بالنبی المبعوث۔ آخر الزمان۔ یا اللہ آخر زمانہ میں مبعوث ہونے والے نبی کے صدقے میں ہمیں فتح دے اور ہماری مدد فرما۔ "تفسیر کبیر میں ہے۔ ان الیھود من قبل مبعث محمد علیہ السلام ونزول القرآن کانوا یستفتحون ای یسئالون الفتح والنصرۃ وکانوا یقولون اللّٰھم افتح علینا وانصرنا بالنبی الامی وراجھا نزلت فی بنی قریظۃ والنضیر کانوا یستفتحون علی الاوس والخزرج برسول اللّٰہ قبل البعث۔

بے شک یہودی لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبعوث ہونے اور نزول قرآن سے پہلے آپ کے وسیلہ سے فتح و نصرت حاصل ہونے کی دعا مانگا کرتے تھے۔ یا اللہ! نبی اُمّی کے وسیلہ سے ہمیں فتح دے اور ہماری مدد فرما اور اس آیت کی شان نزول میں چوتھی بات یہ ہے کہ "بنی قریظہ" اور "نضیر" قبیلوں کے لوگ "اوس" اور "خزرج" قبیلوں پر فتح حاصل ہونے کے لئے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے وسیلہ سے آپ کی بعثت سے پہلے دعائیں مانگا کرتے تھے "۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا وسیلہ پکڑنے والے یہودیوں پر اپنی ناراضگی کا اظہار فرمانے کے بجائے ان کے

عمل توسّل کو بطور احسان ذکر فرماتا ہے کہ تم میرے محبوب رسول کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے تو ان کے وسیلہ سے دعائیں مانگا کرتے تھے اور میں ان کے صدقے میں تمہاری دُعائیں قبول فرماتا تھا لیکن تم کس قدر احسان فراموش ہو کہ میرے حبیب کی دنیا میں تشریف آوری اور بعثت کے بعد ان کی رسالت ہی کے منکر ہو گئے تو تم منکروں پر میری لعنت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسُول اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے توسّل واستمداد اور استعانت اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب عمل ہے۔ منکرین نجدی وہابیوں کا اس عمل مبارک کو شرک وکفر کہنا قرآن مجید کا انکار کرنا ہے۔ یہ بدبخت وہابی نجدی بتائیں کہ کیا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ شرک وکفر کی تائید کر رہا ہے۔؟ اور کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر توحید کے محافظ ہو؟

ھاتوا برھانکم ان کُنتم صادقین۔

قال اللہ عزّوجلّ **فتلقّیٰ اٰدم من ربّہٖ کلمٰت فتاب علیہ** (پ اوّل ع ۴)

پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی۔

ابو البشر حضرت آدم علیہ السّلام اور حضرت حوّا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جب

زمین پر اُتارا گیا تو دونوں میں جدائی ڈال دی گئی حضرت آدم علیہ السلام کو
"جبل نود" سرزمین سراندیپ (لنکا) میں اور حضرت حوّا رضی اللہ عنہا کو مقام
"جدّہ" میں اتارا گیا زمین پر آنے کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے تین سو برس
تک حیاء سے آسمان کی طرف سر نہ اُٹھایا اور اس قدر گریہ فرمایا کہ آپ کے
آنسو تمام اہلِ زمین کے آنسوؤں کے مجموعہ سے بڑھ گئے۔ اس پریشانی کے عالم
میں یاد آیا کہ وقت پیدائش میں نے سر اُٹھا کر دیکھا تو عرشِ الٰہی پر لَآ اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ لکھا دیکھ کر خیال کیا تھا کہ بارگاہ الٰہی
میں وہ رتبہ کسی کو میّسر نہیں جو "مُحَمَّد" کو حاصل ہے کہ اللہ نے ان کا
نام اپنے نام کے ساتھ۔ عرش اعظم پر مکتوب فرمایا ہے۔ لہٰذا آپ نے اپنی
دعا میں رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا
لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ۔ کے ساتھ یہ عرض کیا۔ اسئلک
بحق محمّد ان تغفرلی۔ اور ابن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت
میں یہ الفاظ ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ بِجَاہِ مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ
وَکَرَامَتِہٖ عَلَیْکَ اَنْ تَغْفِرلِی۔ یا رب میں تجھ سے تیرے بندۂ
خاص محمّد (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) کے جاہ و مرتبہ کے طفیل میں اور اس
کرامت کے صدقہ میں جو انہیں تیری بارگاہ میں حاصل ہے مغفرت چاہتا
ہوں۔ یہ دعا کرنی تھی کہ حق تعالیٰ نے آپ کی مغفرت فرما دی۔ اس روایت
کو۔ محدّثین طبرانی۔ وحاکم وابونعیم اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت اس طرح ہے۔
عن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اقترف آدم
الخطيئة قال يارب اسئلك بحق محمد لما غفرت لى فقال
الله يا آدم وكيف عرفت محمدا ولم اخلقه قال يارب
لانك لما خلقتنى بيدك ونفخت فى من روحك رفعت
رأسى فرأيت على قوائم العرش مكتوبا لا اله الا الله محمد
رسول الله فعلمت انك لم تضف الى اسمك الا احب الخلق
اليك فقال الله صدقت يا آدم انه لاحب الخلق الى ادعنى
بحقه فقد غفرت لك ولولا محمد ما خلقتك" اخرجه
الحاكم فى المستدرك وصححه (جلد ۲ ص ۶۱۵) ورواه الحافظ
السيوطى فى الخصائص النبوية وصححه ورواه البيهقى فى
دلائل النبوة وهو لا يروى الموضوعات كما صرح بذلك
فى مقدمة كتابه وصححه ايضا القسطلانى والزرقانى فى
المواهب اللدنيه (جلد ۲ ص ۶۲) والسبكى فى شفاء السقام قال
الحافظ رواه الطبرانى فى الاوسط وفيه من لم اعرفهم
(مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۲۵۳) وجاء من طريق آخر عن ابن عباس
بلفظ فلولا محمد ما خلقت آدم ولا الجنة ولا النار (رواه الحاکم
فی المستدرک جلد ۲ ص ۶۱۵) وقال صحیح الاسناد وصححہ شیخ الاسلام البلقینی

فی فتاویہ ورواہ ایضا الشیخ ابن الجوزی فی الوفا فی اول کتابہ نقلہ ابن الکثیر فی البدایۃ (جلد اول صفحہ ۱۸۰) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام سے جب خطا کا ارتکاب ہوگیا تو انہوں نے عرض کی۔ یارب میں تجھ سے بحق محمّد درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت کر دیجئے۔ اللہ نے فرمایا۔ اے آدم تم نے محمّد کو کیسے پہچانا حالانکہ میں نے ان کو ابھی (عالم بشریت میں) پیدا بھی نہیں کیا؟ عرض کی اے رب میں نے اس طرح پہچانا کہ جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور اپنی (شرف دی ہوئی) روح مجھ میں پھونکی اور میں نے سر جو اٹھایا تو عرش کے پایوں پر یہ لکھا ہوا دیکھا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ سو میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ ایسے ہی شخص کے نام کو ملایا ہے جو تیرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے آدم تو نے سچ کہا واقعی وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہے اور جب تو نے اس کے واسطہ سے مجھ سے درخواست کی ہے تو میں نے تیری مغفرت کر دی اور اگر محمد نہ ہوتا تو میں تجھے پیدا نہ کرتا"

اسے حاکم علیہ الرحمۃ نے مستدرک میں روایت کیا اور روایت کو صحیح قرار دیا اور اس روایت کو حافظ الحدیث جلال الدین سیوطی نے خصائص میں روایت کیا اور اس روایت کو صحیح فرمایا اور اسے بیہقی نے

دلائل النبوۃ میں روایت کیا اور امام بیہقی موضوع روایات کو روایت نہیں کرتے جیسے کہ انہوں نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں تصریح فرمائی ہے اسی طرح امام قسطلانی اور امام زرقانی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور امام سبکی نے شفاء السقام میں اس روایت کو صحیح فرمایا ہے۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے الاوسط میں صحیح فرمایا ہے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ حدیث دوسرے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے اس لفظ سے فلولا محمد ما خلقت آدم ولا الجنۃ ولا النار۔ رواہ الحاکم فی المستدرک جلد ۲ صفحہ ۶۵۱ یعنی۔ پس اگر محمد نہ ہوتا تو میں آدم کو پیدا نہ کرتا اور نہ جنّت کو اور نہ جہنّم کو " اور فرمایا یہ روایت صحیح الاسناد ہے۔ شیخ الاسلام بلقینی نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تصحیح فرمائی اور اس حدیث کو شیخ الاسلام ابن جوزی نے اپنی کتاب "الوفا" کے شروع میں اور اسے نقل کیا ہے ابن کثیر نے "بدایہ" میں جلد اول صفحہ ۱۸۰ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نیز اس حدیث کو مسند ابو نعیم اور مسند ابوالشیخ میں روایت کیا گیا ہے امام قاضی عیاض مالکی نے الشفا فی تعریف حقوق المصطفیٰ صفحہ ۱۳۸ پر اور امام عبدالعزیز محدّث دہلوی نے تفسیر فتح العزیز صفحہ ۲۲۳ پر اس حدیث کو روایت فرمایا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ ثابت ہوا کہ محبوبِ خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری مخلوق کے لئے وسیلۂ اعظم ہیں۔ ابوالبشر آدم علیہ السلام نے حضور کا وسیلہ اختیار کیا۔ اگر توسل بقول نجدیہ وہابیہ شرک ہوتا تو

اللہ عزّوجل منع فرمادیتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عمل کو پسند فرمایا۔ اور صدقت یا آدم انّہٗ لاحبّ الخلق الیّ ادعنی بحقّہٖ فقد غفّرت لک۔ ولولا محمّد ما خلقتک۔ اے آدم تُو نے سچ کہا۔ واقعی وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہے اور جب تُو نے اس کے واسطے سے مجھ سے درخواست کی ہے تو میں نے تیری مغفرت کر دی اور اگر محمد نہ ہوتا تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔ فرما کر توسّل و استمداد کے جواز و استحباب کی تصدیق فرمادی اور یہ بھی واضح فرمادیا کہ میری بارگاہ میں میرے محبوب سے توسّل مخلوق کی دعاؤں کی قبولیت کا ضامن ہے۔ اور ساتھ ہی منکرین کی جڑھ بھی کاٹ کر رکھ دی کہ فرمایا۔ لولا محمّد لما خلقتک۔ اگر محمّد نہ ہوتا تو اے آدم میں تجھے ہرگز پیدا نہ کرتا۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ۔

ے کتاب فطرت کے سرورق پر جو نام احمد رقم نہ ہوتا ٭ تو نقش ہستی ابھر نہ سکتا وجود لوح و قلم نہ ہوتا
یہ محفل کُن فکاں نہ ہوتی اگر وہ شاہِ اُمم نہ ہوتا ٭ زمین نہ ہوتی فلک نہ ہوتا عرب نہ ہوتا عجم نہ ہوتا
ہر اک سویدائے دل سے پیدا جھلک محمد میم کی ہے ٭ اگر وہ خلوت سرا نہ ہوتا تو نقش یہ مرتسم نہ ہوتا

حقیقتہً دنیا و آخرت وما فیہا کا وجود ہی سرکارِ دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے وسیلہ سے ہے۔

عملاً توسّل کی تعلیم

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "حضرت فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ حضرت امیر المومنین علی ابن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ نے وفات پائی تو رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ان کو اپنی قمیص مبارک کا کفن دیا اور قبر تیار کرنے کا حکم فرمایا۔ جب قبر کھودی گئی تو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اپنے ہاتھ مبارک سے لحد کھودتے اور مٹی باہر نکالتے رہے۔ آپ لحد میں لیٹ گئے اور دعا فرمائی۔ "اللّٰھم اغفر لامّی فاطمۃ بنت اسدٍ وَ وسّع علیھا مدخلھا بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی فانک انت ارحم الراحمین"

"یا اللہ میری ماں فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما اور اس کے لئے اس کی قبر کو کشادہ کر دے اپنے نبی (محمد) کے صدقے میں اور ان انبیاء کے صدقہ میں جو مجھ سے قبل گذر چکے ہیں بے شک تو ہی سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے" صحابہ علیہم الرضوان نے عرض کی۔ یا رسول اللہ آپ نے ان کو اپنی قمیص کا کفن کس لئے دیا؟ فرمایا البستھا لتلبس من ثیاب الجنۃ واضطجعت معھا فی قبرھا لاخفف عنھا ضغطۃ القبر۔ میں نے اپنی قمیص کا کفن انہیں اس لئے دیا تاکہ (اس کے صدقے میں) انہیں جنّت کا لباس پہنایا جائے اور میں ان کی قبر میں ان کے ساتھ اس لئے لیٹا تاکہ

انہیں تنگئ قبر کے عذاب سے نجات دلاؤں " اس روایت حدیث کو ابو نعیم نے "معرفتہ الصحابہ" میں اور دیلمی نے "مسند الفردوس" میں اور طبرانی نے "جامع کبیر" میں اور اوسط میں اور ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا اور فرمایا یہ بیان صحیح ہے نیز علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی نے "شواھد الحق" میں اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے "جذب القلوب" میں نقل فرمایا۔ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

اس حدیث سے حسبِ ذیل اُمور ثابت ہوئے۔

۱۔ سید الرسل محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و نیز جملہ انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کے لئے مستحکم وسیلہ ہیں۔

۲۔ خاتم النبیین سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ اور جملہ انبیاءِ علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ اختیار کرنا سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

۳۔ محبوبانِ خدا کا وسیلہ پکڑنے سے عذاب الٰہی سے نجات ملتی ہے اور مصیبتیں اور بلائیں دور ہوتی ہیں۔

۴۔ محبوبانِ خدا کا وسیلہ پکڑنا ان کی دنیاوی حیات میں بھی اور ان کی وفات کے بعد بھی۔ سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے میں بحق محمد رسول اللہ کہنا اور بحق انبیاء کہنا سُنّتِ رسول ہے۔ ان کی تبعیت میں بحق اولیاء اللہ کہنا یا کسی ولی کا نام لے کر بحق فلاں کہنا جائز ہے۔

۶۔ محبوبانِ خدا کے مستعمل کپڑے بھی دافع البلاء ہیں۔

اولیاءِ اُمّت سے توسّل و تبرّک سنّت ہے

عن امیۃ بن خالد بن عبد اللہ بن اسید عن النبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

انہ کان یستفتح ای یطلب الفتح والنصرۃ علی الکفار من اللہ تعالیٰ بصعالیک المھاجرین۔ (طبرانی۔ شرح السنۃ۔ مشکوٰۃ المصابیح)

تحقیق۔ نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فقراء مہاجرین کے وسیلہ سے کفار کے مقابلہ کے وقت کفار پر فتح و نصرت حاصل ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرتے تھے۔ اس کی شرح میں حضرت علّامہ علی قاری محدّث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ای بفقرائھم وببرکۃ دعائھم وفی النھایۃ ای یستنصر بھم ومنہ قولہ تعالیٰ ان تستفتحوا فقد جاءکم الفتح وقال ابن الملک بان یقول اللّٰھم انصرنا علی الاعداء بحق عبادك الفقراء المھاجرین وفیہ تعظیم الفقراء والرغبۃ الی دعائھم والتبرك بوجوھھم۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد پنجم۔

حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم۔ اللہ تعالیٰ سے کفار پر فتح و نصرت طلب کرتے تھے فقراء مہاجرین کے وسیلہ سے اور ان کی دعاء کی برکت سے اور "نہایہ" میں ہے کہ حضور اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ان کے ذریعہ سے مدد چاہتے تھے اور اس باب میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ان تستفتحوا فقد جاء الفتح ۔ اور ابن الملک نے فرمایا کہ حضور یوں فرماتے تھے ۔ یااللہ ہمیں فتح و نصرت دے اپنے بندوں فقراء مہاجرین کے صدقہ میں اور اس میں فقراء کی تعظیم اور ان کی دعاؤں کی طرف رغبت اور ان کے چہروں سے برکت چاہنے کی تعلیم دینا مقصود ہے ۔ یہ مقام غور ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم تو مسلمانوں کو اپنے عمل مبارک سے یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ اولیاء اللہ کا وسیلہ اختیار کیا جائے ۔ حلّ مشکلات اور دفعیہ مصائب کے لئے اولیاء کرام سے دعائیں کرائی جائیں ۔ اولیاء اللہ کے چہروں سے برکت چاہی جائے لیکن اس کے برعکس نجدی وہابی قرآن و حدیث کا نام لیکر قرآن و حدیث کی تعلیمات کا انکار کرتے ہیں ۔ انبیاء و اولیاء سے توسل و تبرّک کو شرک ٹھہراتے ہیں ۔ بتوں اور کافروں کی تردید میں نازل شدہ آیاتِ قرآن مجید کو انبیاء کرام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام اور اولیاء اللہ پر چسپاں کرتے اور انبیاء و اولیاء کو بتوں کے مقام میں شمار کر کے مسلمانوں کو مشرک و کافر ٹھہراتے ہیں ۔ نجدیہ وہابیہ کا یہ جرم ناقابل معافی ہے جو اسلام کے خلاف کرتے ہیں ۔ یہ ان کا ظلم عظیم ہے جو مسلمانوں پر ڈھاتے ہیں ۔ ان سفہاء الاحلام نجدیوں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ جن امور کو اللہ و رسول عین ایمان قرار دیں ان امور کو یہ شرک ٹھہرائیں ۔ کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول برحق صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے بڑھ کر یہ لوگ توحید کے جاننے والے اور محافظ ہیں ۔ ؟ نہیں ۔ نہیں ۔ نہیں اور قطعاً نہیں ۔ بلکہ یہ اشقیاء اصلاً توحید شیطانی کے حامل ہیں شیطان لعین

کے پیروکار ہیں۔ قرآن مجید کی تفسیر کے نام پر تحریفِ قرآن کے ذریعہ گمراہی پھیلانے میں مصروف ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکماً نداءِ یارسول اللہ اور توسّل کی تعلیم دی

عن عثمان بن حنیف ان رجلا ضریر البصر اتی النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ فقال ادع اللہ ان یعافینی قال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فھو خیر لک قال فادعُہ، قال فامرہٗ ان یتوضأ فیحسن وضوءہٗ ویدعو بھٰذا الدعاء اللّٰھم انّی اسئلک واتوجّہ الیک بنبیّک محمّد نبیّ الرحمۃ یا محمّد انّی توجھت بک الٰی ربّی لیقضی لی فی حاجتی ھٰذہٖ اَللّٰھم فشفّعہ فی ھٰذا۔ (مشکوٰۃ، ترمذی، ابن ماجہ، مستدرک حاکم، حصن حصین۔ الترغیب والترھیب) حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں ایک نابینا آیا اور عرض کی یارسول اللہ میرے لئے دعا فرمائیے کہ اللہ مجھے بینائی عطا کرے آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں دعا کروں اگر تو چاہے تو صبر کرے کہ یہ تیرے حق میں بہتر ہے اس نے عرض کی یارسول اللہ آپ دعا فرمائیں پس آپ نے

اسکو حکم فرمایا کہ بہت اچھی طرح وضو کرو اور یہ دعا مانگ۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی محمد نبی الرحمۃ کے وسیلے سے یا رسول اللہ میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اس لئے متوجہ ہوتا ہوں کہ اللہ آپ کے صدقے میں میری یہ حاجت پوری کر دے یا اللہ تو ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما" حضرت ملا علی قاری محدث علیہ الرحمۃ۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ واتوجہا الیک واتوجہ الیک بنبیّک محمّدنبی الرّحمۃ ای دافع الرّحمۃ وکاشف الغمّۃ وشفیع الامّۃ المنعوت بکونہ رحمۃ للعالمین المرسل الیٰ امۃ مرحومۃ من عند ارحم الراحمین قال ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فی روایۃ یا محمد انی توجہت بک الیٰ ربی لیقضی بالغیبۃ ای ربّی وقیل بالخطاب لتوقع القضاء سأل اللہ اوّلاً بطریق الخطاب ثمّ توسّل بالنبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم علیٰ طریقۃ الخطاب ثانیا۔ (رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح غریب ورواہ ابن ماجہ و الحاکم فی مستدرکہ)

ترجمہ : اور میں متوجہ ہوتا ہوں تیری طرف تیرے نبی محمّد نبیّ الرحمۃ یعنی جو زحمت کو دور کرنے والے اور غم سے نجات دینے والے اور اُمّت کی شفاعت فرمانے والے ہیں جن کی شان میں رحمۃ للعالمین وارد ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے ہیں اُمّتِ مرحومہ کی طرف۔ ابن حجر (محدث علیہ الرحمۃ)

نے فرمایا۔ ایک روایت میں یا محمد انی توجہت بک اور لیقضی غائب کا صیغہ ہے یعنی رب تعالیٰ میری اس حاجت کو پورا فرمائے اور بعض علماء نے فرمایا لتقضی لی خطاب کے صیغہ سے ہے یعنی یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ میری اس حاجت کو پورا فرمائیں۔ پھر علامہ قاری نے بطور نص کے فرمایا کہ اس صحابی نے سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے بموجب آپ کے ساتھ توسل کیا پھر رسول اللہ کو مخاطب کر کے آپ سے توسل کیا۔" نیز حصن حصین کی شرح "حرز ثمین" میں حضرت العلامہ علی قاری علیہ الرحمتہ الباری فرماتے ہیں " وفی نسخۃ بصیغۃ الفاعل ای لتقضی الحاجۃ لی والمعنی تکون سببا لحصول حاجتی ووصول مرادی فالاسناد مجازی" ۔ اور ایک نسخہ میں لتقضی بصیغۃ الفاعل ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نداء کر کے عرض کیا گیا ہے کہ یارسول اللہ! آپ میری حاجت روائی فرمائیں۔ تو معنی یہ ہوں گے کہ یارسول اللہ آپ میری حاجت کے پورا ہونے میں اور مراد کے حاصل ہونے میں سبب اور وسیلہ بن جائیں۔ پس آپ کی طرف حاجت روائی کی نسبت، نسبت مجازی ہے۔"

واضح رہے کہ اس فرمانِ نبوی کے بموجب قیامت تک کے لئے کہ مومن اس پر عمل کریں۔ کہیں بھی ہوں، کسی زمانہ میں ہوں آپ کے وسیلہ سے اپنی حاجتیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالیہ میں عرض کریں۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو "یارسول اللہ" سے خطاب کر کے اپنی حاجات

کے پورا ہونے کے لئے شفیع بنائیں اور اپنے دامن کو گوہر مراد سے بھرتے رہیں۔

صحابہ کرام توسّل غائبانہ پر عامل تھے

محدث طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "معجم کبیر" میں سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کوئی حاجت روا کرانی تھی مگر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اس کی طرف رغبت نہ فرماتے وہ شخص حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور حاجت روائی کی تجویز پوچھی۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا "تو وضو کر کے مسجد میں جا اور دو رکعت نماز پڑھ اور کہہ۔ اللّٰھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیّک محمّد نبی الرّحمۃ یا محمّد انّی توجھت بک الیٰ ربّی فی حاجتی ھٰذہ لیقضی لی اللّٰھم فشفّعہ فیّ۔ اور اپنی حاجت بیان کر" اس شخص نے اسی طرح عمل کیا اور حضرت عثمان غنی امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے درِ دولت پر حاضر ہوا۔ دربان نے آگے بڑھ کر لیا اور تعظیم و تکریم کے ساتھ اندر لے گیا حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے فرش خاص پر بٹھایا اور پوچھا "تمہاری کیا حاجت ہے اس نے اپنی حاجت بیان کی آپ نے اس کی حاجت روائی فرما دی۔ پھر فرمایا۔ اس کے بعد جو حاجت تم کو ہوا کرے ہمارے پاس آیا کرو ہم روا کر دیا کریں گے۔ پھر اس شخص نے

یہ ماجرا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے بیان کیا انہوں نے فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو یہ دعا پڑھنے کا حکم فرمایا تھا۔ سو اسی حدیث پر عمل کرتے ہوئے میں نے تم کو بتائی ہے۔ ورنہ میں نے تمہاری بابت کوئی سفارش نہیں کی ہے" اس حدیث کو محدثین نے اپنی کتابوں میں نقل فرمایا اس کے فوائد بیان کئے۔

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے۔ اپنی کتاب "جذب القلوب" میں تحریر فرمایا۔ "اکثر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اور ائمہ تابعین نے اس پر عمل فرمایا ہے" ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے توسل غائبانہ اور یا رسول اللہ کہکر اپنی مشکلات کے حل اور قضائے حاجات کے لئے آپ کی خدمت میں شفاعت کے لئے عرض کرنا سنت ہے۔ پس جو شخص توسل غائبانہ کو ناجائز شرک بتاتا ہے وہ خود منکرِ حدیث ہے۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

استغاثہ ونداء غائبانہ

شارح صحیح بخاری امام قسطلانی "مواہب اللدنیہ" میں محدث طبرانی "معجم صغیر" میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی "مدارج النبوۃ" میں (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) روایت فرماتے ہیں۔ "حضرت میمونہ" رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔

ایک رات رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم وضو فرما رہے تھے کہ آپ نے لبیک، لبیک، لبیک تین بار فرمایا۔ اور میں نے آپ کو تین بار۔ نُصِرتَ، نُصِرتَ، نُصِرتَ۔ (تیری مدد کر دی گئی تیری مدد کر دی گئی)، فرماتے سنا۔ حضور وضو فرما کر تشریف لائے تو میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! میں نے آپ کو کلام فرماتے سنا۔ حضور نے فرمایا۔ "کوئی فریاد کرنے والا مجھ سے بنی کعب سے ہے خزاعیوں سے کہ مجھ سے نصرت (مدد) طلب کرتا ہے کہتا ہے کہ قریش نے بنی بکر کی اعانت کی اور ہم پر شب خون مارا تین دن کے بعد عمر بن خزاعی چالیس سواروں کے ساتھ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آیا کہ جو کچھ گذرا آپ کو خبر دے اور امداد چاہے اور نصرت طلب کرے"۔

(طبرانی صـــ ۲۰۱)

اس حدیث سے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو دور دراز مقامات سے پکارنا۔ آپ سے مدد طلب کرنا ثابت ہوا۔ نیز یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دور دراز سے پکارنے والے فریادیوں کی پکار سنتے اور مدد فرماتے ہیں۔ نیز یہ کہ دور دراز مقامات سے استمداد و استعانت کرنے والوں کے نام ان کے حسب و نسب اور ان کے حالات کو جانتے ہیں۔ اور یہ تمام اُمور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عمل مبارک سے ثابت ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان۔ محدثین و علماء امت علیہم الرحمۃ کا ان اُمور پر بالاتفاق یقین و ایمان ہے۔ لیکن نجدی وہابی ان اُمور کو نہیں مانتے۔ ان اُمور کو شرک و کفر ٹھہراتے ہیں۔

تو ان منکرین کے عمل سے واضح ہوتا ہے کہ نجدی وہابیوں کا دین اُمت مسلمہ کے دین اسلام سے علیحدہ ہے۔ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخاسرین (پ ۳ ع ۱۷) اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا۔ وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں سے ہے "چونکہ یہ لوگ ابن عبدالوہاب نجدی کے ایجاد کردہ" دین وہابیت" کے پیروکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے دین اسلام کے اصولوں کے منکر ہیں۔ لہٰذا ان کا دعوائے اسلام جھوٹا اور نامقبول ہے۔ مسلمانوں کو ان کی لکھی ہوئی تفسیر قرآن سے فریب نہیں کھانا چاہیئے کہ ان کی تفسیر قرآن درحقیقت تحریفِ قرآن ہے۔ آیاتِ قرآن کے معنوں اور مفہوم کو بدل کر بگاڑ کر مسلمانوں کو تعلیماتِ اسلام سے منحرف کر دینے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ وہابیت کے زہریلے مخالفِ اسلام جراثیم بہ آسانی ان کے دلوں اور دماغوں میں داخل کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے بچائے۔ آمین۔

؎ فریاد اُمتی جو کرے حال زار کی
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

صحابہ کرام کا عقیدہ وعمل اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق حضور۔ دافع البلاء، مشکل کشاء، حاجت روا ہیں۔

فتح الباری صفحہ ۴۹۵ جلد دوم اور بیہقی نے سند صالح کے ساتھ دلائل میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل فرمائی کہ ایک اعرابی نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یوں فریاد کی۔ ؎

اَتَیْنَاکَ والعذراء یدمی لبابہا ⁂ وقد شغلت امّ الصبیّ عن الطفل

والقت بکفیہا الفتیٰ لاستکانۃ ⁂ من الجوع ضعفا لا یمرّ ولا یحلی

ولیس لنا الّا الیک فرارنا ⁂ واین فرار الخلق الّا الی الرّسل

یا رسول اللہ! ہم آپ کی خدمت میں شدتِ قحط کی ایسی حالت میں حاضر ہوئے کہ جو کنواری لڑکیاں ہیں۔ (جنہیں ان کے والدین بہت عزیز رکھتے ہیں۔ ناداری کے باعث خادمہ رکھنے کی طاقت نہیں کام کاج کرتے کرتے ان کے سینے شق ہو گئے) ان کی چھاتیوں سے خون بہہ رہا ہے، مائیں بچوں کو بھول گئی ہیں، جوان قوی کو اگر کوئی لڑکی دونوں ہاتھوں سے

دھکا دے تو ضعف گرسنگی سے عاجزانہ زمین پر ایسے گر پڑتا ہے کہ مُنہ سے کڑوی میٹھی کوئی بات نہیں نکلتی۔ اور ہمارا حضور کے سوا کون ہے جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں اور خود مخلوق کو جائے پناہ ہے ہی کہاں مگر رسولوں کی بارگاہ میں "۔

حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم یہ فریاد سُن کر بعجلت منبر پر جلوہ فرما ہوئے اور دونوں ہاتھ مبارک بلند فرما کر اپنے رب عزوجل سے پانی مانگا۔ ابھی آپ کے ہاتھ مبارک جُھک کر گلوئے پُرنور تک نہ آئے تھے کہ آسمان اپنی بجلیوں کے ساتھ امڈا اور بیرونِ شہر کے لوگ فریاد کرتے آئے کہ یارسول اللہ! ہم ڈوبے جاتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ حَوَالَیْنَا لَا عَلَیْنَا۔ (اے بادل) ہمارے ارد گرد برس ہم پر نہ برس "۔ فوراً ابر مدینہ پر سے کھل گیا آس پاس گھرا تھا اور مدینہ پر سے کھلا ہوا۔ یہ ملاحظہ فرما کر حضور مُسکرائے اور فرمایا۔ اللہ کے لئے ہے۔ خوبی ابوطالب کی۔ اس وقت وہ زندہ ہوتا تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ کون ہے جو ہمیں اس کے اشعار سُنائے "۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کی "یارسول اللہ! شاید حضور یہ اشعار سُننا چاہتے ہیں جو ابوطالب نے آپ کی نعت میں عرض کئے تھے۔

ے وابیض یستسقی الغمام بوجھہ ؞ ثمال الیتامٰی عِصمۃ لِلْاَرامل

تلوذ بہ الھلال من آل ھاشم ؞ فھم عندہ فی نعمۃٍ وفواضل

ترجمہ: وہ گورے رنگ والے کہ ان کے مُنہ کے صدقہ میں ابر کا پانی مانگا

جاتا ہے۔ یتیموں کی جائے پناہ، بیواؤں کے نگہبان، بنی ھاشم (جیسے غیور لوگ) تباہی کے وقت ان کی پناہ میں آتے ہیں۔ ان کے پاس ان کی نعمت و فضل میں بسر کرتے ہیں "۔ اشعار سُن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "اِجْعَلْ ذَالِكَ اَرَدْتَ۔ ہاں یہی نظم ہمیں مقصود تھی۔ اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو۔ دافع البلاء اور جائے پناہ اور حل المشکلات کا ذریعہ اور مددگار جانتے اور ان القابات کے ساتھ آپ کے حضور میں مشکل کشائی کی درخواستیں عرض کرتے۔ مالک ومختار شریعت صاحبِ قرآن یہ نہ فرماتے میرے پاس کیوں فریاد لے کر آتے ہو۔ براہ راست اللہ سے فریاد کرو۔ میں کچھ نہیں کرسکتا۔ تمہارے میرے متعلق یہ عقائد شرکیہ ہیں توبہ کرو۔ اور چلے جاؤ المختصر حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اصحاب علیہم الرضوان کے ان عقائد پر ناراض ہونے کے بجائے۔ آپ درخواستیں قبول فرماتے ان کے دُکھوں کا مداوا فرماتے۔ حاجات پوری فرماتے۔ ان کی مشکلات حل فرماتے۔ ان کی فریادیں۔ درخواستیں سُن کر خوش ہوتے۔ اس حدیث مبارکہ نے اشقیائے ازلی نجدی وہابیہ کی تفسیر قرآن کی قلعی کھول کر رکھ دی اور ثابت کر دیا کہ یہ بدبخت قرآن کی تفسیر کے نام پہ قرآن کی تحریف شائع کر کے صحیح العقیدہ بھولے بھالے مسلمانوں کو گمراہ۔ بے دین کر دینے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے مسلمانوں کو بچائے۔ آمین۔

اُمّ المؤمنین عائشہ صدّیقہ وصحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ و عمل

ایک دفعہ مدینہ منورہ میں بارش بند ہوگئی اور قحط پڑ گیا صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ اُمّ المؤمنین نے فرمایا "انظروا قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فاجعلوا منہ کوی الی السماء حتّٰی لا یکون بینہ وبین السماء سقف ففعلوا فمطروا مطرًا حتّٰی نبت العشب وسمنت الابل حتّٰی تفتقت من الشحم فسمی عام الفتق۔ رواہ الدارمی۔ (مشکوٰۃ جلد دوم ص۵۴۵) نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی قبر مبارک کی حاضری دو اور حجرۂ مبارک کی چھت میں ایک دریچہ کھول دو کہ روضۂ اقدس اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے۔ صحابہ علیہم الرضوان نے تعمیل کی تو فوراً بارش آگئی۔ اور اس قدر بارش برسی کہ گھاس پودے وغیرہ اگ آئے (اور انہیں کھا کھا کر) اونٹ اس طرح موٹے تازے ہوگئے کہ گویا چربی سے بھر گئے ہیں۔ قحط دور ہوکر اس قدر ارزانی ہوئی کہ اس کا نام "عام الفتق" پڑ گیا۔ یعنی ارزانی و خوشحالی کا سال۔ اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق محدّث دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں "یہاں پر ایک بات سمجھنی چاہیئے

وہ یہ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریچہ کشائی کا جو حکم دیا تو اس میں ایک رمز ہے جو اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی دعا و سوال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں موجب فتح باب مطلوب ہے اور اسی قبیل سے ہے سائل کا سوال جو کہ اس نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے عرض کیا اسئلك مرافقتك فی الجنة۔ یارسول اللہ! میں آپ سے جنّت میں آپ کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں، یعنی حجرۂ مبارک کی چھت میں کھڑکی کھولنے میں راز یہ تھا کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی خدمت میں زبانِ حال سے بارش نہ ہونے کی شکایت عرض کی جائے کہ۔ یارسُول اللہ! دیکھ لیجئے کہ آسمان پر کوئی بادل نہیں ہے اور یہ سوال براہ راست حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے تھا پس آپ نے فریادیوں کی فریاد قبول فرما کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے وسیلہ سے اس قدر بارش برسائی کہ قحط کا نام ونشان نہ رہا اور لوگ خوشحال ہو گئے۔"!

اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی رحلت کے بعد بھی آپ کے روضۂ اقدس کی حاضری اور حضور کے وسیلہ سے مشکل کشائی وحاجت روائی کے لئے بارگاہِ الٰہی میں دعائیں عرض کرنا سنّت صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اللہ تعالیٰ کے حکم ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤك۔ الآیۃ کی تعمیل ہے۔ لیکن صد افسوس کہ نجدی سعودی تفسیر میں جابجا بُتوں کی تردید اور کفّار کی مذمت میں نازل شدہ آیات مبارکہ کی آڑ میں

انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام کی تردید اور مذمت کی گئی ہے جو کھلی تحریف قرآن ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ اور احکام الٰہی کی تردید کے مترادف ہے۔ نجدی سعودی مفسر مسلمانانِ اُمّت محمدیہ کو جو قرآن و حدیث کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی حاضری کی نیت سے سفر کرکے مدینہ منورہ پہنچ کر حضور کے روضہ مبارک پر حاضر ہو کر آپ سے توسل کرتے ہیں اور اولیاء اللہ کے مزارات کی حاضری اور توسل کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ سب کو بے دھڑک مشرک کافر اور قبر پرست قرار دیتا ہے اور بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ ایسے بُرے انداز میں مذاق اُڑاتا ہے کہ۔ خُدا کی پناہ!۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ نجدی سعودی تفسیر لکھنے اور لکھوانے والے نجدی وہابی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی سیدھی راہ۔ صراط مستقیم۔ ما انا علیہ واصحابی سے ہٹ کر اُس ٹیڑھی شیطانی راہ پر چل رہے ہیں۔ جو جہنم میں پہنچاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نجدی وہابیوں کی اصلیت سمجھ لینے کی توفیق بخشے۔ آمین

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روضۂ اقدس سے سائل صحابی کو فرمایا "قد غفرلک"

تفسیر قرطبی جلد پنجم صفحہ ۲۹۵ اور تفسیر مدارک۔ اور مصباح الظلام اور

اور الجوہر المنظم مصنفہ ابن حجر مکی محدّث اور جذب القلوب مصنفہ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی۔ اور شواھد الحق مصنفہ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور دیگر کتبِ محدّثین وعلماء وافاضل میں یہ حدیث مبارکہ حضرت علی مرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ الکریم سے منقول ہے۔ کہ سرکار دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رحلت سے تین روز بعد ایک اعرابی نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے روضۂ انور پر خود کو بے ساختہ گرا دیا اور مزار اقدس کی مٹّی اپنے سر پر ڈالی اور عرض کی۔" یارسُول اللہ جو کچھ آپ نے خدا سے سُنا وہ ہم نے آپ سے سُنا اور جو کچھ آپ نے اللہ سے سیکھ کر یاد کیا ہے ہم نے آپ سے سیکھ کر یاد کیا ہے اور منجملہ اس کے کہ آپ پر نازل ہوا۔ (قرآن مجید) اس میں یہ آیت ہے ولو انّھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللّٰہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللّٰہ توّابا رّحیما ٥ اور میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے لئے استغفار فرمائیں۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے روضۂ انور سے آواز آئی قَدْ غُفِرَلَکَ بے شک تیری مغفرت کر دی گئی "

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضری یارسول اللہ پکار کر فریاد کرنا سنّتِ صحابہ ہے

حضرت ابن ابی شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ سندِ صحیح روایت فرماتے ہیں کہ حضرت امیرالمؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں قحط پڑا ایک شخص روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوا اور فریاد کی۔ یارسول اللہ! استسق لِاُمتك فانهم قد هلكوا۔ یارسول اللہ آپ کی اُمت قحط کی وجہ سے ہلاک ہو رہی ہے آپ اپنی اُمت کی خاطر اللہ تعالیٰ سے بارش طلب فرمائیں "۔ اس کے بعد اس شخص نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا "جا عمر کو بشارت دے کہ پانی برسے گا"۔ اس کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں "یہ نوعِ توسل طلبِ دعا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اپنے پروردگار تعالیٰ وتقدس سے عرض کر کے اس حاجت کو روا کروا دیں جیسا کہ حیاتِ ظاہری میں ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ مضمون روایت یا محمد انی توجهت بك الی ربی فی حاجتی هذه لتقضی لی۔ اس بات کا مشعر ہے۔ فافہم (جذب القلوب) نیز اس حدیث کو بیہقی علیہ الرحمتہ نے طریق اعمش عن ابی صالح عن مالک الدار رضی اللہ عنہم سے روایت فرمایا۔ اور حافظ الحدیث ابن حجر مکی علیہ الرحمتہ

فتح الباری صفحہ ۵۴۲ جلد ۴ میں تصریح فرماتے ہیں کہ روضۂ نبوی پر حاضر ہونے والا حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ صحابی تھا۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضری کے لئے سفر کر کے جانا اور یا رسول اللہ پکار کر آپ کو مخاطب کر کے اپنی حاجات عرض کرنا مشکل کشائی کے لئے فریاد و استغاثہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق عین اسلام ہے توحید رحمانی ہے۔ نجدی سعودی تفسیر میں قرآن مجید کی ان آیات مبارکہ میں جو بتوں کی تردید اور کفار کی مذمت میں نازل ہوئیں ان میں تحریف کر کے ان آیات مبارکہ کو انبیاء کرام اور خصوصاً رسول اللہ صاحب قرآن علیہم السلام اور اولیاء اللہ پر چسپاں کر کے مسلمانوں کو بے دین گمراہ کرنے کی مذموم لیکن ناکام کوشش کی گئی ہے یہ بدبخت وہابی شیطانی توحید کے پرستار ہیں خود صراط مستقیم سے بھٹک چکے ہیں اور دوسروں کو بھٹکانے میں لگے ہوئے ہیں۔ اعاذنا اللہ من شرور الوھابیہ۔ آمین

اجتماعی طور پر بحالت قیام بارگاہ رسالت میں فریاد واستغاثہ سنّت ہے

صحیح بخاری جلد اوّل صفحہ ۱۳۹۔ اور۔ صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۲۹۴۔ میں ملاحظہ ہو۔

عن انس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب يوم الجمعة فقام الناس (ولفظ مسلم فقام الناس اليه) فصاحوا فقالوا يا رسول الله قحط المطر واحمرت الشجر وهلكت البهائم فادع الله ان يسقينا فقال اللهم اسقنا مرتين وايم الله ما نرى فى السماء قزعة من سحاب فنشأت سحابة وامطرت ونزل عن المنبر فصلى فلما انصرف لم تزل تمطر الى الجمعة التى تليها فلما قام النبى صلى الله عليه وسلم يخطب صاحوا اليه تهدمت البيوت وانقطعت السبل فادع الله يحبسها عنا فتبسم النبى صلى الله عليه وسلم وقال اللهم حوالينا ولا علينا فتكشطت المدينة فجعلت تمطر حولها وما تمطر بالمدينة قطرة فنظرت الى المدينة وانها لفى مثل الاكليل ؎

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے پس لوگ آپ کی طرف متوجہ ہو کر کھڑے ہوئے (اور شدت تکلیف سے فریاد کرتے ہوئے) چیخ اُٹھے اور عرض کی ۔ یا رسول اللہ! بارش بند ہے (جس کی وجہ سے قحط پڑ گیا ہے) اور درخت (خشک ہو کر ان کا رنگ بدل گیا ہے) سرخ ہو گئے ۔ مویشی ہلاک ہو گئے پس آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ بارش برسائے پس حضور نے فرمایا۔ یا اللہ! ہمارے لئے بارش برسا دے (اس طرح) دو مرتبہ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کی قسم! (اس وقت حالت یہ تھی کہ) ہمیں آسمان میں بادل کا نشان تک دکھائی نہ دیتا تھا۔ (پس حضور کے اس فرمانے سے) بہت عظیم بادل چھا گیا اور (فی الفور) برسنے لگا حضور منبر سے اترے اور آپ نے نماز پڑھائی پس جب لوٹے تو بارش بند نہ ہوئی دوسرے جمعہ تک برستی رہی پس جب (دوسرے جمعہ کے روز) آپ خطبہ ارشاد فرمانے لگے لوگ (آپ کی طرف متوجہ ہوکر) چیخنے لگے اور فریاد کی کہ۔ (کثرت بارش سے) مکان گر گئے (زیادہ پانی کی وجہ سے) راستے بند ہو گئے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ ہم سے بارش کو روک دے۔ پس حضور مسکرائے اور فرمایا۔ اے اللہ ہمارے گرد و نواح میں نہ ہم پر پس فوراً مدینہ پر سے بادل چھٹ گیا۔ (ایک روایت میں ہے حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم بادل کو انگلی کے اشارے سے جس طرف ہٹنے کا اشارہ فرماتے بادل اسی طرف ہٹ جاتا) پس بارش ہمارے گرد و نواح میں برسنے لگی اور مدینہ منوّرہ پر بارش کا ایک قطرہ نہ گرتا۔ (حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) پس میں نے مدینہ منوّرہ کو دیکھا کہ "گویا وہ تاج پہنے ہوئے ہے" کیونکہ مدینہ منوّرہ کے ارد گرد بادل چھایا ہوا تھا اور مدینہ پر سورج چمک رہا تھا اور اس کی چمکتی ہوئی مختلف رنگوں کی کرنیں بادلوں کو مختلف رنگوں میں چمکا رہی تھیں"۔

اس حدیثِ مبارکہ سے چند باتیں واضح ہوئیں

اوّل ـــ یہ کہ مشکلات و مصائب کے وقت مشکل کشائی و دفعیہ مصائب کے لئے اجتماعی طور پر قیام کرنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ قدسیہ میں مل کر فریاد و استغاثہ سنت ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا معمول ہے۔

دوم ـــ یہ کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ عمل توحید کے عین مطابق ہے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس عمل کو پسند فرماتے ہیں. فریادیوں کی فریادیں سن کر ان کی مشکل کشائی فرما دیتے ہیں۔

سوم ـــ یہ کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اس عمل سے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس عمل کو پسند فرمانے سے ثابت ہوا کہ مصائب مشکلات ۔ کو دور کرنے کے لئے اور ہر قسم کی حاجت روائی کے لئے ۔ براہِ راست اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے بجائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارنے آپ کے توسل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں ہماری دعائیں ، التجائیں اور درخواستیں یقیناً مقبول ہوتی ہیں۔

چہارم ـــ یہ کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اس عقیدہ و عمل سے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس عقیدہ و عمل کو مقبول اور پسند فرمانے سے واضح ہوا کہ دنیا و آخرت کی ہر نعمت اور بھلائی سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے حضور کی رضا و عطاء سے حاصل ہوتی اور

دنیا و آخرت کی ہر سختی و مشکل آپ کی ہی رضا و عطا سے آپ کے وسیلہ سے دور ہوتی ہے۔ یہی عقیدہ۔ قرآن و حدیث کی رُو سے توحید ایمانی و رحمانی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔ اور جو شخص اسکے خلاف عقیدہ رکھے قرآن کا منکر ہے۔ اس کی توحید، توحید شیطانی ہے۔ بے ایمانی ہے۔

لیکن۔ نجدی سعودی وہابی تفسیر میں۔ اس عقیدہ و عمل کو شرک و کفر بتایا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے نجدی سعودی وہابی تفسیر۔ قرآن کی صحیح تفسیر نہیں۔ قطعاً غلط ہے باطل ہے۔ تحریف قرآن ہے۔

پنجم۔۔۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے عُلُوِّ شان اور مقام محبوبیت کا مظاہرہ منظور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دیکھتے اور جاننے کے باوجود کہ مخلوق بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط کی مصیبت میں گرفتار ہے ان پر رحم فرما کر بارش نہ برسائی جب تک کہ آسمان ہدایت کے ستاروں اصحاب رسول۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے بارگاہِ رسالت میں مل کر قیام کر کے نداء یارسول اللہ کے بعد گڑگڑا کر فریاد نہ کرلی اور سرکارِ دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ان کی فریاد اور درخواست کو شرفِ قبولیت بخشش کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں شفاعت نہ فرمائی اور جب حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی زبان مبارک سے الفاظ شفاعت نکلے اور بارش آئی تو اس طرح برسی کہ تھمنے میں

نہ آئی ایک ہفتہ تک دھواں دھار برستی رہی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہ دیکھنے اور جاننے کے باوجود کہ کثرت بارش سے مخلوق پریشان ہے۔ مکان گر رہے ہیں۔ راستے مسدود ہو گئے بارش کو بند نہ کیا۔ یہاں تک کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پھر بارگاہِ رسالت میں قیام کر کے فریاد کی اور محبوب خدا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ان کی فریاد و عرض قبول کرتے ہوئے بارگاہِ الٰہی میں انکی شفاعت فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے بارش کو روک دیا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے دعاؤں کو سنتا اور قبول فرماتا ہے لیکن ان صفات کا صدور و ظہور حضور پُر نور محمد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی رضا و اور شفاعت پر موقوف ہے۔

امام اہلسنّت اعلیٰحضرت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا۔

وہ زباں جس کو سب کُن کی کُنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام!

اس عقیدۂ برحق و صداقت کی تصدیق اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے جو آپ نے حضور سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے مقامِ محبوبیت کا اظہار کرتے ہوئے خود حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو مخاطب کر کے فرمایا۔ ما اری ربّک الا یسارع فی ھواک[1] صحیح بخاری ص۷۰۶ جلد۲۔ اور صحیح مسلم ص۴۷۳ جلد اوّل۔ یا رسول اللہ! میں آپ کے رب کو نہیں دیکھتی مگر آپ کی خواہش کے پورا کرنے میں جلدی و شتابی کرتا ہوا[1] یعنی اللہ تعالیٰ کو آپ کی رضا مطلوب ہے۔

اسی لئے وہ آپ کی خواہش کو پورا کرنے میں دیر نہیں کرتا۔ حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس بات کو حضور نے قبول فرمایا۔ ان کے اس عقیدہ کو رد نہ فرمایا۔ تو ثابت ہوا کہ ؎

خُدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خُدا چاہتا ہے رضائے محمّد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم

یہی عقیدہ قرآن مجید کی متعدد آیات کریمہ سے بھی ثابت ہے۔ بخوفِ طوالت ان کا یہاں ذکر نہیں کیا جا رہا۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن زہیر نے یہ نعت پڑھی

یہ نعت مبارک قصیدہ "بانت سعاد" کے نام سے معروف و مشہور ہے اس کا مطلع ہے۔ ؎

بانت سعاد فقلبی الیوم متبول ÷ متیم اثرھا لم یفد مکبول
قال انبئت ان رسول اللہ اوعدنی ÷ والعفو عند رسول اللہ مامول
انّ الرسول لنور یستضاء بہٖ ÷ مھند من سیوف اللہ مسلول
فی عصبۃ من قریش قال قائلھم ÷ ببطن مکۃ لما اسلموا زولوا
یمشون مشی الجمال الزھر یعصمھم ÷ ضرب اذا عرد السود التنابیل

حضرت ابوبکر ابن الانباری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اس شعر پر پہنچے۔

ان الرسول لنور یستضاء بہ ۔ مھند من سیوف اللہ مسلول

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو چادر اوڑھی ہوئی تھی اتار کر حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف پھینک دی (یعنی بطور انعام عطا فرما دی) چند روز بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دس ہزار درہم بھیج کر فرمائش کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چادر مجھے دے دیں۔ حضرت کعب نے درہم واپس کر دیئے اور فرمایا۔ ماکنت لاوثر بثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احدا ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا فرمائی ہوئی چیز کسی کو دینا پسند نہیں کرتا''۔ بوقت وفات حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اولاد کو وصیت فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر معاویہ کو دے دیں۔ جب انہوں نے چادر مبارک حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچائی تو انہوں نے بطور شکرانہ بیس ہزار درہم ان کو عطا کئے۔ حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نعتیہ اشعار کا ترجمہ۔

مجھے مطلع کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری معافی کا وعدہ فرمایا ہے اور معاف کر دینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے آسان ہے۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے نور ہیں جس سے روشنی حاصل

کی جاتی ہے اور نیام سے کھینچی ہوئی اللہ کی تلواروں میں سے ایسی تیز تلوار ہیں جیسی ہندی فولادی تلوار ہوتی ہے قریش کی جماعت میں سے کہنے والے نے مکّہ کی وادی میں جب وہ مسلمان ہوکر ہجرت کر رہے تھے یہ بات کہی تھی کہ دشمن علیحدہ ہو جاؤ جیسے سفید اونٹ جلدی اور وقار سے چلتا ہے اسی طرح وہ (صحابہ کرام علیہم الرضوان) چلتے تھے اور دشمن کے حملہ سے اپنے آپ کو بچاتے تھے جبکہ کفار کی جماعت اپنے گھروں کو بھاگ رہی تھی ۔

بارگاہِ رسالت میں نداءِ یارسول اللہ اور فریاد و استغاثہ سُنّت ہے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے صحابی حضرت زہیر بن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سے یوں فریاد کی۔

اُمْنُنْ عَلَیْنَا یارسولَ اللہِ فی کَرَمٍ ۔ فَاِنَّکَ الْمَرْءُ نَرْجُوْہُ وَنَدَّخِرُ

اُمْنُنْ علی بَیْضَۃٍ قَدْ عاقَھا قَدَرٌ ۔ مُشَتَّتٌ شَمْلُھا فی دَھْرِھا غِیَرُ

(الامن والعلیٰ ص ۶۸)

یارسول اللہ! ہم پر احسان فرمائیے اپنے کرم سے کہ حضور ہی وہ مرد کامل و جامع فضائل و محاسن شمائل ہیں جس سے ہم امید کریں اور جسے وقتِ مصیبت کے لئے ذخیرہ بنائیں۔ احسان فرمائیے اس خاندان پر کہ

تقدیر جس کی آڑے آئے اس کی جماعت تتر بتر ہو گئی۔

اِنْ لَّمْ تَدَارَکْھُمْ نَعْمَاءُ تَنْشُرُھَا ۞ یَا اَرْجَعَ النَّاسِ حُلْمًا حِیْنَ یَعْتَبِرُ

اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعمتیں جنہیں حضور نے عام فرمادیا ہے ان کی مدد کو نہ پہنچیں تو ان کا کہیں ٹھکانہ نہیں۔ اے آزمائش کے وقت زیادہ عقل رکھنے والے۔"

غور کا مقام ہے کہ آسمان ہدایت کے روشن ستارے صحابہ کرام علیہم الرضوان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو "یا" حرف نداء سے پکارتے ہیں حضور کو مصیبت زدوں کے لئے محفوظ جائے پناہ، محتاجوں کو عطا فرمانے والے۔ بحر مواج کی مانند سخاوت فرمانے والے، مایوس پریشان حال والوں کے لئے امید گاہ کہہ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے استمداد و استعانت کرتے ہیں باطل اور اسلام دشمنوں کے لئے حضور کو ہندی فولاد کی تیز تلوار سے زیادہ تیز۔ زیادہ کاٹ دار شمشیر بے نیام کہتے ہیں۔ حضور ان کے ان عقائد کی تردید نہیں کرتے شرک قرار نہیں دیتے۔ ان کو ان عقائد سے باز رہنے کی تلقین نہیں فرماتے بلکہ ان عقائد کو شرفِ قبولیت بخشتے ہیں۔ ان کو انعامات سے نوازتے ہیں تو نجدی سعودی وہابیوں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ قرآن کی تفسیر کے نام پر قرآن و حدیث میں تحریف کر کے ان عقائد کو شرک و کفر قرار دیں۔؟

ما انا علیہ واصحابی کا مظاہرہ

اللہ تعالیٰ کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق کہ وہی جنت میں جائے گا جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ پر چلے گا۔ اس سلسلہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقہ کو واضح کرنے والے بہت سے واقعات لکھے جا چکے ہیں اب فقیر ایسے ہی چند واقعات مزید درج ذیل کر رہا ہے تاکہ نجدی سعودی وہابی کی تفسیر قرآن کی آڑ میں کی گئی تحریف قرآن و حدیث کی مکمل طور پر نقاب کشائی ہو جائے۔ اور صراطِ مستقیم کی پہچان میں کوئی کسر باقی نہ رہ جائے۔ مسلمان ان کے مکر و فریب سے بچ رہیں۔

صحابیٔ رسول نے حضور کی بارگاہ میں ان عقائد کا اظہار کیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبولیت بخشی

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصیدہ جس کو محدث طبرانی نے "معجم کبیر" میں اور محدث امام بیہقی نے "دلائل النبوۃ" اور محدث ابن عبد البر نے "استیعاب" میں نقل کیا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

انہوں نے یہ قصیدہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے پڑھ کر

سُنایا تھا اس کے چند اشعار درج ہیں۔

فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ لَارَبَّ غَيْرُهٗ ﴿﴾ وَاَنَّكَ مَأْمُوْنٌ عَلٰى كُلِّ غَائِبٖ

وَاَنَّكَ اَدْنَى الْمُرْسَلِيْنَ وَسِيْلَةً ﴿﴾ اِلَى اللّٰهِ يَا ابْنَ الْاَكْرَمِيْنَ الْاَطَائِبٖ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پروردگار نہیں اور اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر غیب پر امین بنایا ہے۔ اے کریم ترین اور پاکیزہ ترین ہستیوں کے لختِ جگر اور نورِ نظر آپ اللہ تعالیٰ کی جنابِ پاک میں سب انبیاء و مرسلین کی نسبت اقرب واقدم وسیلہ ہیں۔

فَمُرْنَا بِمَا يَاْتِيْكَ يَا خَيْرَ مُرْسَلٍ ﴿﴾ وَاِنْ كَانَ فِيْمَا فِيْهِ شَيْبُ الذَّوَائِبِ

لہٰذا ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والے احکام کا امر فرمائیں اے سب رسولوں سے بہتر و برتر اگرچہ ان نازل شدہ احکام کے ساتھ مکلف ہونے میں اس قدر محنت و مشقت ہی کیوں نہ ہو جو بڑھاپے کی حدود تک پہنچا دے۔

وَكُنْ لِيْ شَفِيْعًا يَوْمَ لَاذُوْ شَفَاعَةٍ ﴿﴾ بِمُغْنٍ عَنْ سَوَادِ ابْنِ قَارِبٖ

اور اس دن مجھے اپنی شفاعت سے محروم نہ کرنا جس دن کوئی شفاعت کرنے والا سواد ابن قارب کو ذرہ بھر فائدہ نہ پہنچا سکے گا۔

سرکارِ دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ان اشعار کو سُنا جن میں آپ کو ہر غیب پہ امین اور اقرب واقدم وسیلہ بیان کیا گیا ہے۔ اور کُن لی شفیعاً عرض کیا گیا اور حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ان باتوں کو توحید کے منافی اور

شرک وکفر بتا کران عقائد سے منع نہ فرمایا بلکہ ان پر مُہر تصدیق ثبت کردی کہ یہی عقائد توحید ایمانی ورحمانی ہیں لیکن نجدی سعودی وہابی تفسیر قرآن کے نام سے جو مجموعۂ تحریف وضلالت ہے۔ مختلف زبانوں میں چھپوا کر مُفت تقسیم کررہے ہیں اس میں بتوں کی تردید میں نازل شدہ آیات کو انبیاء واولیاء صلّی اللہ تعالیٰ علیہم ورحمۃ اللہ علیہم پر چسپاں کر کے ان عقائد کو شرکِ صریح اور کفر قرار دیا گیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ بدبخت۔ صراطِ مستقیم یعنی رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے طریق۔ سیدھی راہ سے ہٹے ہوئے اُمّتِ محمّدیہ علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام سے کٹے ہوئے ہیں توحید شیطانی کی راہ پر چل رہے ہیں اور مسلمانوں کو بھی صراطِ مستقیم سے ہٹا کر جہنمی بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اللّٰھم احفظنا من شرور النجدیۃ السعودیۃ وھابیۃ

آمین۔

رسُول اللہ کے پیارے صحابی حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کا مقبول بارگاہ رسالت قصیدہ مُبارک

حضرت حسّان رضی اللہ تعالیٰ نے حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے سامنے یہ قصیدہ پڑھ کر سنایا ہے

یا رکن معتمد و عصمۃ لائذ ❊ و ملاذ منتجع و جار مجاور

یا من تخیرہ الالٰہ لخلقہ ❊ فحباہ بالخلق الزکی الطاہر

انت النبی و خیر عصبۃ آدم ❊ یا من یجود کفیض بحر زاخر

میکال معک و جبرئیل کلاھما ❊ مدد لنصرک من عزیز قادر

("الاصابہ" جلد اول ص۲۶۴) اور "الروض الانف" ص۹۱)

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔ اے معتمد سہارے اور اے ہماری وہ محفوظ جائے پناہ جہاں آدمی کو محفوظ جائے پناہ مل سکے۔ اے وہ ہستی جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لئے منتخب فرمایا پھر اس ہستی سے اپنی برگزیدہ و پاکیزہ مخلوق میں سب سے زیادہ محبت فرمائی۔ آپ غیب کی خبریں دینے والے اور اولادِ آدم علیہ السلام میں سب سے اچھے ہیں۔ اے وہ جو ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی مانند سخاوت فرماتے ہیں۔ میکائیل اور جبرئیل علیہما السلام دونوں آپ کی مدد میں ہیں غالب قدرت (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے۔"

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار نعتیہ سن کر نہایت خوش ہو کر حضور سرکارِ دو عالم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوں دعا فرمایا کرتے تھے۔ "اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ" یا اللہ! حسان کی روح القدس سے مدد فرما۔"

استغاثہ واستمداد نداء غائبانہ

یارسُولَ اللّٰہ اَلْمَدَد

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "قنسرین" سے حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ہزار سوار دے کر فتح "حلب" کے لئے روانہ کیا اور فرمایا۔ میں بھی تمہارے پیچھے چلا آرہا ہوں "۔ اِدھر "یوقنا" حاکم حلب کو جاسوسوں سے خبر ملی کہ عرب ایک ہزار کے لشکر سے حلب فتح کرنے آرہے ہیں اور شہر سے چھ میل دور رہ گئے ہیں "۔ یوقنا نے اپنے آدھے لشکر کو ساتھ لیا اور آدھا لشکر پیچھے مقرر کیا اور مقابلے کے لئے آیا۔ حضرت کعب نے فرمایا "میرے اندازے کے مطابق دشمن کا لشکر پانچ ہزار ہے۔ جس سے ہمارا مقابلہ ہے "۔ لڑائی شروع ہوئی تو دشمن کے پاؤں اکھڑنے لگے اور مسلمانوں کو فتح کا یقین ہوگیا مگر اسی وقت یوقنا کا باقی نصف لشکر بھی آپڑا جس سے کچھ مسلمان گھبرا گئے۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ صورت حال دیکھ کر پکارنا شروع کیا "۔ یَامُحَمَّدُ۔ یَامُحَمَّدُ یَانَصْرَ اللّٰہِ اِنْزِلْ مُعَاشِرَ الْمُسْلِمِیْنَ اُثْبُتُوْا اِنَّمَا هِیَ سَاعَةٌ وَّیَاْتِی النَّصْرُ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ۔ اور مسلمان فتح یاب ہو گئے۔

(فتوح الشام مطبوعہ مصر ص ۱۵۱ ج اول)

اے محمد۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اے اللہ کی مدد نازل ہو جا۔
اے مسلمانو! ثابت قدم رہو یہ محض ایک ساعت کی آزمائش ہے۔ مدد
آ رہی ہے اور تم فتحیاب ہو"۔ "تاریخ ابن جریر" میں بالصراحت مذکور ہے کہ
صحابہ کرام علیہم الرضوان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ
شعار تھا کہ جنگوں لڑائیوں میں یا محمد پکارا کرتے تھے۔

انّ الصحابة بعد موت رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم
کان شعارهم فی الحروب یا محمد۔ (تاریخ ابن جریر)

حضور نے ہاتھ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے بہا دیئے

عن جابر قال عطش الناس یوم الحدیبیة ورسول اللّٰه
صلّی اللّٰه علیه وسلّم بین یدیه رکوة فتوضّا منها ثم اقبل الناس
نحوه قالوا لیس عندنا ماء نتوضّا به ونشرب الا ما فی
رکوتک فوضع النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلّم یده فی
الرکوة فجعل الماء یفور بین اصابعه کامثال العیون قال
فشربنا وتوضّانا قیل لجابر کم کنتم قال لو کنا مائة الف

لکفانا کنا خمس عشرۃ مائۃ۔ (صحیح بخاری جلد ۲ ص ۵۹۸)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "حدیبیہ" میں لوگ پیاس کے مارے تنگ ہو گئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے چمڑے کے ایک چھوٹے سے ڈول میں پانی تھا۔ آپ نے اس سے وضو کیا لوگ ہر طرف سے دوڑ کر حضور کے سامنے کھڑے ہو گئے اور عرض کی "یارسول اللہ! ہمارے نہ وضو کے لئے پانی ہے نہ پینے کے لئے۔ تمام لشکر میں یہی پانی تھا جو آپ کے وضو کے کام آیا" یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی برتن میں اپنا ہاتھ رکھ دیا تو پانی آپ کی انگلیوں میں سے چشموں کی طرح پھوٹنے لگا۔ فرمایا۔ پس ہم نے اس پانی سے پیا اور وضو بھی کر لیا۔ حضرت جابر سے کہا گیا کہ تم کتنے تھے؟ فرمایا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہم کو کافی ہوتا ہم پندرہ سو تھے "

نابینا صحابی کو بینائی عطا فرمائی

حضرت حبیب بن فدیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد (اسی ۸۰) سال کے تھے اور بالکل نابینا ہو گئے تھے۔ انّ اباہ خرج بہ الی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے بیٹے کے ہمراہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اور عرض کی۔ یارسول اللہ! میری آنکھیں بالکل ٹھیک تھیں مگر ایک دن سانپ کے انڈے پر میرا پاؤں جا پڑا تو اسی وقت

میری دونوں آنکھیں اندھی ہو گئیں۔ فَنَفَثَ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی عَیْنَیْہِ فَاَبْصَرَ وھو یدخل الخیط فی الاِبْرَۃِ۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۲۴) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی دونوں آنکھوں میں دم فرمایا تو اس کی دونوں آنکھیں بینا ہو گئیں اور وہ سوئی میں دھاگہ ڈال لیتے تھے۔"

قدرتِ تصرّف۔ کھجور کی لکڑی فولادی تلوار بن گئی

انکسر سیف سلمۃ بن اسلم بن حریش یوم بدر فبقی اعزل الاسلاح معہ اعطاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضیباً کان فی یدہٖ من عراجین بن طاب فقال اضرب بہٖ فاذا ھو سیف جیّد فلم یزل عندہٗ۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۳۲، ص۴۳۱)

جنگ بدر میں حضرت سلمہ بن اسلم بن حریش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی اور وہ غیر مسلح خالی ہاتھ رہ گئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ تازیانہ کھجور کی لکڑی کا جو آپ کے ہاتھ میں تھا اسے دے کر فرمایا: "اس سے وار کر" سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ وہ ایک اعلیٰ قسم کی فولادی تلوار ہے وہ تلوار عمر بھر ان کے پاس رہی۔"

ع اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

ایسا ہی ایک اور واقعہ:

ان عبد اللّٰہ بن جحش رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ جاء النبی صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم یَوْمَ اُحُدٍ وقد ذھب سیفہ فاعطاہ النبی صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم عسیبًا من نخل فرجع فی ید عبد اللّٰہ سَیْفًا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۳۱)

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار جنگِ اُحد میں ٹوٹ گئی اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے کھجور کی ایک شاخ اپنے ہاتھ سے ان کے ہاتھ میں پکڑا دی۔ انہوں نے وہ ٹہنی پکڑی تو وہ ایک عمدہ تلوار تھی۔

؎ آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا وہابیت کُش فرمان

جو ہماری پناہ میں آئے اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے امان رکھی ہے جو ہمارے حضور التجا لائے وہ نامُراد نہیں رہتا

ابن ماجہ رحمتہ اللہ علیہ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

فرماتے ہیں۔ قال کُنّا جُلوساً عِندَ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم اِذْ اَقْبَلَ بَعِیْرٌ تَعْدُو حتّٰی وَقَفَ علیٰ ھامَةَ رسولِ اللّٰہ صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم فقال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ایھا البعیر اسکن فان تک صادقاً فلک صدقک وان تک کاذباً فعلیک کذبک مع انّ اللّٰہ تعالیٰ قَدْ اٰمَنَ عائذنا ولیس بخائبٍ لائذُنا فقلنا یا رسول اللّٰہ ما یقول ھٰذا البعیر فقال ھٰذا بعیرٌ ھَمَّ اَھْلُهٗ بِنَحْرِهٖ واَکْلِ لحمِهٖ فھرب منھم واستغاثَ بِنَبِیِّکُمْ فبینا نَحْنُ کذٰلک اذا قبل صاحبهٗ او قال اصحابهٗ یتعادون فلمّا نظر الیھم البعیر عاد اِلیٰ ھامّة رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم فَلَاذَ بِھا فقالوا یا رسول اللّٰہ ھٰذا البعیر ناھرب منذ ثلاثة ایّامٍ فَلَمْ نَلْقَهٗ اِلّا بین یدیک فقال صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم اَمَا انّما یشکو اِلیّ فَبِئْسَتِ الشکایةُ فقالوا یا رسول اللّٰہ ما یقول قال یقول اِنّهٗ رَبِّیَ فی اَمْنِکُمْ اَحْوالاً وکنتم تحملون علیہ فی الصَّیْفِ الی مواضع الکلاءِ فاذا کان الشِّتآءُ رَحَلْتُمْ اِلیٰ موقع الدّفاء فلمّا کبر استفحلتم فرزقکم اللّٰہ تعالیٰ اِبِلاً سائمًا فلمّا ادرکتهٗ ھٰذہ السّنة الخصیبة ھممتم بذبحهٖ واکل لحمهٖ فقالو واللّٰہ کان ذالک یا رسول اللّٰہ فقال صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم

ماھٰذا الجزاء المملوک الصالح من مّوالیہ قالوا یا رسول اللّٰہ
فانّا لانبیعہٗ ولاننحرہٗ فقال صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم کَذِبْتُم
قد استغاث بکم فلم تغیثوہ وانا اولی بالرّحمۃ منکم فانّ
نزع الرحمۃ من قلوب المنافقین واسکنھا فی قلوب
المؤمنین فاشتراہ صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم منھم بمائۃ
درھم وقال یا ایّھا البعیر انطلق فانت حُرٌّ لِّوَجْہِ اللّٰہ تعالٰی
فرغٰی علٰی ھامۃ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم فقال
صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم آمین ثمّ رغٰی فقال آمین ثم رغٰی
فقال آمین ثم الرغٰی الرابِعَۃِ فبکی النبّی صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم
فقلنا یا رسول اللّٰہ ما یقول ھٰذا البعیر قال قال جزاک اللّٰہ
ایّھا النبی عن الاسلام والقرآن خیرًا فقلت آمین ثمّ قال
سکّن اللّٰہ رُعْبَ اُمّتِکَ من اعدائھا یوم القیٰمۃ کما سَکَّنْتَ
رُعْبِی فقلت آمین ثمّ قال حقَنَ اللّٰہ دِماءَ اُمّتِکَ مِن
اعدائھا کما حقنت دَمِی فقلت آمین ثمّ قال لَاَجْعَلَ اللّٰہُ
باسَ امّتک بینھا فَبَکَیْتُ فَاِنّ ھٰذِہِ الخِصال سَأَلْتُ ربّی
فَاَعطانیھا وَمَنَعَنِی ھٰذِہٖ واَخبرنی جبریل علیہ السلامُ
عن اللّٰہ عزّوجلّ اَنّ فناء اُمّتی بالسّیف جری القلم بما ھو
کائن کما اَوْرَدَہٗ عازیًا لہٗ الامام الحافظ زکی الدین عبدُالعظیم

المُنذرِیّ رحمتہ اللہ تعالیٰ فی کتاب الترغیب والترھیب"
یعنی ہم خدمت اقدس حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر
ہوئے ناگاہ ایک اونٹ دوڑتا آیا یہاں تک کہ حضور کے سر مبارک کے قریب
آکر کھڑا ہوا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے اونٹ ٹھہر اگر
تو سچا ہے تو تیرے سچ کا پھل تیرے لئے ہے اور جھوٹا ہے تو تیرے جھوٹ
کا وبال تجھ پر ہے اس کے ساتھ یہ بات بیشک کہ جو ہماری پناہ میں آئے
اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے امان رکھی ہے اور جو ہمارے حضور التجا لائے وہ
نامرادی سے بری ہے صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ یہ اونٹ کیا عرض
کرتا ہے فرمایا اس کے مالکوں نے اسے حلال کر کے کھالینا چاہا تھا یہ ان کے
پاس سے بھاگ آیا اور تمہارے نبی کے حضور فریاد لایا ہم یوں ہی بیٹھے تھے
کہ اتنے میں اس کا مالک یا کہا اُس کے مالک کے لوگ دوڑتے آئے۔ اُونٹ
نے جب انہیں دیکھا پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر انور کے
پاس آگیا اور حضور کی پناہ پکڑی اس کے مالکوں نے عرض کی یارسول اللہ
ہمارا اونٹ تین دن سے بھاگا ہوا ہے۔ آج حضور کے پاس ملا ہے۔ حضور
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سنتے ہو اس نے میرے حضور نالش کی
ہے اور بہت ہی بری نالش ہے وہ بولے یارسول اللہ یہ کیا کہتا ہے۔
فرمایا یہ کہتا ہے کہ وہ برسوں تمہاری اماں میں پلا گرمی میں اس پر
اسباب لاد کر سبزہ ملنے کی جگہ تک جاتے اور جاڑے میں گرم مقام تک کوچ

کرتے جب وہ بڑا ہوا تو تم نے اُسے سانڈ بنا لیا اللہ تعالیٰ نے اس کے نطفے سے تمہارے بہت اونٹ کر دیئے جو چرتے پھرتے ہیں اب جو اُسے یہ شاداب برس آیا تم نے اسے ذبح کر کے کھا لینا چاہا وہ بولے یارسول اللہ خدا کی قسم یونہی ہوا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نیک مملوک کا بدلہ اس کے مالکوں کی طرف سے یہ نہیں ہے وہ بولے یارسول اللہ تو ہم اسے نہ بیچیں گے نہ ذبح کریں گے فرمایا غلط کہتے ہو اس نے تم سے فریاد کی تو تم اس کی فریاد کو نہ پہنچے اور میں تم سے زیادہ اس کا مستحق و لائق ہوں کہ فریادی پر رحم فرماؤں اللہ عزوجل نے منافقوں کے دلوں سے رحمت نکال لی اور ایمان والوں کے دلوں میں رکھی ہے۔ پس حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ اونٹ ان سے سو روپے کا خرید لیا اور اس سے ارشاد فرمایا۔ اے اونٹ چلا جا کہ تو اللہ عزوجل کے لئے آزاد ہے یہ سُن کر اس نے سر اقدس پر اپنی بولی میں کچھ آواز کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آمین کہی اس نے دوبارہ آواز کی حضور نے پھر آمین کہی اُس نے سہ بارہ عرض کی حضور نے پھر آمین کہی اُس نے چوتھی بار کچھ آواز کی اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گریہ فرمایا صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! یہ کیا کہتا ہے فرمایا اس نے کہا اے نبی اللہ عزوجل حضور کو اسلام و قرآن کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے میں نے کہا آمین۔ پھر اس نے کہا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضور کی اُمت سے خوف دور کرے جس طرح حضور نے میرا خوف

دور کیا میں نے کہا آمین پھر اس نے کہا اللہ جل وعلا حضور کی اُمت کے خون اُن کے دشمنوں کے ہاتھوں سے محفوظ رکھے (کہ کفار کبھی انہیں استیصال نہ کرسکیں) جیسا حضور نے میرا خون بچایا میں نے کہا۔ آمین۔ پھر اس نے کہا اللہ سبحانہٗ اُمتِ والا کی سختی ان کے آپس نہ رکھے (باہمی خونریزی سے دُور رہیں)

اس پر میں نے گریہ فرمایا کہ یہ سب مرادیں میں اپنے رب عزّوجل سے مانگ چکا اور اس نے مجھے عطا فرمادیں مگر یہ پچھلی منع فرمائی اور مجھے جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ عزّوجل کی طرف سے خبر دی کہ میری اُمت کی فنا تلوار سے ہے قلم چل چکا شدنی پر۔"

حضور کے اس ارشاد سے کہ فرمایا جو ہماری پناہ لے اللہ عزّوجل اُسے اماں دیتا ہے اور جو ہم التجا کرے نامراد نہیں رہتا۔" ثابت ہوا کہ سرکار دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ساری مخلوق کے لئے جائے پناہ ہیں۔ سب کے حاجت روا ہیں اور دافع البلاء ہیں۔ حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے فریاد و استغاثہ توحید اسلامی رحمانی کے عین مطابق ہے۔ اس عقیدہ پر اجماع اُمت ہے۔ لیکن توحید شیطانی کے پرستار نجدی وہابی اس کے منکر ہیں اس عقیدہ کو شرک قرار دیتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ نجدی وہابی اللہ عزّوجل و رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے احکام کی تردید کرکے صراط مستقیم۔ راہِ ایمان سے ہٹ چکے ہیں اُمت محمدیہ سے کٹ چکے ہیں۔ جہنمی بن چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں کی گئی تحریفات سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین

بجاہِ رحمۃ للعالمین سید الانبیاء والمرسلین محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وعلماء امتہ واولیاء ملتہ وعلینا معھم اجمعین۔

آمین ثمہ آمین

حرفِ آخر

بفضلہ تعالیٰ وبفضل رسولہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مسئلہ توسل واستمداد واستعانت قرآن مجید وحدیث شریف سے احسن واکمل طور پر اظہر من الشمس ہو کر پایۂ تکمیل تک پہنچا تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں از اول تا آخر اس مسئلہ میں جو تحریفات اور غلط بیانیاں کر کے مسلمانوں کو گمراہ کر دینے کی مذموم وملعون حرکتیں کی گئی ہیں ان سب کی تردید ہو چکی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ ذیل میں بطور تتمہ تبرکاً وتیمناً اس مسئلہ پر۔

شیخ المحدثینِ پاک وہند شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ کا محققانہ محاکمہ

درج کیا جاتا ہے جو حرفِ آخر کا مقام رکھتا ہے۔ وھو ھذا۔

یہ بات ٹھہری ہوئی ہے کہ ان چاروں مواطن۔ (۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی دنیا میں تشریف آوری سے قبل۔ (۲) حضور کی حین حیاتِ ظاہری میں۔ (۳) حضور کی رحلت کے بعد قیام بہ عالم برزخ کے زمانہ میں اور (۴) (روزِ قیامت) میں پہلا موطن اس جناب عالم و عالمیان صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے خاص ہے یعنی جیسا کہ توسّل کیا گیا آپ کی روح مبارک کے ساتھ قبل آپ کے خلعتِ جسمانی پہننے کے اور کسی نبی یا ولی کی روح کے ساتھ وقوع میں نہیں آیا۔ اور کوئی نبی یا ولی اس منقبت عظمیٰ میں آپ کے ساتھ شریک نہیں اور نہ وارد ہونا نص کا حضرت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے سوا اس باب میں کفایت کرتا ہے۔ مگر توسّل اس جناب کے ساتھ نشاۃِ حیاتِ دنیا میں ظاہر ہے کہ آپ کے خصائص سے نہیں ہے بلکہ آپ کے تابعین کو بھی جو آپ کے شرفِ اتباع اور شرفِ قرابت سے مشرّف ہیں ثابت ہے اور ثبوت کرامات اور تصرّفات غیر متناہیہ ان حضرات کا مکوّنات میں اس مطلب کے اثبات میں کافی ہے اور توسّل عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ قضیہ طلب باراں میں بھی ظاہر ہوتا ہے اور کسی عالم کا اس میں خلافِ معمول متحقق نہیں ہے اور اسی طرح توسّل اور طلب مدد بہ وسیلہ شفاعت قیامت کے دن انبیاء اور اولیائے امت کو بھی جائز ہے چنانچہ عقائد کی کتابوں میں موجود ہے۔ اب رہا تبرّک و توسّل عالم برزخ اور موطن قبر میں وہ بھی حضرات انبیائے کرام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اولیاء و صلحائے امت کے ساتھ جائز ہے۔ اس جہت سے کہ حالتِ حیات

ہیں تو جوازِ توسّل عام ہے اور یہ ٹھہرا ہوا ہے کہ بعد موت کے روح میت باقی رہتی ہے اور بہ سبب ایمان و عمل صالح و شرف اتباع حضرت سید الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو شعور و ادراک و قرب و منزلت خدا تعالیٰ کے نزدیک حاصل ہے تو بعد مرنے کے بھی ان کے ساتھ توسّل کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں ساتھ اس کے کہ حقیقتِ معنے توسّل واستمداد کے سوال و دعا ہے جناب باری سے بہ واسطہ اس سے محبّت و اکرام کے جو اس بندۂ خاص کے ساتھ رکھتا ہے یا اس بندہ کی روح سے طلب والتماس ہے اس بات کی کہ حضرت حق تعالیٰ و تقدس کی جناب میں بہ وسیلہ اپنے قُرب و کرامت کے ہمارے واسطے یہ دعا کرے اور اس میں نص صریح کے وارد ہونے کی حاجت نہیں کیونکہ جس کو وسیلہ ٹھہرایا ہے اس کی ذات باقی ہے بخلاف پہلے موطن کے بلکہ نہ وارد ہونا نص کا اس کے منع پر کافی ہے ہاں اگر کوئی دلیل قاطع قائم ہو اس بات پر کہ سوائے انبیائے کرام علیہم السّلام کے اور کسی کے ساتھ توسّل کرنا درست نہیں تو البتہ منع کرنا درست ہوگا اور ظاہر یہ ہے کہ کوئی دلیل نہیں ۱۲

(جذب القلوب)

شیخ المحققین شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدسنا اللہ باسرارہ العزیز کے محاکمہ سے معلوم ہوا کہ انبیاء و اولیاء سے توسّل واستمداد کے جواز پر تمام علمائے اُمت متفق ہیں اور حضور سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیاء کے مزارات مقدسہ پر حاضر ہو کر فیوض و برکات حاصل کرنا اور ان کی خدمت میں

یوں عرض کرنا کہ ہماری حاجت روائی اللہ سے کروادیں ہماری مشکل کشائی کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالیہ میں شفاعت فرمائیں بلا اختلاف جائز و مستحسن ہے اور اس کے ممنوع ہونے پر قرآن و حدیث سے کوئی دلیل ثابت نہیں۔

نیز اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مندرجہ ذیل حدیث کے تحت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدّث دہلوی شرح مشکوٰۃ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں۔

عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت کنت ادخل بیت الذی فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفت عائشہ بودم من کہ مے درآمدم خانۂ خود راکہ درو کے مدفون بود پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابوبکر نیز مدفون شدہ بود درو ے۔ وانی واضِعٌ ثوبی۔ وحال آنکہ من نہندہ وافگندہ بودم جامۂ خود را یعنی رداء را از بدن واقول انما ھو زوجی وابی ومیگفتم بدلِ خود آیا اگرمے پرسید ندازاں کسے نیست مدفون مگر شوہر من کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است و پدرِ من کہ ابوبکر است رضی اللہ عنہ فلمّا دُفِنَ عُمَرُ پس ہرگاہ کہ دفن کردہ شد عمر رضی اللہ عنہ فَوَاللہِ مَا اُدْخُلْتُہٗ اَنا وَاَنا مشدودۃ علیّ ثیابی۔ پس بخدا سوگند درآمدم آں خانہ را مگر آنکہ من بستہ شدہ است بر من جامہ ہائے من۔ حیاءً مِّنْ عُمَرَ۔ از جہت شرم داشتن از عمر کہ بیگانہ بود۔ (رواہ احمد)
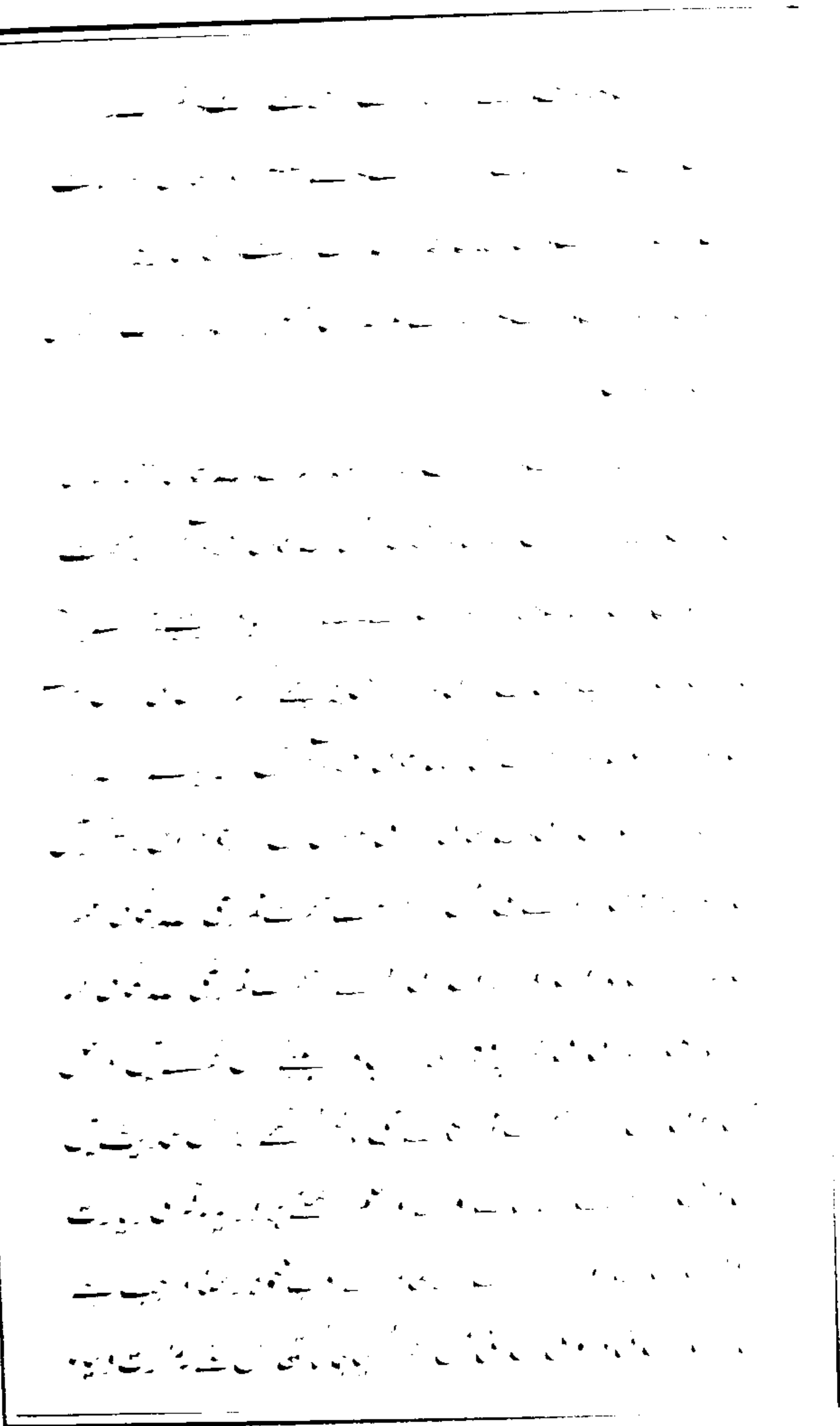
کی زیارت کرنے والا جس قدر ادب واحترام کرنے والا ہوتا ہے اسی قدر اصحاب قبور اولیاء اللہ کی مدد اس زیارت کرنے والے کو پہنچتی ہے ۔
(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب زیارت القبور فصل سوم)

نیز شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں مشائخ عظام میں سے ایک (شیخ سیدی علی قرشی قدس سرہٗ کما فی البھجۃ) نے فرمایا ہے کہ بزرگوں میں سے میں نے چار بزرگوں کو دیکھا ہے کہ وہ جس طرح دنیوی زندگی میں تصرف کیا کرتے تھے اسی طرح اپنی قبروں میں ہوتے ہوئے تصرف فرماتے ہیں بلکہ دنیاوی زندگی سے بڑھ کر قبروں میں رہ کر تصرف فرما رہے ہیں ان میں سے ایک شیخ معروف کرخی علیہ الرحمۃ اور دوسرے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ ہیں ان کے علاوہ دو دوسرے بزرگوں کا نام لیا۔ (بھجۃ الاسرار میں دوکس دیگر یہ بیان کئے گئے ہیں۔ ۱۔ حضرت شیخ عقیل منبجی اور ۲۔ حضرت شیخ محمد بن قیس حرانی۔ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہما) اس سے یہ مقصد نہیں کہ ان چار بزرگوں کے علاوہ اور دوسرے اہل قبور تصرف نہیں فرماتے بلکہ جو کچھ اس بزرگ نے دیکھا اور پایا وہ بیان کیا ہے اور سیدی احمد بن مرزوق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ دیار مغرب کے بڑے عظیم فقہاء علماء ومشائخ سے ہیں۔

انہوں نے فرمایا ”ایک دن شیخ ابوالعباس حضرمی علیہ الرحمۃ نے مجھ سے پوچھا کہ ”زندہ ولی کی مدد قوی ہے یا مُردہ کی“ میں نے کہا ایک گروہ کا کہنا ہے کہ زندہ کی امداد قوی ہے اور میں کہتا ہوں کہ ولی اللہ اس

جہان سے انتقال کے بعد زیادہ قوی امداد کرتا ہے" تو میرے اس جواب پر شیخ نے فرمایا "ہاں ٹھیک ہے اس لئے کہ دنیا سے انتقال کے بعد ولی اللہ حضوری وبساطِ حق تعالیٰ میں ہوتا ہے" اور اس سلسلے میں بزرگانِ دین کی اتنی کثیر روایات ہیں۔ جو حدوحساب سے باہر ہیں اور قرآن و حدیث اور ارشادات بزرگانِ دین میں ایسی کوئی دلیل نہیں ملتی جو اہلِ قبور سے مدد طلب کرنے کو ناجائز قرار دے اور اس مسئلہ کو رد کرے اور قرآن مجید کی آیات اور احادیث کی رو سے یہ بات تحقیق کے ساتھ ثابت ہے کہ روح باقی ہے۔ (وفات سے روح فنا نہیں ہو جاتی) اور یہ ثابت ہے کہ روح کو قبر کی زیارت کرنے والوں کے حالات کا علم وشعور ہوتا ہے اور ارواحِ کاملین کا اللہ تعالیٰ کے مقامِ قرب میں ہونا ثابت ہے جس طرح کہ یہ اولیاء اللہ دنیاوی زندگی میں تھے بلکہ ان کو دنیاوی زندگی سے زیادہ مقاماتِ قربِ الٰہی وفات کے بعد حاصل ہیں اور یہ بھی ثابت ہے کہ اولیاء اللہ کو دنیا کے ہر حصہ میں تصرف کی قدرت حاصل ہے اور تصرف کی طاقت دنیاوی زندگی میں بھی ان کے جسموں کو نہیں بلکہ ان کی روحوں کو حاصل ہوتی ہے اور وفات کے بعد روح فنا نہیں ہوتی بلکہ روح باقی ہے تو ثابت ہوا کہ وفات کے بعد بھی اولیاء اللہ کی ارواح کو طاقت وقدرت حاصل ہے۔ اور یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے علاوہ اور کوئی بھی متصرف حقیقی نہیں ہے بلکہ اولیاء اللہ کی قدرت تصرف بہ عطائے الٰہی ہے اور سب کچھ اسی کی قدرت سے ہے اور یہ اولیاء اللہ اپنی

دنیوی زندگی میں بھی اور انتقال کے بعد بھی جلالِ حق میں فانی ہیں پس اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کی محبوبیت کی وجہ سے اپنے کسی محبوب دوست کے ذریعہ سے کسی کو کچھ دیتا ہے تو یہ توحید و عرفان سے دور نہیں ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کی دنیوی زندگی میں ان کے ذریعہ و وسیلہ سے دوسروں پر عنایات و فضل و کرم کرتا تھا۔ اور دونوں حالتوں میں حقیقۃً فعل و تصرف اللہ تعالیٰ ہی کا ہے کسی اور کا نہیں اور ایسی کوئی چیز نہیں ہے جس سے کہ دونوں حالتوں کے درمیان کوئی فرق ثابت ہو سکے اور ایسی کوئی چیز پائی نہیں گئی ہے جو اس پر دلیل بن سکے اور شیخ ابن حجر ہیثمی مکّی علیہ الرحمتہ نے اپنی شرح میں اس حدیث۔

لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِھِمْ مَسَاجِدًا۔ کی تشریح میں فرمایا ہے کہ یہ لعنت کا حکم اس صورت میں ہے کہ کوئی شخص قبر کے پاس صاحبِ قبر کی تعظیم کے طور پر نماز پڑھے کہ یہ فعل حرام ہے بالاتفاق مگر کسی پیغمبر یا کسی صالح (ولی اللہ) کے (مزار) کے قریب مسجد بنانا اور صاحبِ مزار کی تعظیم کے ارادہ کے بغیر اور قبر کی جانب منہ کئے بغیر قبر کے قریب نماز پڑھنا اس نیت سے کہ صاحبِ قبر سے مدد حاصل ہو تاکہ اس کی روحِ پاک کی ہمسائیگی اور قبر کی برکت کی وجہ سے عبادت کا ثواب کامل ہو جائے کوئی حرج نہیں ہے ؎

(اشعتہ اللمعات شرح مشکوٰۃ ص۶۲۳ جلد اوّل)

ودریں حدیث دلیلے واضح است بر حیات میت وعلم وے وآنکہ واجب است احترام میت نزد زیارت وے خصوصاً صالحاں ومراعات ادب بقدر مراتب ایشاں چنانچہ در حالت حیات ایشاں بود زیرا کہ صالحاں را مدد بلیغ است مر زیارت کنندگان خود را بہ اندازۂ ادب ایشاں (کذافی شرح الشیخ)

ترجمہ: حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے حجرے میں جہاں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدفون تھے اپنے اوپر چادر لپیٹے بغیر (بے پردہ) آیا کرتی تھی اور اپنے دل میں یہ کہتی کہ اگر کوئی پوچھے تو کہہ دوں گی کہ اس حجرے میں میرے خاوند کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور میرے والد کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تو دفن ہیں۔ (چونکہ کوئی نامحرم نہیں اس لئے پردہ کی ضرورت بھی نہیں) مگر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حجرے میں مدفون ہوئے تو خدا کی قسم ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حیاء کی وجہ سے کبھی بھی بغیر پردہ کئے اور چادر لپیٹے اس حجرے میں داخل نہیں ہوئی اس لئے کہ حضرت عمر بیگانے یعنی نامحرم تھے۔ اس حدیث میں واضح دلیل ہے میت کے حیات ہونے اور علم رکھنے پر اور یہ کہ قبر کی زیارت کے وقت صاحب قبور کے مراتب کے لحاظ سے ادب ملحوظ رکھنا واجب ہے جس طرح کہ ان کی دنیوی زندگی میں احترام کیا جاتا تھا اس لئے کہ مزارات اولیاء

کی زیارت کرنے والا جس قدر ادب واحترام کرنے والا ہوتا ہے اسی قدر اصحاب قبور اولیاء اللہ کی مدد اس زیارت کرنے والے کو پہنچتی ہے ۔"
(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب زیارت القبو فصل سوم)

نیز شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں مشائخ عظام میں سے ایک (شیخ سیدی علی قرشی قدس سرہ کما فی البہجۃ) نے فرمایا ہے کہ بزرگوں میں سے میں نے چار بزرگوں کو دیکھا ہے کہ وہ جس طرح دنیوی زندگی میں تصرف کیا کرتے تھے اسی طرح اپنی قبروں میں ہوتے ہوئے تصرف فرماتے ہیں بلکہ دنیاوی زندگی سے بڑھ کر قبروں میں رہ کر تصرف فرما رہے ہیں ان میں سے ایک شیخ معروف کرخی علیہ الرحمتہ اور دوسرے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمتہ ہیں ان کے علاوہ دو دوسرے بزرگوں کا نام لیا۔ (بہجۃ الاسرار میں دوکس دیگر یہ بیان کئے گئے ہیں۔ ۱۔ حضرت شیخ عقیل منبجی اور ۲۔ حضرت شیخ محمد بن قیس حرانی۔ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہما) اس سے یہ مقصد نہیں کہ ان چار بزرگوں کے علاوہ اور دوسرے اہل قبور تصرف نہیں فرماتے بلکہ جو کچھ اس بزرگ نے دیکھا اور پایا وہ بیان کیا ہے اور سیدی احمد بن مرزوق رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ دیار مغرب کے بڑے عظیم فقہاء علماء و مشائخ سے ہیں۔

انہوں نے فرمایا " ایک دن شیخ ابوالعباس حضرمی علیہ الرحمتہ نے مجھ سے پوچھا کہ " زندہ ولی کی مدد قوی ہے یا مُردہ کی "۔ میں نے کہا ایک گروہ کا کہنا ہے کہ زندہ کی امداد قوی ہے اور میں کہتا ہوں کہ ولی اللہ اس

مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

واضح رہے کہ توسل واستعانت واستمداد وندا ءواستغاثہ کے موضوع پر مزید سینکڑوں احادیث لکھی جاسکتی ہیں مگر فقیر بخوف طوالت جو کچھ لکھ چکا اسی پر اکتفاء کرتا ہے کہ

ہو شرم تو کافی ہے اک حرف صداقت بھی
بے شرم کو کافی نہیں دفتر نہ صحیفے
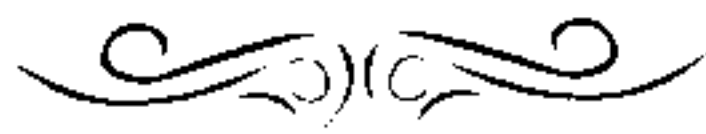
اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ
کا
صحیح مطلب

تفسیر نجدی ص۴ سورہ فاتحہ

آیت مبارکہ : ایاک نعبد وایاک نستعین ہ

ترجمہ نجدی : ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

تفسیر نجدی : نہ عبادت اللہ کے سوا کسی اور کی جائز ہے اور نہ استعانت ہی کسی اور سے جائز ہے۔ ان الفاظ سے شرک کا سد باب کر دیا گیا ہے لیکن جن کے دلوں میں شرک کا روگ راہ پا گیا ہے وہ مافوق الاسباب اور ماتحت الاسباب استعانت میں فرق کو نظر انداز کر کے عوام کو مغالطے میں ڈال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو ہم بیمار ہو جاتے ہیں تو ڈاکٹر سے مدد حاصل کرتے ہیں، بیوی سے مدد چاہتے ہیں، ڈرائیور اور دیگر انسانوں سے مدد کے طالب ہوتے ہیں۔ اس طرح وہ یہ باور کراتے ہیں کہ اللہ کے سوا اوروں سے مدد مانگنا بھی جائز ہے حالانکہ اسباب کے ماتحت ایک دوسرے سے مدد چاہنا اور مدد کرنا یہ شرک نہیں ہے۔ یہ تو اللہ کا بنایا ہوا نظام ہے۔ جس میں سارے کام ظاہری اسباب کے مطابق ہی ہوتے ہیں حتیٰ کہ انبیاء بھی انسانوں کی مدد حاصل کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا من انصاری الی اللہ (الصف) اللہ کے دین کے لئے کون میرا مددگار ہے؟

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو فرمایا: وتعاونوا علی البر والتقوی (المائدہ)
نیکی اور تقویٰ کے کاموں پر ایک دوسرے کی مدد کرو ظاہر بات ہے کہ یہ
تعاون ممنوع ہے نہ شرک بلکہ مطلوب و محمود ہے۔ اس کا اصطلاحی شرک سے
کیا تعلق؟ شرک تو یہ ہے کہ ایسے شخص سے مدد طلب کی جائے جو ظاہری
اسباب کے لحاظ سے مدد نہ کر سکتا ہو، جیسے کسی فوت شدہ شخص کو مدد کے
لئے پکارنا۔ اس کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھنا اس کو نافع و ضار باور کرنا
اور دور و نزدیک سے ہر ایک کی فریاد سننے کی صلاحیت سے بہرہ ور تسلیم
کرنا۔ اس کا نام ہے مافوق الاسباب طریقے سے مدد طلب کرنا اور اسے
خدائی صفات سے متصف ماننا اسی کا نام شرک ہے جو بدقسمتی سے محبت
اولیاء کے نام پر مسلمان ملکوں میں عام ہے۔

رَدِّ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

واضح رہے کہ غیر مسلم مشرکین و کفار بتوں کو معبود جانتے ہیں۔ ان کی
عبادت کرتے ہیں اور انہیں اُلوہیت میں شریک جانتے ہیں۔ ان میں خدائی
صفات کو مستقلاً۔ ذاتی مانتے ہیں اور حقیقی فاعل و متصرف قرار دیتے ہوئے

ان سے توسل واستمداد کرتے ہیں۔ یہ حقیقتہً شرک اور کفر ہے۔ قرآن وحدیث میں بتوں کو مِنْ دُونِ اللّٰہ۔ قرار دے کران کی تردید کی گئی ہے۔ بتوں سے توسل واستمداد کرنے اوران کی عبادت کرنے والے مشرکین وکفار کی مذمت کی گئی ہے۔ اور واضح کیا گیا ہے کہ بتوں وغیرہ معبودان باطل کو الوہیت میں شریک کرنا ان کی عبادت کرنا۔ ان کو حقیقی فاعل ومتصرف قرار دینا اوران میں خدائی صفات کو مستقل۔ ذاتی ماننا جاننا غلط ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے کسی قسم کی کوئی صفت عطا نہیں کی۔ ان کو مخلوق کے لئے وسیلہ ومددگار نہیں بنایا ہے ان کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں۔ لہٰذا ان معبودان باطل بتوں سے توسل واستمداد اوران کی عبادت کرنا اللہ تعالیٰ سے بغاوت ہے۔ شرک ہے۔ ناقابل معافی جرم ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انّ اللّٰہ لایغفران یشرک بہ ویغفر من دون ذالک لمن یشاء۔ (پ ۵ ع ۴) بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر کے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے۔ ومن یشرک باللّٰہ فقد افتریٰ اثما عظیما۔ (پ ۵ ع ۴) اور جس نے خدا کا شریک ٹھہرایا اس نے بڑا گناہ کا طوفان باندھا۔

اس کے برعکس

مسلمان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معبودِ برحق نہیں جانتے غیر اللہ کی عبادت نہیں کرتے

مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خالق و مالکِ کائنات ہے۔ اپنی ذات وصفات میں وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔ واجب الوجود ازلی۔ ابدی۔ مستقل۔ غیر متغیر قائم بالذات ہے وہی متصرف حقیقی۔ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ وعلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہے۔ اگر کوئی شخص غیر اللہ کے لئے کوئی بھی صفت ذاتی۔ قدیم۔ مستقل۔ غیر متغیر ثابت کرے۔ جانے۔ مانے اور اسے بغیر عطائے الٰہی کسی صفت سے متصف تسلیم کرے تو وہ یقیناً مشرک ہے۔ اگر غیر اللہ کے لئے بعطائے الٰہی جانے مانے اور قرآن وحدیث سے ثابت ہو ہرگز مشرک نہیں بلکہ صاحب ایمان ہے مؤحد ہے۔ اللہ عزوجل نے اپنی مشیّت و حکمت کے تحت تمام دنیا کو عالَم اسباب بنایا ہے۔ کائنات میں ہر چھوٹا بڑا کام اسباب وذرائع اور وسائل کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم کے وسیلہ سے حضور کے نور سے تمام کائنات کو پیدا فرمایا۔ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو اپنا خلیفہ اعظم بنایا خالق ومخلوق کے درمیان رابطہ اور وسیلہ اور ہدایت کا ذریعہ بنایا۔

حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے احکامات وعطیات مخلوق کو پہنچاتے اور تقسیم فرماتے ہیں۔ اور مخلوق کی عرضداشتیں اور حاجات ومشکلات کی دعائیں اور فریادیں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش فرماتے ہیں اور اللہ عزوجل ان کے وسیلہ سے مخلوق کی دعائیں قبول فرماتا حاجات پوری فرماتا مشکلات حل فرماتا ہے

حضور سرکار دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم کی نیابت میں اولیاء کرام کو بھی اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لئے وسیلہ۔ ومددگار بنایا ہے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام خاص مدد کرنے والے ہیں

اللہ جلّ جلالہٗ وعمّ نوالہٗ فرماتا ہے۔ انّما ولیّکم اللّٰہ ورسولہٗ والّذین آمنوا الّذین یقیمون الصّلوٰۃ ویؤتون الزّکوٰۃ وھم راکعون ○ ومن یتولّ اللّٰہ ورسولہٗ والّذین آمنوا فانّ حزب اللّٰہ ھم الغالبون۔ (پ ٦ ع ١٢)

اے مسلمانوں: تمہارے مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے اور زکوٰۃ دیتے اور وہ رکوع کرنے والے ہیں (اللہ کے حضور جھکے ہوتے ہیں) اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو

اپنا مددگار (دوست) بنائے تو بے شک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے ۔

امام اہلسنت احمد رضا خان قدس سرہٗ فرماتے ہیں ۔ اس آیۂ مبارکہ میں اللہ و رسول اور نیک بندوں میں مدد کو منحصر فرما دیا کہ بس یہی مددگار ہیں تو ضرور یہ مدد خاص ہے جس پر نیک بندوں کے سوا اور لوگ قادر نہیں ورنہ عام مددگاری کا علاقہ تو ہر مسلمان کو ہر مسلمان کے ساتھ ہے کہ فرمایا ہے۔ والمؤمنین والمؤمنات بعضھم اولیاء ۔ بعض مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں ۔ (الامن والعلی ص۴۷) پس انبیاء و اولیاء کو اپنا شفیع جاننا ان کو اپنا وسیلہ ماننا ۔ ان سے مدد مانگنا عین ایمان ہے اس لئے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے وسیلہ بنا کر بھیجا ہے ۔ یہ انتخاب الٰہی سے منتخب ہیں تفسیر نجدیہ میں اس حقیقت کا انکار کیا گیا ہے جو کفر صریح ہے ۔

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کا صحیح مطلب

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ۔

ترجمہ : ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں یعنی عبادت ہم صرف تیری ہی کرتے ہیں کہ تیرے سوا کوئی خالق نہیں تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے ۔ اور اے اللہ تو ہی مستعان حقیقی ہے ۔ جسطرح ہم تجھے مستعانِ حقیقی جانتے ہیں اس طرح کسی اور کو نہیں مانتے اس سے ثابت ہوا کہ غیر اللہ کی عبادت کرنے والا مشرک کافر ہے ۔ اور غیر اللہ کو معبود جان کر

مُستعانِ حقیقی مان کر اس سے استعانت واستمداد کرنے والا بھی مشرک کافر ہے۔

ایّاک نستعین سے یہ اقرار مقصود ہے کہ اے اللہ تیرے بغیر ہم کسی کو مددگار حقیقی نہیں جانتے اور نہ ہم ایسی ہستیوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جنہیں کفار ومشرکین مددگار حقیقی جان کر ان کی عبادت کرتے ہیں یعنی بُت وغیرہ معبودانِ باطل جن سے مدد چاہنے کو تُو نے اور تیرے محبوب محمّد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے منع فرمایا ہے ہم ان سے استمداد واستعانت اور توسّل نہیں کرتے ہم خاص تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں یعنی حقیقتہً تو ہی مددگار ہے۔ سرکار دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اور اولیاء اللہ تیری مدد کے حصول کا ذریعہ اور وسیلہ ہیں اور ہم ان کے ذریعہ اور وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ یہ عقیدہ قرآن مجید اور حدیث کے عین مطابق ہے۔ تیرا ارشاد ہے۔

ولو انّهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا اللّٰه واستغفر لهم الرسول لوجد وا اللّٰه توّابا رّحيما۔ (پ ۵ سورہ النساء ع ۹)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔ اے اللہ تیرے فرمان سے واضح ہوا کہ تیرے محبوب رسول اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا وسیلہ پکڑنا ہماری دعاؤں کا تیری بارگاہ میں مقبولیت اور ہماری حاجت روائی کا ذریعہ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بندوں کے حق میں تیرا توّاب اور رحیم ہونا تیرے

محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت پر موقوف ہے۔

نیز یہ کہ تیرے اس فرمان میں۔ ظلم، ظالم اور زمان میں کسی قسم کی کوئی قید نہیں ہے۔ کوئی مجرم ہو۔ کسی بھی قسم کا مجرم ہو اور خواہ کسی زمانہ میں ہو مجرم اپنے گناہوں پر نادم ہو کر تیرے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہو ان کے وسیلہ سے تیری بارگاہ قدس میں اپنی معافی کے لئے درخواست پیش کرے اور تیرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی معذرت کو قبول فرما کر قابل معافی جان کر تیرے حضور میں اسکی شفاعت فرما دے تو بیڑا پار ہے۔ تو اسے معاف فرما دیتا ہے۔ اور تیرے فرمان "جاؤک" میں یہ قید بھی نہیں کہ مدینہ منورہ میں ہی حاضر آستانہ ہو بلکہ کہیں بھی ہو تیرے محبوب کی طرف متوجہ ہونا اور ان سے توسل کرنا بھی حاضری میں داخل ہے۔ اور تیرے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نابینا صحابی کو فرمایا کہ یوں دعا مانگ۔ اللّٰھم انی اسئلك واتوجّہ الیك بنبیّك محمّد نبی الرّحمتہ یامحمد انّی توجّھتُ بِكَ الیٰ رَبّی لیقضی لی فی حاجتی ھٰذہٖ اللّٰھم فشفعہ فی ھٰذا۔

یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی محمد کے وسیلہ سے جو نبیِّ رحمت ہیں۔ یا محمد (یا رسول اللہ) میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اس لئے متوجہ ہوتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے صدقے میں میری یہ حاجت پوری کر دے۔ یا اللہ تو ان کی شفاعت میرے

حق میں قبول فرما: یا اللہ ہم مسلمان تیرے اور تیرے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) کے ارشادات کی تعمیل میں۔ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ وسلّم کا وسیلہ اختیار کرتے ہیں اور یا رسول اللہ پکار کر اپنی حاجات ومشکلات عرض کر کے شفاعت فرمانے کی درخواست کرتے ہیں تو نجدی وہابی ہمیں مشرک کافر ٹھہراتے ہیں۔ اور قرآن وحدیث کے واضح احکام وارشادات میں تحریف وتاویلات فاسدہ و باطلہ کرتے ہوئے انبیاء علیہم السّلام اور اولیاء اللہ سے توسّل ونداء واستمداد کو شرک وکفر قرار دیتے ہیں جیسا کہ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں ان تمام آیاتِ مبارکہ کو جو بتوں اور کفار کے دیگر معبودان باطل کے رد میں اور ان کی عبادت کرنے والے مشرکین وکفّار کی مذمت میں نازل ہوئیں ان سب آیات کریمہ کو انبیاء واولیاء اور مسلمانوں پر چسپاں کیا گیا ہے۔ جبکہ مسلمان کسی نبی اور ولی کو ہرگز معبود نہیں جانتے اور نہ ان کو حقیقی مستعان ومددگار سمجھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت علّامہ علی بن عبد الکافی سُبکی علیہ الرحمۃ جن کے امام ہونے پر سب کا اتفاق ہے حتیٰ کہ غیر مقلدین وہابیہ کے بڑے پیشوا میاں نذیر حسین دہلوی نے بھی اپنے مصدقہ فتویٰ میں بالاتفاق امام مجتہد تسلیم کیا ہے۔ "شفاء السقام" میں فرماتے ہیں:

لیس المراد نسبۃ النبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم الی الخلق والاستقلال بالافعال ھذا لا یقصدہ مسلم فصرف الکلام الیہ ومنعہ من باب التلبیس فی الدین والتشویش علی عوام الموحدین۔

ترجمہ: یعنی حضرت رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے مدد مانگنے کا

یہ مطلب نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خالق وفاعل مستقل ہیں یہ کوئی مسلمان ارادہ نہیں کرتا تو اس معنے پر کلام کو ڈھالنا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مدد مانگنے کو منع کرنا دین میں مغالطہ دینا اور عوام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے۔

(الامن والعلیٰ صـ ۱۶)

تفسیر فتح العزیز میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کی تفسیر یوں بیان فرماتے ہیں

"باید فھمید کہ استعانت از غیر بوجہے کہ اعتماد برآں غیر باشد واورا مظہر عونِ الٰہی نہ داند حرام است واگر التفات بہ جانب حق ست واورا یکے از مظاہر عون دانستہ ونظر بہ کارخانہ اسباب وحکمت اُوتعالیٰ دراں نمودہ بغیر استعانت ظاہری نماید دور از عرفان نہ خواہد بود و در شرع نیز جائز وروا ست وانبیاء واولیاء ایں نوع استعانت بہ غیر کردہ اند ودر حقیقت ایں نوع استعانت بحضرت حق ست لاغیر"

سمجھنا چاہیئے کہ غیر سے مدد چاہنا اس وجہ سے کہ اس پر ہی کُلّی اعتماد ہو۔ اور اسے مدد الٰہی کا مظہر نہ سمجھے حرام ہے اور اگر التفات حق تعالیٰ کی جانب ہے اور اس کو مدد الٰہی کے مظاہر میں سے ایک مظہر سمجھتا ہے کارخانہ اسباب میں اللہ تعالیٰ کی حکمت کو مدنظر رکھتے ہوئے غیر سے ظاہری مدد طلب کرے

تو یہ عرفان سے دور نہیں اور شریعت میں بھی جائز اور روا ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ نے بھی غیر اللہ سے اس طرح کی مدد طلب کی ہے اور در حقیقت اس طرح غیر سے مدد طلب کرنا حق تعالیٰ سے ہی مدد طلب کرنا ہے۔ کسی غیر سے نہیں "۔

تفسیر فتح العزیز پارہ ۱ سورہ البقرص ۶ پر مزید وضاحت فرماتے ہوئے حضرت استاذ المحدثین پاک وہند شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

استمداد و استعانت کے معاملہ میں مشرکین کفار اور مسلمانوں میں فرق

بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: " افعال عادی الٰہی را مثل بخشیدن فرزند و توسیع رزق و شفائے مریض و امثال ذالک را مشرکاں نسبت بہ ارواح خبیثہ و اصنام مے نمایند و کافر مے شوند و موحداں از تاثیر الٰہی یا خواص مخلوقات او میدانند از ادویہ و عقاقیر یا دعائے صلحاء بندگان او کہ ہمہ از جناب او درخواستہ انجاح مطلب مے کنانند مے فہمند و در ایمانِ ایشان خلل نمے افتد "۔

اللہ تعالیٰ کے افعال عادی کو مثلاً اولاد بخشنا اور رزق کی فراخی اور مریض کو شفا دینا اور اسی طرح کے دوسرے کاموں کو مشرک لوگ ارواح خبیثہ اور بتوں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور کافر ہو جاتے ہیں اور توحید پرست

(مسلمان) دواؤں اور جڑی بوٹیوں سے یا اللہ تعالیٰ کے صالح بندوں (اولیاء اللہ) کی دعا سے کہ یہ (اولیاء اللہ) سب کچھ بارگاہِ الٰہی سے ہی مانگ کر مطلب حل کرا دیتے ہیں سمجھتے ہیں اور ان کے ایمان میں خلل نہیں پڑتا۔"

مفسرین اور محدثین اور علماء دین سب یہی عقیدہ بیان فرماتے ہیں یعنی تمام اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ حضور سرکار دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم اور اولیائے عظام قدسنا اللہ باسرارہم اللہ تعالیٰ جلّ شانہ کی قدرتوں کے مَظہر و مُظہِر ہیں صفات وافعال اور اُمور الٰہیہ کے صدور وظہور اور نفاذ کا سبب ذریعہ اور وسیلہ ہیں یعنی صحیح العقیدہ سب مسلمان۔ اسباب کو وسائل جانتے ہیں اور ان وسائل کے حجابات میں قادر مطلق کے دست قدرت کو دیکھتے ہیں۔ اختیار بالذات اللہ تعالیٰ کو سمجھتے ہیں اور افعال وصفات اور تاثیرات کو اسباب و وسائل کی طرف مجازاً منسوب کرتے ہیں نہ کہ حقیقتاً۔ پس مخلوق میں سے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کے لئے صفات و کمالات کو بہ عطائے الٰہی جاننا ہی شرک کے حکم سے خارج ہے۔

اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت کسی غیر سے حاصل شدہ نہیں اللہ تعالیٰ کی صفات بالذات ہیں نہ کہ بالعطاء۔ اس کی ہر صفت ہر کمال ذاتی ہے غیر مکتسب ہے۔ مسلمانان اہل سنت وجماعت بحمد اللہ ذاتی اور عطائی کا فرق سمجھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ بالذات مددگار۔ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ تعالیٰ کے قدرت دینے سے مددگار ہیں

مدد دفعِ بلاء ہی کے لئے ہوتی ہے تو جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیاء بنصِ قرآن۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا۔ الآیۃ۔ (اس آیت مبارکہ کا ترجمہ لکھا جا چکا ہے) مسلمانوں کے مددگار ہیں تو قطعاً دافع البلاء۔ مشکل کشاء۔ حاجت روا بھی ہیں اور فرق وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بالذات دافع البلاء مشکلکشاء حاجت روا ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ بعطائے خدا۔

قرآن مجید اور حدیث شریف میں محبوبِ خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء سے توسل واستمداد واستعانت۔ نداء واستغاثہ نیز مزارات انبیاء واولیاء سے بھی حصول فیض وبرکت اور حاجت روائی کے لئے ان سے استعانت و توسل کی واضح تعلیم دی گئی۔

لیکن تفسیر نجدی سعودیہ وہابیہ میں۔ آیاتِ قرآن و روایات حدیث میں بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ تحریف کرتے ہوئے ان تمام اُمور کو شرک وکفر صریح قرار دیا جا رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ نجدیہ وہابیہ کے عقیدۂ باطل

کی رُو سے تعلیماتِ قرآن وحدیث شرک وکفر میں داخل۔ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شرک وکفر صریح کی تعلیم دیتے ہیں اور یہ نجدی وہابی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلط تعلیمات کی اصلاح کر رہے ہیں۔ چنانچہ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں۔ آیۂ مبارکہ۔

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ

میں بڑی بے حیائی کیساتھ تحریف معنوی کی گئی ہے

۱۔ نام نہاد مفسر نجدی۔ نے لکھا ہے "نہ عبادت اللہ کے سوا کسی اور کی جائز ہے اور نہ استعانت ہی کسی اور سے جائز ہے۔ ان الفاظ سے شرک کا سدباب کر دیا گیا ہے لیکن جن کے دلوں میں شرک کا روگ راہ پا گیا ہے وہ مافوق الاسباب اور ماتحت الاسباب استعانت میں فرق کو نظر انداز کر کے عوام کو مغالطے میں ڈال دیتے ہیں۔ الخ

۲۔ اسباب کے ماتحت ایک دوسرے سے مدد چاہنا اور مدد کرنا یہ شرک نہیں ہے۔

۳۔ شرک تو یہ ہے کہ ایسے شخص سے مدد طلب کی جائے جو ظاہری اسباب کے لحاظ سے مدد نہ کر سکتا ہو جیسے کسی فوت شدہ شخص کو مدد کے لئے پکارنا اس کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھنا اس کو نافع وضار باور کرنا اور دور ونزدیک

سے ہر ایک کی فریاد سننے کی صلاحیت سے بہرہ ور تسلیم کرنا اس کا نام ہے۔ مافوق الاسباب طریقے سے مدد طلب کرنا اور اسے خدائی صفات سے متصف ماننا اسی کا نام شرک ہے۔ جو بدقسمتی سے محبت اولیاء کے نام پر مسلمان ملکوں میں عام ہے"

اس کا جواب۔ یہ ہے کہ غیر اللہ کی عبادت کسی صورت جائز نہیں شرک وکفر ہے اور غیر اللہ سے استعانت واستمداد۔ اگر اس کو مستعانِ حقیقی اور معبود جان کر کی جائے تو بھی شرک وکفر ہے۔ لیکن اگر کوئی کسی اور کو معبود نہ مان کر مستعان بعطائے الٰہی جان کر اس سے استعانت واستمداد کرے تو یہ ہرگز ناجائز نہیں بلکہ اس طرح کی استعانت واستمداد قرآن وحدیث سے بالوضاحت ثابت ہے۔ آسمان ہدایت ستارے صحابہ کرام علیہم الرضوان سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے حضور کی ظاہری حیات دنیوی میں بھی اور حضور کے وصال شریف کے بعد بھی حضور سے استعانت واستمداد کرتے رہے ہیں۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ان کو اس سے منع نہ فرمایا بلکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اس عمل کو پسند بھی فرماتے رہے اس پر اپنی خوشنودی کا اظہار بھی فرماتے رہے۔ انہیں انعامات سے نوازتے بھی رہے ان کی مطلوبہ حاجات پوری فرماتے رہے اور ان کی پیش کردہ مشکلات حل بھی فرماتے رہے ہیں۔ اس سے صاف واضح ہے کہ انبیاء واولیاء اللہ سے استعانت واستمداد۔ سنّت اللہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسکا حکم فرمایا ہے۔ سنّت رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

ہے کہ حضور نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اس سے منع نہ فرمایا بلکہ اس کی حکماً تعلیم دی ہے۔ سنتِ صحابہ ہے سنتِ تابعین وتبع تابعین اور سنتِ جملہ صالحین ہے یہی صراطِ مستقیم۔ ماانا علیہ واصحابی ہے۔ راہِ ایمان ہے اور یہی راہ جنت میں پہنچانے والی ہے۔

لیکن قرن الشیطان ابن عبدالوہاب نجدی کے طریقِ باطل۔ پہ چلنے والے نجدی سعودی وہابی جن کے دماغوں میں خناس گھسا ہوا ہے اور دلوں میں بغاوتِ خدا وعداوتِ رسول کا سنڈاس بھرا ہے وہ احکام خدا و رسول خدا کی نافرمانی کو اپنا نصب العین بنائے ہوئے ہیں یہی وہ ایمان سوز مرض وہابیت ہے جو بدقسمتی سے توحید کی آڑ میں نجدی سعودیہ وہابیہ میں عام ہے یہی ضال ومضل جو خود گمراہ ہیں اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے ہیں تفسیر قرآن کے نام سے تحریف قرآن کرتے ہوئے انبیاء واولیاء سے استعانت واستمداد ونداء واستغاثہ کو شرک قرار دے کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ چنانچہ تفسیر قرآن کے نام پر مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے

استعانت ماتحت الاسباب اور مافوق الاسباب کا نیا مسئلہ گھڑ کر ارشادات قرآن وحدیث کو جھٹلا رہے ہیں

واضح رہے کہ قرآن وحدیث میں کہیں بھی استعانت ماتحت الاسباب

اور مافوق الاسباب میں کوئی فرق مذکور نہیں لیکن تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں استعانت ماتحت الاسباب اور مافوق الاسباب میں فرق ظاہر کر کے استعانت ماتحت الاسباب کو جائز اور مافوق الاسباب کو ناجائز اور شرک قرار دیا گیا ہے جو قطعاً غلط ہے۔ امام الوہابیہ ابن عبدالوہاب نجدی کا ایجاد کردہ یہ نظریہ باطل و مردود ہے۔ جو اس نے تحریف قرآن و حدیث کے ذریعہ محض اس لئے ایجاد کیا کہ تمام مسلمانوں کو مشرک و کافر قرار دے کر ان کے خلاف جہاد کے نام سے ان کے قتل عام اور اموال و اسباب لوٹنے کا فتویٰ صادر کرے۔ چنانچہ اس بہانے سے اس شقیٔ ازلی نے یہ سب کچھ محض جاہ و اقتدار حاصل کرنے کی خاطر سیاسی ضرورت کے تحت عملاً کر دکھایا۔ اور نجد کے ایک چھوٹے سے علاقہ درعیہ کے امیر محمّد بن سعود کے جنگجو لٹیرے ساتھیوں کی مدد سے ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ لوٹ مار کر کے بستیوں اور آبادیوں کو تاخت و تاراج کر دیا۔ اور بالآخر اسلام دشمن یورپین عیسائیوں کی مالی و جنگی امداد کے بل بوتہ پر سلطنت سعودیہ عربیہ قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کا مختصر حال چونکہ اس کتاب کے دیباچہ ”راہِ ایمان“ میں کیا جا چکا ہے اور دنیا بھر کی کتب تاریخ مفصل احوال سے بھری پڑی ہیں۔ لہٰذا یہاں ان کی جارحانہ۔ ظالمانہ ،سفاکانہ شرمناک کاروائیوں کا مزید ذکر کرنا نامناسب ہے اس لئے اصل مسئلہ کی جانب رجوع کیا جاتا ہے۔

بفضلہٖ تعالیٰ و بفضل رسولہ الاعلیٰ صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وسلّم

مسئلہ توسّل واستمداد واستعانت کی وضاحت گذشتہ صفحات میں بھی کی جاچکی ہے اور آئندہ صفحات میں بھی کی جارہی ہے۔ تاکہ کم علم بھولے بھالے مسلمان نجدیہ سعودیہ وہابیہ کی تفسیر پڑھ کر ان کی غلط بیانیوں اور تحریفات کو قرآن و حدیث کی اصل تعلیم سمجھ کر کہیں گمراہ نہ ہو جائیں۔

مسلمانوں پر یہ حقیقت کھل کر واضح ہو جائے کہ نجدیہ سعودیہ وہابیہ جو بات بات پر کتاب وسنّت کی رٹ لگاتے رہتے ہیں ان کا کتاب وسنّت سے کچھ واسطہ نہیں ہے یہ لوگ قرآن پڑھتے ہیں۔ قرآن کے حافظ و قاری بھی ہیں لیکن عملاً قرآن مجید کی تعلیم کو جھٹلاتے ہیں قرآن کی تعلیم کے مخالف ہیں یہ وہی بدبخت ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کے محبوب دانائے غیوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ "یقرؤن القرآن لایجاوزحناجرھم"۔ یہ لوگ قرآن پڑھینگے قرآن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا۔ یعنی ان کے دل قرآن کی تعلیم قرآن کے فیض اور قرآن کے نور سے خالی رہیں گے۔ بہت عمدہ طریقہ سے نمازیں پڑھینگے بڑے اچھے اہتمام سے روزے رکھیں گے لیکن ان کا حال یہ ہوگا یخرجون من الاسلام کما یمرق السھم من الرمیۃ۔ دین اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے۔ ان کے بارے میں اور بھی ایسی روایات حدیث صحاح ستہ میں مذکور و منقول ہیں کچھ اس کتاب کے دیباچہ راہِ ایمان حصہ اوّل میں بھی درج کی جاچکی ہیں۔ احادیث میں

دیگر علامات کے ساتھ یہ علامت بھی بتادی گئی ہے کہ یقتلون اهل الاسلام ویدعون اهل الاوثان۔ یہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں سے تعرض نہیں کریں گے یہ جملہ علامات خوارج الاصل نجدی سعودی وہابیوں میں بتمام و کمال موجود ہیں۔ احادیث میں ان کی دیگر علامات بھی منقول ہیں لیکن۔

نجدی وہابیوں کی بنیادی علامت تحریف قرآن ہے

یہی وہ گروہ ہے جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:۔ یتلون کتاب اللہ رطبا لاتجاوز حناجرهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة۔ (یہ صحیح بخاری جلد دوم ص۲۶۴، ص۶۲۳) اور یہ صحیح مسلم جلد اول ص۳۴۱ میں ہے۔ یتلون کتاب اللہ لینا رطباً۔ الحدیث۔ اس کے تحت حضرت امام نووی شارح مسلم فرماتے ہیں۔ ومعناہ سهلا لکثرة حفظهم وقیل لیا ای یلوون السنتهم ای یحرفون معانیہ وتاویلہ۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن کو آسانی سے پڑھ لیں گے اور کثرت سے حافظ قرآن ہوں گے نیز یہ معنی بھی بیان کئے گئے ہیں کہ یہ لوگ قرآن مجید

کے معنوں اور تاویل میں تحریف کریں گے یعنی آیاتِ قرآن کے معنوں میں گڑبڑ کریں گے اور غلط مطلب نکالیں گے اس کی تشریح وتصدیق اس روایت سے ہوجاتی ہے۔ کان ابن عمر یراهم شرار خلق الله وقال انهم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوها علی المومنین" (صحیح بخاری صفحہ ۱۰۲۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خارجیوں کو اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سے زیادہ بُرا جانتے تھے اور فرماتے تھے یہ لوگ اُن آیاتِ قرآن کو جو کفار کے بارے میں نازل ہوئیں مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ چونکہ نجدی سعودی وہابی خوارج الاصل ہیں اور تحریف قرآن کے بغیر قرن الشیطان ابن عبدالوہاب نجدی کی مخالفِ اسلام شیطانی تعلیمات کی تائید براہ راست قرآن مجید سے نہیں کرسکتے اس لئے یہ لوگ قرآن مجید کے معنوں اور تاویل میں تحریف کرتے ہیں معنوں میں گڑبڑ کرتے ہیں غلط مطلب نکالتے ہیں۔ اور بتوں وغیرہ کی تردید اور بت پرست مشرکین کی مذمت میں نازل شدہ آیاتِ مبارکہ سے محبوبانِ خدا انبیاء و اولیاء کی تردید کرتے ہیں اور بت پرست مشرکین کے بجائے مسلمانوں کی مذمت کرتے ہیں۔ چنانچہ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں ایاك نستعین کے تحت تحریف کی گئی ہے۔ جسکی مکمل تردید کی جاچکی ہے۔ اور آئندہ صفحات میں بھی ایسے واقعات کی روایات حدیث درج کی جارہی ہیں جن میں صحابہ کرام کا براہ راست استعانت مافوق الاسباب کرنا ثابت ہوتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام کی استعانت

مافوق الاسباب پر خوش ہونا اور آپکی حاجات پوری کرنا ثابت ہوتا ہے۔ تاہم اس سے پہلے تفسیر نجدیہ وہابیہ کے مزید چند اقتباس نقل کیئے جاتے ہیں تاکہ ثابت ہوجائے کہ یہ بدبخت لوگ آیات میں تحریف کرنے کے اتنے بڑے ماہر ہیں کہ کم علم مسلمان ان کی فریب کاریوں کو سمجھ نہیں سکتے۔

پ ۲۴ تفسیر نجدیہ وہابیہ ص ۱۳۳۵ سورۃ المومن

آیت مبارکہ : ھو الحی الذی لا الٰہ الا ھو فادعوہ مخلصین لہ الدین الحمد للّٰہ رب العالمین ۝ قل انی نھیت ان اعبد الذین تدعون من دون اللّٰہ لما جاء نی البینٰت من ربی وامرت ان اسلم لرب العالمین۔

ترجمہ نجدی : وہ زندہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم خالص اسی کی عبادت کرتے ہوئے اسے پکارو۔

تفسیر نجدی : یعنی جب سب کچھ کرنے والا اور دینے والا وہی ہے۔ دوسرا کوئی بنانے میں شریک ہے نہ اختیارات میں تو پھر عبادت کا مستحق بھی صرف ایک اللہ ہی ہے دوسرا کوئی اس میں شریک نہیں ہوسکتا استمداد و استغاثہ بھی اسی سے کرو کہ وہی سب کی فریادیں اور التجائیں سننے پر قادر ہے دوسرا کوئی بھی فوق الاسباب طریقے سے کسی کی بات سننے پر قادر ہی نہیں ہے جب یہ بات ہے تو دوسرے مشکل کشائی اور حاجت روائی کس طرح کرسکتے ہیں؟

چاہے وہ پتھر کی مورتیاں ہوں۔ انبیاء علیہم السّلام اور صلحا ہوں اور قبروں میں
مدفون اشخاص ہوں مدد کے لئے کسی کو مت پکارو۔ ان کے ناموں کی نذر نیاز
مت دو۔ ان کے ورد نہ کرو۔ ان سے خوف مت کھاؤ اور ان سے اُمیدیں
وابستہ نہ کرو کیونکہ یہ سب عبادت کی قسمیں ہیں جو صرف ایک اللہ کا حق ہے"

تفسیر نجدیہ وہابیہ ص ۱۳۳۳ پر ہے

آیت مبارکہ: وقال ربکم ادعونی استجب لکم ط ان
الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جهنم داخرین۔

ترجمہ نجدی: اور تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا) ہے کہ مجھ سے
دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت
سے خود سری کرتے ہیں وہ ابھی ابھی ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔

تفسیر نجدی: اس آیت میں دعا سے اکثر مفسّرین نے عبادت مراد لی ہے،
یعنی صرف ایک اللہ کی عبادت کرو جیسا کہ حدیث میں بھی دعا کو عبادت
بلکہ عبادت کا مغز قرار دیا گیا ہے۔ الدعاء هو العبادة اور الدعاء مُخ
العبادة۔ (مسند احمد۔ مشکوٰۃ الدعوات۔ علاوہ ازیں اس کے بعد یستکبرون
عن عبادتی کے الفاظ سے بھی واضح ہے کہ مراد عبادت ہے۔ بعض کہتے
ہیں کہ دعا سے مراد دعا ہی ہے یعنی اللہ سے جلب نفع اور دفع ضرر کا سوال
کرنا کیونکہ دعا کے شرعی اور حقیقی معنی طلب کرنے کے ہیں دوسرے مفہوم میں
اس کا استعمال مجازی ہے علاوہ ازیں دعا بھی اپنے حقیقی معنیٰ کے اعتبار سے

اور حدیث مذکور کی رو سے بھی عبادت ہی ہے کیونکہ **مافوق الاسباب** طریقے سے کسی سے کوئی چیز مانگنا اور اس سے سوال کرنا یہ اس کی عبادت ہی ہے۔ (فتح القدیر) مطلب دونوں صورتوں میں ایک ہی ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کو طلب حاجات اور مدد کے لئے پکارنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس طرح مافوق الاسباب طریقے سے کسی کو حاجت روائی کے لئے پکارنا اس کی عبادت ہے اور عبادت اللہ کے سوا کسی کی جائز نہیں۔

تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ صـ ۱۰۹۹ پر ہے۔

آیت مبارکہ: ولاتدع مع اللہ الھا آخر لا الہ الا ھو کل شئ ھالک الا وجھہ لہ الحکم والیہ ترجعون ۝

ترجمہ نجدی: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارنا بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی اور معبود نہیں ہر چیز فنا ہونے والی ہے مگر اسی کا منہ (اور ذات) اسی کے لئے فرمانروائی ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

تفسیر نجدی: یعنی کسی اور کی عبادت نہ کرنا نہ دعا کے ذریعے سے نہ نذر و نیاز کے ذریعے سے نہ ہی قربانی کے ذریعے سے کہ یہ سب عبادات ہیں جو صرف ایک اللہ کے لئے خاص ہیں قرآن میں ہر جگہ غیر اللہ کی عبادت کو پکارنے سے تعبیر کیا گیا ہے جس سے مقصود اسی نکتے کی وضاحت ہے کہ

غیراللہ کو مافوق الاسباب طریقے سے پکارنا ان سے

استمداد و استغاثہ کرنا ان سے دعائیں اور التجائیں کرنا یہ ان کی عبادت ہی ہے اس سے انسان مشرک بن جاتا ہے۔

پارہ ۲۹ ــــــ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ ص۱۶۴۱ ــــ سورۃ الجن

آیتِ مبارکہ : وانّ المساجد للّٰہ فلاتدعوا مع اللّٰہ احدًا ہ

ترجمہ نجدی : اور یہ کہ مسجدیں صرف اللہ ہی کے لئے خاص ہیں پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔

تفسیر نجدی : مسجد کے معنے سجدہ گاہ سجدہ بھی ایک رکن نماز ہے۔ اس لئے نماز پڑھنے کی جگہ کو مسجد کہا جاتا ہے آیت کا مطلب واضح ہے کہ مسجدوں کا مقصد صرف ایک اللہ کی عبادت ہے اس لئے مسجدوں میں کسی اور کی عبادت کسی اور سے دعا و مناجات کسی اور سے استغاثہ و استمداد جائز نہیں یہ امور ویسے تو مطلقاً ہی ممنوع ہیں اور کہیں بھی غیراللہ کی عبادت جائز نہیں ہے لیکن مسجدوں کا بطورِ خاص اس لئے ذکر کیا گیا ہے کہ ان کے قیام کا مقصد ہی اللہ کی عبادت ہے اگر یہاں بھی غیراللہ کو پکارنا شروع کر دیا گیا تو یہ نہایت ہی قبیح اور ظالمانہ حرکت ہوگی لیکن بدقسمتی سے بعض نادان مسلمان اب مسجدوں میں بھی اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی مدد کے لئے پکارتے ہیں بلکہ مسجدوں میں ایسے کتبے آویزاں کئے ہوئے ہیں۔

جن میں اللہ کو چھوڑ کر دوسروں سے استغاثہ کیا گیا ہے۔

آہ! فلیبک علی الاسلام من کان باکیًا۔

المختصر: اسی طرح پورے قرآن مجید کی تمام ایسی آیات مبارکہ جن میں بتوں کی تردید اور کفار ومشرکین کی مذمت وارد ہے۔ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں ان آیاتِ مبارکہ کو انبیاء و اولیاء پر چسپاں کر کے ان سے توسّل واستمداد۔ استعانت کو شرک وکفر قرار دیا گیا ہے۔ اور صاف لفظوں میں ان امور کو "عبادت" ٹھہرا کر یہ فتویٰ صادر کر دیا ہے کہ۔ "عبادت کا مستحق بھی صرف ایک اللہ ہی ہے دوسرا کوئی اس میں شریک نہیں ہو سکتا استمداد واستغاثہ بھی اسی سے کرو کہ وہی سب کی فریادیں اور التجائیں سننے پر قادر ہے دوسرا کوئی بھی فوق الاسباب طریقے سے کسی کی بات سننے پر قادر ہی نہیں ہے جب یہ بات ہے تو دوسرے مشکل کشائی اور حاجت روائی کس طرح کر سکتے ہیں؟ چاہے وہ پتھر کی مورتیاں ہوں۔ انبیاء علیہم السلام اور صلحاء ہوں اور قبروں میں مدفون اشخاص ہوں مدد کے لئے کسی کو مت پکارو۔ ان کے ناموں کی نذر نیاز مت دو۔ ان کے ورد نہ کرو۔ ان سے خوف مت کھاؤ اور ان سے امیدیں وابستہ نہ کرو کیونکہ یہ سب عبادت کی قسمیں ہیں جو صرف ایک اللہ کا حق ہے۔ (تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ صفحہ ۱۲۳۵)

الغرض: خوارج الاصل نجدیہ وہابیہ کی تفسیر قرآن کے نام پر تحریف قرآن کے مجموعہ ظلمانی میں توحیدِ شیطانی کا پرچار کیا گیا ہے۔ محبوبانِ خدا

انبیاء و اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ فضائل و خصوصی صفات و علوم و اختیارات جو قرآن و حدیث سے ثابت ہیں ان کا انکار کر کے انبیاء علیہم السلام کا عموماً اور سید الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور اولیائے کرام اُمت قدسنا اللہ باسرارہم کی قرن الشیطان نجدی کی تقلید میں نہایت گستاخانہ انداز میں توہین کی گئی ہے جو کفر صریح اور شیوہ کفار ہے۔ آئندہ اوراق میں قرآن و حدیث سے وہابیہ خبثیہ کی شیطانی توحید کی مکمل تردید کی جا رہی ہے۔

صحابہ کرام براہ راست حضور علیہ السلام سے مافوق الاسباب امداد کا سوال کرتے رہے ہیں

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَنّ اللہ عزوجل وعدنی اَنْ یدخل الجنۃ من اُمّتی اَربَعمائۃِ اَلفٍ بلاحساب فقال ابوبکر زِدْنا یارسول قال وھٰکذا فحثٰ بکَفّتیہِ وجمعھما فقال ابوبکر زِدْنا یارسول اللّٰہ قال وھٰکذا فقال عُمَرُ دعنا یا ابابکر فقال ابوبکر وما علیک اَنْ یُدْخلنا اللّٰہ کلّنا الجنّۃَ فقال عُمَرُ اِنّ اللّٰہ عزّوجل اِنْ شاءَ اَنْ یُدْخِلَ خلقہٗ الجنّۃَ بکفٍّ وّاحِدٍ فعَلَ فقال النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم صَدَقَ عُمَرُ رواہ فی شرح السُّنّۃِ (مشکوٰۃ باب الحوض والشفاعۃ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا یارسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ اللہ عزّوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ میری اُمّت میں سے چار لاکھ کو بغیر حساب جنّت میں داخل کرے گا تو (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے عرض کی "یارسول اللہ ہم کو اور زیادہ دیجئے فرمایا اور اس طرح پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ ملائے اُن کا لَپ (ٹک) بھرا (یعنی ان چار لاکھ کے علاوہ رب تعالیٰ کے لَپ (ٹک) اور بھی بغیر حساب جنّت میں جائیں گے کہ حق تعالیٰ ان مومنوں کو اپنے دونوں دستِ قدرت میں لے کر وہاں پہنچا دے گا۔ خدا کرے ہم بھی اس میں آجائیں۔ آمین) اس پر حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کی "یارسول اللہ ہمیں اور زیادہ دیجئے (یعنی ہمیں اور زیادہ بخشش کی خبر دیجئے یا اور زیادہ بخشش کرائیے) حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا اور ایسے۔ تو حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا اے ابوبکر ہمیں چھوڑو بھی (یعنی اے ابوبکر یہ اجمال رہنے دو زیادہ کی تصریح نہ کراؤ تاکہ ہم خوف و امید پر رہیں اعمال کئے جائیں) اس پر حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا تمہارا کیا حرج ہے۔ کہ ہم سب کو اللہ جنّت میں داخل فرمائے (یعنی اے عمر ذرا خاموش تو رہو میں حضور انور سے ساری اُمّتِ رسول کے لئے بے حساب جنّتی ہونے کا وعدہ لے لیتا ہوں اے عمر تمہارا اس میں کیا بگڑتا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے سارے اُمّتی بے حساب جنّتی ہو جائیں؟) تو حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ اگر اللہ چاہے تو ایک مٹھی میں

ساری خلقت کو جنّت میں داخل کردے وہ کرسکتا ہے تب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر نے سچ کہا۔ خیال رہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عرض و معروض میں غلبۂ امید کی جھلک ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عرض و معروض میں رضا بالقضاء کا ظہور ہے اس لئے حضرت عمر کے قول کی تائید بارگاہِ نبوت سے ہوئی نیز سب لوگ بغیر حساب بخش دیئے جائیں تو شفیعوں کی شفاعت، محبوبوں کی محبوبیت کا ظہور کیسے ہو؟ اس لئے بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول کو ترجیح دی گئی۔

یارسول اللہ! ہمارے گناہ بخش دیجئے، ہم پر سکینہ اتاریئے، جنگ میں ہم کو ثابت قدم رکھیے ہم حضورؐ کے فضل سے بے نیاز نہیں

غزوۂ خیبر شریف میں خیبر کو جاتے ہوئے حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں رجز پڑھتے چلے

اَللّٰھُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اھْتَدَیْنَا ✧ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا

فَاغْفِرْ فِدَاءً لَّكَ اَلْقَیْنَا ✧ وَاَلْقِیَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا

وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَّاقَیْنَا ✧ وَنَحْنُ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنَیْنَا

ترجمہ: خدا گواہ ہے۔ یا رسول اللہ اگر حضور نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ زکوٰۃ دیتے نہ نماز پڑھتے تو بخش دیجیے ہم حضور پر قربان جو گناہ ہمارے رہ گئے ہیں اور ہم پر حضور سکینہ اُتاریں اور جب ہم دشمنوں سے مقابل ہوں تو حضور ہمیں ثابت قدم رکھیں ہم حضور کے فضل سے بے نیاز نہیں صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن نسائی و مسند امام احمد بن حنبل (رضی اللہ عنہم) وغیرہ میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق جدیدہ ہے اور پچھلا مصرع زیادات صحیح مسلم و امام احمد سے ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہما (الامن والعلی ص۸۷) اور ص۹۷ پر ہے۔ کہ ابتداء میں اللّٰھُمَّ ہے اس سے مقصود حضرت عزت جلّ جلالہٗ کو پکارنا نہیں (کہ یہ اللہ عزّوجل سے عرض قرار پائے) بلکہ اُس کے نام سے ابتدائے کلام ہے اور حضور ہم پر سکینہ اُتاریں مقابلۂ دشمن کے وقت اور ہمیں ثابت قدم رکھیں یعنی اپنے رب جلّ وعلا سے ان مراعات کی دعا فرمائیں یہ اشعار سُن کر حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے دریافت فرمایا یہ کون اونٹوں کو رواں کرتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی "عامر بن اکوع" حضور نے فرمایا اللہ اس پہ رحمت کرے اور مسند احمد (و صحیح مسلم) میں بروایت ایاس بن سلمہ (اپنے والد ماجد سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے) ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے (عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے) فرمایا تیرا رب تیری مغفرت فرمائے اور حضور (ایسی جگہ) جب کسی خاص شخص کا نام لے کر دعائے مغفرت فرماتے تھے وہ شہید ہو جاتا تھا۔ (لہٰذا) حاضرین میں سے ایک صاحب یعنی

امیرالمومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیسا کہ صحیح مسلم میں تصریح ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ حضور کی دعا سے عامر کے شہادت واجب ہوگئی حضور نے ہمیں ان سے نفع کیوں نہ لینے دیا یعنی حضور انہیں ابھی زندہ رکھتے کہ ہم ان سے بہرہ مند ہوتے۔ انتہیٰ۔ یہ پچھلے لفظ بھی یاد رکھنے کے قابل ہیں کہ حضور انہیں زندہ رکھتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ حدیث ابن اسحاق نے اس سند سے روایت کی۔

حدثنی، محمد بن ابراھیم بن الحارث عن ابی الھیثم بن نصر بن دھر الاسلمی اَنّ اباہ حدثہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم یقول فی میسرہ الی خیبر لعامر بن الاکوع فذکرہ اسی میں ہے۔ فقال عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجبت واللہ یارسول اللہ لو امتعتنا بہ فقتل یوم خیبر شھیدًا۔ امیرالمؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی خدا کی قسم شہادت واجب ہوگئی یارسول اللہ کاش حضور ہمیں اُن کی زندگی سے بہرہ یاب رکھتے وہ روز خیبر شہید ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ (الامن والعلی ص۸۰)

حُضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں صحابی نے عرض کی میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ جنّت میں اپنی رفاقت عطا فرمائیں

صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ اور معجم کبیر طبرانی میں سیّدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ قال کنت ابیت مع رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم فَاَتَیۡتُہٗ بوضوئہٖ وحاجتہٖ فقال لی سَلۡ (ولفظ الطبرانی فقال یومًا یا ربیعۃ سَلۡنی فاُعۡطِیَکَ۔ رَجَعۡنَا اِلیٰ لفظ مسلم) قال فَقُلۡتُ اَسۡئَلُکَ مُرافقتك فی الجنّۃِ فقال اَوَ غیر ذالك قُلۡتُ ھُوَ ذاك قال فَاَعِنّی علیٰ نَفۡسِكَ بِکَثۡرَۃِ السُّجُوۡدِ۔

وہ فرماتے ہیں "میں حضور پُرنور سیّد المرسلین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے پاس رات کو حاضر رہتا ایک شب حضور کے لئے آب وضو وغیرہ ضروریات لایا (رحمتِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا بحرِ رحمت جوش میں آیا) ارشاد فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں میں نے عرض کی میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنّت میں اپنی رفاقت عطا فرمائیں۔ فرمایا۔ کچھ اور۔ میں نے عرض کی میری مراد تو صرف یہی ہے۔ (یعنی۔ کہ حیف باشد از و غیر او تمنّائے۔

؎ سائل ہوں ترا مانگتا ہوں تجھ سے تجھی کو ؛ معلوم ہے اقرار کی عادت تری مجھکو

سرکار دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرتِ سجود سے"

علّامہ علی قاری محدّث علیہ الرّحمۃ الباری "مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔

یوخذ من اطلاقہٖ صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم الامر بالسّؤال

انّ اللّٰہ تعالیٰ مَکّنَہٗ مِن اعطاء کُلّ ما اراد مِنْ خزائن الحقّ
یعنی حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے
مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو عام قدرت بخشی ہے خُدا کے خزانوں
سے جو چاہیں عطا فرمادیں "۔ ے
مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں : دو جہاں کی نعمتیں ہیں اُنکے خالی ہاتھ میں
شیخ محقق مولانا عبدالحق محدّث دہلوی قدّس سرہٗ "اشعتہ اللمعات
شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۴۲۵ پر اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں "از اطلاقِ
سوال کہ فرمود ۔ سَلْ ۔ بخواہ و تخصیص نکرد بمطلوبے خاص معلوم میشود کہ کارِ
ہمہ بدستِ ہمّت وکرامتِ اوست صلّی اللہ علیہ وسلّم ہر چہ خواہد ہر کرا خواہد
باذنِ پرورد گار خود بدہد ۔ بیت

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدنیا وضرّتھا ❖ ومِنْ علومك علم اللّوح والْقَلَم

بیت ۔ اگر خیریتِ دنیا و عُقبیٰ آرزو داری ❖ بدرگاھش بیا و ھرچہ میخواھی تمنّا کن
ترجمہ : حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا کسی چیز کی تخصیص فرمائے بغیر مطلقاً فرمانا
کہ مانگ (سوال کر) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب کے کام حضور علیہ الصّلوٰۃ
والسّلام کے دستِ ہمّت وکرامت (اختیار) میں ہیں جو کچھ چاہیں جس کو
چاہیں باذن اللہ عطا فرمائیں ۔ اس کے بعد قصیدہ بُردہ شریف کا شعر نقل
فرمایا ہے ۔ جس میں امام اجل محمد بوصیری قدّس سرّہ سرکارِ دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلّم سے عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ دنیا و آخرت دونوں حضور کے

خوانِ جود وکرم سے ایک حصّہ ہیں اور لوح وقلم کے جملہ علوم جن میں ماکان وما یکون جو کچھ ہوا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ ذرہ ذرہ بالتفصیل مندرج ہے حضور کے علوم سے ایک پارہ ہیں۔ اس کے بعد فارسی شعر نقل فرمایا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر تُو دنیا و آخرت کی خیریت کی آرزو رکھتا ہے تو ان کی (سرکارِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی) درگاہ میں آ (حاضر ہو) اور جو کچھ تو چاہتا ہے اس کی تمنّا کر۔ مانگ لے۔ تجھے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم دنیا و آخرت کی مُنہ مانگی مُرادیں پُوری کر دیں گے اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہر قسم کی حاجت روا فرما سکتے ہیں دنیا و آخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں ؎

کس چیز کی کمی ہے مولا تری گلی میں : دنیا تیری گلی میں عُقبیٰ تیری گلی میں

تفسیر صاوی میں آیۂ مبارکہ لیس لك من الامر شئٌ کے تحت فرمایا۔ جعل اللّٰہُ مفاتیح خزائنہٖ بیدہٖ فمن زعم اَنّ النبیَّ کَاَحادِالناس لایملك شئً اصلاوّلانفع بہٖ لا ظاھراوّلاباطناً فھوکافرخاسِرُالدنیاوالآخرۃ واستدلال بھٰذہ الآیتہ ضلالٌ مّبینٌ۔

علّامہ شیخ احمد صاوی مالکی قدسنا اللہ باسرارہ العزیز فرماتے ہیں :۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانوں کی چابیاں حضور کے ہاتھ (قبضہ واختیار) میں دے

دی ہیں۔ (آپ کو تمام خزائن کا مختار بنا دیا ہے) پس جس شخص نے یہ گمان کیا کہ حضور دوسرے عام آدمیوں کی طرح کسی چیز کے بالکل مالک نہیں ہیں اور نہ آپ سے کچھ ظاہری یا باطنی نفع ہے تو وہ کافر ہے دنیا و آخرت میں خسارے والا ہے اور اس آیت سے یہ استدلال کرنا کہ آپ نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں یہ کھلی گمراہی ہے"۔

بفضلہٖ تعالیٰ و بفضل رسولہ الاعلیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلّم ایاک نستعین۔ کے معنے و مفہوم میں تحریف کر کے تفسیر نجدیہ سعودیہ عربیہ میں جو وہابیانہ حرکت کی گئی ہے۔ اس کا مفصّل رد بدلائل قاہرہ مکمل ہوا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک والصلوٰۃ والسّلام علیٰ حبیبہٖ سیّدنا ومولانا محمد رسول اللّٰہ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین وعلینا معھم یا ارحم الراحمین۔

آئندہ صفحات میں مسئلہ توسّل۔ استمداد۔ استغاثہ۔ نداء مفصلاً تحریر کیا جاتا ہے۔ جس سے تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں قرآن پاک کی جن جن آیاتِ مبارکہ میں تحریف کر کے انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام و اولیاء کرام سے توسّل و استمداد و استغاثہ اور نداء کو شرک قرار دیا گیا ہے۔ ان سب تحریفات کی مکمّل تردید ہو جائے۔ اور کم علم بھولے بھالے مسلمان ان وہابیہ کے گمراہ کن پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر گمراہی سے بچ جائیں۔

آمین۔

مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کی وضاحت

پ ۲۳ ع "تفسیر نجدی صـ ۱۲۵۲" سورۃ الصّفّت

آیتہ مبارکہ: اُحشروا الذین ظلموا وازواجھم وما کانوا یعبدون٥ من دون اللہ فاھدوھم الی صراط الجحیم٥

"ترجمہ نجدی: ظالموں کو اور ان کے ہمراہیوں کو اور (جن) جن کی وہ اللہ کے علاوہ پرستش کرتے تھے ان سب کو جمع کر کے انہیں دوزخ کی راہ دکھا دو۔

تفسیر نجدی: یعنی جنہوں نے کفر و شرک اور معاصی کا ارتکاب کیا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا اس سے مراد کفر و شرک اور تکذیب رسل کے ساتھی یا بعض کے نزدیک جنات و شیاطین ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بیویاں ہیں جو کفر و شرک میں ان کی ہمنوا تھیں۔ "ما" عام ہے تمام معبودین کو چاہے وہ مورتیاں ہوں یا اللہ کے نیک بندے سب کو ان کی تذلیل کے لئے جمع کیا جائے گا۔ تاہم نیک لوگوں کو تو اللہ جہنم سے دور ہی رکھے گا اور دوسرے معبودوں کو انکے ساتھ ہی جہنم میں ڈال دیا جائیگا تاکہ وہ دیکھ لیں کہ یہ کسی کو نفع نقصان پہنچانے پر قادر نہیں ہیں۔"

رَدِّ تفسیر نجدی

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمْ

اَمَّا بعد۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ

آیتہ مبارکہ: اُحشروا الذین ظلموا وازواجھم وما کانوا یعبدون٥ من دون اللہ فاھدوھم الی صراط الجحیم٥ (پ ۲۳ ع ۶)

صحیح ترجمہ و تفسیر: "ہانکو ظالموں اور ان کے جوڑوں کو اور جو کچھ وہ پوجتے

تھے اللہ کے سوا ان سب کو ہانکو راہِ دوزخ کی طرف ۔ ظالموں سے مُراد کافر ہیں اور ان کے جوڑوں سے مُراد اُن کے شیاطین ہیں جو دنیا میں اُن کے جلیس و قرین رہتے تھے۔ ہر ایک کافر اپنے شیطان کے ساتھ ایک ہی زنجیر میں جکڑ دیا جائے گا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جوڑوں سے مُراد اشباہ و امثال ہیں یعنی ہر کافر اپنے ہی قسم کے کفّار کے ساتھ ہانکا جائے گا بُت پرست بُت پرستوں کے ساتھ اور آتش پرست آتش پرستوں کے ساتھ وعلیٰ ھٰذا القیاس۔ (تفسیر خزائن العرفان)

تفسیر قرطبی صفحہ ۵۰ جزؤ ۱۵ میں ہے "وما کانوا یعبدون من دون اللہ" ای من الاصنام والشیاطین وابلیس۔

ترجمہ: اور جن جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں یعنی اصنام (بُتوں) کی شیاطین کی اور ابلیس کی۔

تفسیر کبیر صفحہ ۱۳۲ جلد ۲۶ میں ہے "وما کانوا یعبدون من دون اللہ" ففیہ قولان۔ الاول المراد ما کانوا یعبدون من دون اللہ من الاوثان والطواغیت۔ القول الثانی الشیاطین الذین دعوھم الی عبادۃ ما عبدو ولا فلما قبلوا منھم ذالک الذین صاروا کالعابدین لاولئک الشیاطین۔

ترجمہ۔ آیت: "وما کانوا یعبدون من دون اللہ" اس میں دو قول ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ اللہ کے سوا جن کی وہ عبادت کرتے ہیں، اس سے مراد بُت اور طاغوت دوسرا قول یہ ہے کہ وہ شیاطین جو ان کو غیر کی عبادت کی طرف بلاتے ہیں جب وہ ان سے ان کا دین قبول کرتے ہیں تو گویا وہ ان شیاطین کے پوجاری بن جاتے ہیں۔

تفسیر جلالین میں ہے۔ ویقال للملائکۃ "احشروا الذین ظلموا" انفسھم

بالشرک" وازواجھم قرناءھم من الشیاطین" وما کانوا یعبدون من دون اللہ ای غیرہ من الاوثان "فاھدوھم" دلوھم وسوقوھم "الی صراط الجحیم" طریق النار

اور ملائکہ سے کہا جائے گا۔ ہانکو ان کو جنہوں نے ظلم کیا اپنی جانوں پر شرک سے اور انکے جوڑوں کو شیطانوں سے جو ان کے قرین تھے اور جن جن کی وہ عبادت کرتے تھے سوائے اللہ کے یعنی اللہ کے سوا بتوں کو پوجتے تھے۔ ان سب کو ہانکو راہِ جحیم یعنی جہنم کی طرف ؎

<u>تفسیر کمالین میں ہے جلالین کے حاشیہ پر</u>: قولہ قرناء ھم من الشیاطین کل کافر یحشر مع شیطانہ فی سلسلۃ کذا روی عن الضحاک ومقاتل وعن ابن عباس وابی عمر واحشروا الظالمین اشباھھم عابدی الصنم مع عابدی الصنم وعابدی الکواکب مع عبدوھا وعن عمر صاحب کل ذنب مع صاحب ذالک الذنب کالزانی مع الزانیۃ وصاحب الخمر مع نظیرہ وعن الحسن ازواجھم المشرکات روی الحاکم عن عمر انہ قال فی ازواجھم امثالھم الذین ھم مثلھم" کہ اللہ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ شیطانوں میں سے ان کے قرینوں میں سے ہر کافر کو اس کے شیطان کے ساتھ ہانکا جائے گا اس سلسلہ میں اسی طرح حضرت ضحاک اور حضرت مقاتل اور حضرت ابن عباس اور حضرت ابی عمر و رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ ظالمین اور ان جیسے کفار کے ساتھ ہانکا جائے گا۔ بت پرست کو بت پرست کے ساتھ اور ستاروں کے پجاریوں کو ستاروں کے پجاریوں کے ساتھ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہر گنہگار کو اسی طرح کے گنہگار کے ساتھ جیسا کہ زانی و زنا کرنے والوں کے ساتھ۔ اور شراب پینے والوں کو ان ہی جیسوں کے ساتھ اور حضرت حسن سے مروی ہے کہ مشرکوں کو انکی مشرک بیویوں کے ساتھ۔ محدث حاکم علیہ الرحمۃ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا ہم مثل کو ہم مثل جوڑوں میں۔ تفسیر

بہ نظر اختصار مندرجہ بالا بلند پایہ متداول مشہور و مقبول تفاسیر کے اقتباسات پر اکتفا کافی سمجھتا ہے۔ اس لئے کہ

ے ہو شرم تو کافی ہے اک حرف صداقت بھی : بے شرم کو کافی نہیں دفتر نہ صحیفے

تمام سلف صالحین مفسّرین متفق ہیں کہ آیت مبارکہ میں۔ الذین ظلموا سے کفار مراد ہیں اور ماکانوا یعبدون من دون اللہ سے بُت مراد ہیں۔ آیت مبارکہ میں۔ اللہ کے نیک بندوں انبیاء و اولیاء کا ذکر تو کیا اشارہ تک نہیں ہے۔ لیکن نجدی سعودی وہابی تفسیر میں مردود ازلی ابن عبدالوہاب نجدی کے مردود عقیدہ کو صحیح ثابت کرنے کی خاطر نام نہاد مفسّر مردود لکھتا ہے۔

"ما" عام ہے تمام معبودین کو چاہے وہ مُورتیاں ہوں یا اللہ کے نیک بندے سب کو ان کی تذلیل کے لئے جمع کیا جائے گا۔ الخ۔ نعوذ باللہ من ھفوات النجدیۃ الوھابیۃ الخبیثہ۔ نام نہاد مفسّر نجدی کا یہ لکھنا کہ "ما" عام ہے تمام معبودین کو چاہے وہ مورتیاں ہوں یا اللہ کے نیک بندے سب کو ان کی تذلیل کے لئے جمع کیا جائے گا" اس کی جہالت، رذالت اور ضلالت کی دلیل ہے اور قطعاً غلط ہے۔ تحریفِ معنوی ہے۔ واضح رہے کہ "ما" زبانِ عربی میں غیر ذوی العقول کے لئے بولا جاتا ہے۔ لیکن تفسیر نجدیہ سعودیہ میں تحریف معنوی کر کے "ما" کے اصل معنی و مفہوم کو بدل کر۔ ذوی العقول۔ "نیک بندے" لکھ کر۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء عظام کو غیر ذوی العقول "بتوں" کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے۔ نعوذ باللہ من شرور النجدیہ الوھابیہ۔ نجدی وہابیوں کی اس شیطانی حرکت سے صاف ظاہر ہے کہ

تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ لکھی ہی۔ انبیاء و اولیاء سے بغض و کمال عناد کی بنیاد پر ہے۔
اس مقصد سے کہ اے مسلمانو!

ع ہم تو ڈوبے ہیں مگر تم کو بھی لے ڈوبیں گے

نجدیہ وہابیہ کے دھرم میں ملائکہ، پیغمبر، اولیاء، صلحاء، شیاطین لکڑی، پتھر کے تراشے ہوئے بت سب یکساں ہیں

واضح رہے کہ نجدی وہابی اپنے خانہ ساز من گھڑت باطل اصول کے تحت۔ ملائکہ۔ انبیاء و اولیاء سے توسل و استمداد کو عبادت قرار دے کر بتوں میں شمار کرتے ہیں اور ان سے توسل و استمداد کرنے والے مسلمانوں کو ان کی عبادت کرنے والے مشرک کافر قرار دیتے ہیں۔ اور اپنے اس باطل اصول و عقیدۂ توحید شیطانی کو صحیح ثابت کرنے کے لئے آیات قرآن مجید اور احادیث میں بے دھڑک تحریف کرتے ہیں۔ اور تاویلات فاسدہ کے ذریعہ مسلمانوں کو دھوکہ و فریب دے کر گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ

نجدی تفسیر ص۱۲۲۱ و ص۱۲۲۲ پر۔ پ ۲۲۔ سورہ فاطر

آیت مبارکہ: والذین تدعون من دونہ مایملکون من قطمیر ان تدعوھم لایسمعوا دعائکم ولوسمعوا ما استجابوا لکم ویوم القیٰمۃ یکفرون بشرککم ولاینبئک مثل خبیر ٥

ترجمہ نجدی: جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ تفسیر نجدی۔ یعنی اتنی حقیر چیز کے بھی مالک نہیں۔ نہ

اسے پیدا کرنے پر ہی قادر ہیں۔ قطمیر اس جھلی کو کہتے ہیں جو کھجور اور اس کی گٹھلی کے درمیان ہوتی ہے یہ پتلا سا چھلکا گٹھلی پر لفافے کی طرح چڑھا ہوا ہوتا ہے۔ یعنی اگر تم انہیں مصائب میں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں کیونکہ وہ جمادات ہیں یا مٹی کے نیچے مدفون۔ یعنی اگر بالفرض وہ سن بھی لیں تو بے فائدہ اس لئے کہ وہ تمہاری التجاؤں کے مطابق تمہارا کام نہیں کر سکتے۔ اور کہیں گے (ما کنتم ایانا تعبدون) یونس ۲۸ "تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے" (ان کنا عن عبادتکم لغفلین) "یونس ۲۹" ہم تو تمہاری عبادت سے بے خبر تھے،، اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے وہ سب پتھر کی مورتیاں ہی نہیں ہوں گی بلکہ ان میں عاقل (ملائکہ، جن، شیاطین اور صالحین) بھی ہوں گے تب ہی تو یہ انکار کریں گے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کی حاجت براری کے لئے پکارنا شرک ہے۔

نیز انبیاء واولیاء سے توسّل واستمداد کرنے والوں کا اس طرح سے مذاق اُڑایا جاتا ہے

نام نہاد مفسر تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ ص ۱۲۰۵ پر

آیت مبارکہ: واذا ذكر الله وحده اشمأزت قلوب الذين لا يؤمنون بالاخرة واذا ذكر الذين من دونه اذا هم يستبشرون پ ۲۴ سورۃ الزمر

ترجمہ نجدی: "جب اللہ اکیلے کا ذکر کیا جائے تو ان لوگوں کے دل نفرت

کرنے لگتے ہیں جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے اور جب اس کے سوا (اور کا) ذکر کیا جائے تو ان کے دل کھل کر خوش ہو جاتے ہیں۔"

تفسیر نجدی: یا کفر و استکبار یا انقباض محسوس کرتے ہیں مطلب یہ ہے کہ مشرکین سے جب یہ کہا جائے کہ معبود صرف ایک ہی ہے تو ان کے دل یہ بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے ہاں جب یہ کہا جائے کہ فلاں فلاں بھی معبود ہیں یا وہ بھی آخر اللہ کے نیک بندے ہیں وہ بھی کچھ اختیار رکھتے ہیں وہ بھی مشکل کشائی اور حاجت روائی کر سکتے ہیں تو پھر مشرکین بڑے خوش ہوتے ہیں۔ منحرفین کا یہی حال آج بھی ہے جب ان سے کہا جائے کہ صرف "یا اللہ مدد" کہو کیونکہ اس کے سوا کوئی مدد کرنے پر قادر نہیں ہے تو سیخ پا ہو جاتے ہیں یہ جملہ ان کے لئے سخت ناگوار ہوتا ہے لیکن جب "یا علی مدد" یا "یا رسول اللہ مدد" کہا جائے اسی طرح دیگر مُردوں سے استمداد و استغاثہ کیا جائے مثلاً "یا شیخ عبدالقادر شیأً للہ" وغیرہ تو پھر ان کے دل کی کلیاں کھل اٹھتی ہیں۔ فَتَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ: نیز نجدی تفسیر میں ص ۱۳۱۱ پر لکھا ہے۔ یعنی جب یہ پسند نہیں کرتے کہ تمہارے غلام اور نوکر چاکر جو تمہارے ہی جیسے انسان ہیں وہ تمہارے مال و دولت میں شریک اور تمہارے برابر ہو جائیں تو پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اللہ کے بندے چاہے وہ فرشتے ہوں پیغمبر ہوں اولیاء و صلحا ہوں یا شجر و حجر کے بنائے ہوئے معبود وہ اللہ کے ساتھ شریک ہو جائیں جب کہ وہ بھی اللہ کے غلام اور اس کی مخلوق ہیں؟ یعنی جس طرح پہلی بات نہیں ہو سکتی دوسری بھی نہیں ہو سکتی اس لئے اللہ کے ساتھ دوسروں کی بھی عبادت کرنا اور انہیں بھی

حاجت روا اور مشکل کشا سمجھنا یکسر غلط ہے:

مسلمانوں کے لیڈر اور پیروں (اولیاء اللہ) پر بہتان تراشی کہ یہ غیر اللہ کی عبادت کراتے ہیں

نام نہاد مفسر نجدی تفسیر نجدیہ سعودیہ ص ۱۲۲۹ پر

آیۂ مبارکہ: قل أرأيتم شركاءكم الذين تدعون من دون الله أروني ماذا خلقوا من الأرض أم لهم شرك في السموت أم آتيناهم كتابا فهم على بينت منه بل إن يعد الظالمون بعضهم بعضا إلا غرورا ۝ (پارہ ۲۲ ع ۱۷)

ترجمہ نجدی: آپ کہئے کہ تم اپنے قرار داد شریکوں کا حال تو بتلاؤ جن کو تم اللہ کے سوا پوجا کرتے ہو یعنی مجھ کو یہ بتلاؤ کہ انہوں نے زمین میں سے کون سا جزو بنایا ہے یا ان کا آسمانوں میں کچھ ساجھا ہے یا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اس کی دلیل پر قائم ہوں بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے سے نرے دھوکے کی باتوں کا وعدہ کرتے آئے ہیں۔

تفسیر نجدی: یعنی ان میں سے کوئی بات بھی نہیں ہے بلکہ یہ آپس میں ہی ایک دوسرے کو گمراہ کرتے آئے ہیں ان کے لیڈر اور پیر کہتے تھے کہ یہ معبود انہیں نفع پہنچائیں گے انہیں اللہ کے قریب کر دیں گے اور ان کی شفاعت کریں گے۔ یا یہ باتیں شیاطین مشرکین سے کہتے تھے یا اس سے وہ وعدہ مراد ہے جس کا

اظہار وہ ایک دوسرے کے سامنے کرتے تھے کہ وہ مسلمانوں پر غالب آئیں گے جس سے ان کو اپنے کفر پہ جمے رہنے کا حوصلہ ملتا تھا۔

ردِّ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمۡ
اَمَّا بَعۡد ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمۡ

تحریف، جھوٹ، بہتان طرازی اور انبیاء، شہداء اولیاء کی توہین کی شیطانی حرکتیں ملاحظہ ہوں

۱۔ مندرجہ بالا آیات کریمہ بتوں اور کفار مشرکین کے بارے میں ہیں جن کو محبوبانِ خدا پہ چسپاں کیا گیا ہے۔

۲۔ مسلمانوں کو مشرک و کافر ٹھہرانے کے لئے بہتان باندھا گیا ہے کہ یہ لوگ انبیاء اولیاء، شہداء کی عبادت کرتے ہیں۔

۳۔ حالانکہ کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتا اور نہ ہی کسی کو خدائی میں شریک ٹھہراتا ہے۔

۴۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ کو مشکل کشائی و حاجت روائی کے لئے پکارنے کو شرک ٹھہرایا گیا ہے۔ حالانکہ یہ قرآن و حدیث سے صریحاً ثابت ہے۔ اسکی

تصریح آئندہ اوراق میں مفصلاً تحریر کی جا رہی ہے۔

۵۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام کو نہایت حقارت کے ساتھ منوں مٹی کے نیچے مدفون بے فیض، بے کار، کسی کی آواز و پکار نہ سُن سکنے والے جمادات لکھ کر سخت توہین کی گئی ہے۔

۶۔ بے شرمی و بے حیائی کے ساتھ علماء کرام اور اولیاء عظام علیہم الرحمۃ پر بہتان باندھا گیا ہے کہ یہ ایک، دوسرے کو گمراہ کرنے والے اور غیر اللہ کی عبادت کرنے کی تعلیم دینے والے جھوٹے دھوکہ باز ہیں۔

۷۔ مسلمانوں کو اسلام سے منحرف قرار دے کر ان کا مذاق اڑایا گیا ہے کہ یہ لوگ یااللہ مدد کہنے پر سیخ پا ہو جاتے ہیں۔ لیکن یا علی مدد۔ یارسول اللہ مدد کہا جائے، مُردوں سے استمداد و استغاثہ کیا جائے تو ان کے دل کی کلیاں کھل اٹھتی ہیں۔

تفسیر نجدیہ سعودیہ کی ان جملہ خرافات کی مکمل تردید آئندہ صفحات میں درج کی جا رہی ہے

پ ۲۶ نجدی سعودی تفسیر ص۱۴۱۵، ص۱۴۱۶ سورۃ احقاف

آیۃ مبارکہ: قل ارایتم ما تدعون من دون اللہ ارونی ماذا خلقوا من الارض ام لھم شرک فی السموٰت ایتونی بکتب من قبل ھذا او اثرۃ من علم ان کنتم صدقین ۝ ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیمۃ وھم عن دعائھم غافلون ۝ واذا حشر الناس کانوا لھم اعداء وکانوا بعبادتھم کفرین۔ (پ ۲۶ ع ۱)

ترجمہ نجدی: آپ کہہ دیجیے بھلا دیکھو تو جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو

مجھے بھی تو دکھاؤ کہ انہوں نے زمین کا کونسا ٹکڑا بنایا ہے یا آسمانوں میں ان کا کون سا حصہ ہے؟ اگر تم سچے ہو تو اس سے پہلے ہی کی کوئی کتاب یا کوئی علم ہی جو نقل کیا جاتا ہو میرے پاس لاؤ اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا؟ جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کرسکیں بلکہ ان کے پکارنے سے بے خبر ہوں اور جب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو یہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی پرستش سے صاف انکار کر جائیں گے۔

تفسیر نجدی: آرأیتم بمعنی اخبرونی یا ارونی یعنی اللہ کو چھوڑ کر جن بتوں یا شخصیات کی تم عبادت کرتے ہو مجھے بتلاؤ یا دکھلاؤ کہ انہوں نے زمین و آسمان کی پیدائش میں کیا حصہ لیا ہے؟ مطلب یہ ہے کہ جب آسمان و زمین کی پیدائش میں بھی ان کا کوئی حصہ نہیں ہے بلکہ مکمل طور پر ان سب کا خالق صرف ایک اللہ ہے تو پھر تم ان غیر حق معبودوں کو اللہ کی عبادت میں کیوں شریک کرتے ہو؟ یعنی کسی نبی پر نازل شدہ کتاب میں یا کسی منقول روایت میں یہ بات لکھی ہو تو وہ لاکر دکھاؤ تاکہ تمہاری صداقت واضح ہو سکے۔ بعض نے آثارۃ من علم کے معنے واضح علمی دلیل کے کئے ہیں اس صورت میں کتاب سے نقلی دلیل اور اثارۃ من علم سے عقلی دلیل مراد ہوگی یعنی کوئی عقلی اور نقلی دلیل پیش کرو پہلے معنی اس کے اثر سے ماخوذ ہونے کی بنیاد پر روایت اس لئے کئے گئے ہیں یا بقیہ من علم پہلے انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کا باقی ماندہ حصہ ہو جو قابل اعتماد ذریعے سے نقل ہوتا آیا ہو اس میں یہ بات ہو یعنی یہی سب سے بڑے گمراہ ہیں جو پتھر کی مورتیوں کو یا فوت شدہ

اشخاص کو مدد کے لئے پکارتے ہیں جو قیامت تک جواب دینے سے قاصر ہیں اور قاصر ہی نہیں بلکہ بالکل بے خبر ہیں یہ مضمون قرآن کریم میں متعدد مقامات پہ بیان کیا گیا ہے مثلاً سورۂ یونس ۲۹۰، سورۂ مریم ۸۱-۸۲، سورۂ عنکبوت ۲۵ وغیرہ۔ من الآیات۔ دنیا میں ان معبودوں کی دو قسمیں ہیں: ایک تو غیر ذی روح جمادات و نباتات اور مظاہر قدرت سورج آگ وغیرہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو زندگی و قوت گویائی عطا فرمائے گا اور یہ چیزیں بول کر بتلائیں گی کہ ہمیں قطعاً اُس بات کا علم نہیں ہے کہ یہ ہماری عبادت کرتے او رہمیں تیری خدائی میں شریک گردانتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ زبان قال سے نہیں زبان حال سے وہ اپنے جذبات کا اظہار کریں گی۔ واللہ اعلم۔ معبودوں کی دوسری قسم وہ ہے جو انبیاء علیہم السلام، ملائکہ، اور صالحین میں سے ہیں جیسے عیسیٰ، حضرت عزیر علیہم السلام اور دیگر عباد اللہ الصالحین ہیں۔ یہ اللہ کی بارگاہ میں اسی طرح کا جواب دیں گے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جواب قرآن کریم میں منقول ہے علاوہ ازیں شیطان بھی انکار کریں گے جیسے قرآن میں ان کا قول نقل کیا گیا ہے تبرّانا الیک ماکانوا ایانا یعبدون۔ القصص ۶۳۔ "ہم تیرے سامنے اپنے عابدین سے اظہار برأت کرتے ہیں یہ ہماری عبادت نہیں کرتے تھے "

ردِّ تفسیر نجدی

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نجدی نام نہاد مفسر نے آیات مبارکہ کا ترجمہ غلط لکھا اور تفسیر کی آڑ میں۔ حسبِ معمول نجدیہ وہابیہ تحریف بھی کی تاکہ مسلمانوں کو مشرک قرار دیا جا سکے۔ اور محبوبانِ خدا انبیاء و اولیاء کو بتوں میں شامل کر کے مسلمانوں کے دلوں سے ان کی عقیدت کو اور محبوبانِ خدا کی شان کو گھٹایا جا سکے اس ناپاک مقصد کے تحت

تفسیر نجدیہ میں حسبِ ذیل تحریفات کی گئی ہیں

۱۔ بتوں اور ان کے پجاری مشرکین کفار کی تردید و مذمت میں نازل شدہ آیت مبارکہ کو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ اور ان سے توسّل و استمداد کرنے والے مسلمانوں پر چسپاں کیا گیا ہے۔

۲۔ ترجمہ میں تحریف کی گئی ہے کہ قل ارئیتم ما تدعون من دون اللہ کا ترجمہ غلط لکھا ہے۔ "بھلا دیکھو تو جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو" جبکہ صحیح ترجمہ یوں ہے۔ "بھلا بتاؤ تو وہ جو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو یعنی بت جنہیں معبود ٹھہراتے ہو"

۳۔ تفسیر میں تحریف کی گئی ہے کہ اس طرح لکھا ہے۔

"ارئیتم بمعنی اخبرونی یا ارونی یعنی اللہ کو چھوڑ کر جن بتوں یا شخصیات

کی تم عبادت کرتے ہو" واضح رہے کہ آیت مبارکہ میں نجدی خبیث نے "یا شخصیات
کی تم عبادت کرتے ہو خود بڑھایا ہے۔ شخصیات کا لفظ آیت میں ہرگز نہیں ہے۔
اس کمینہ حرکت سے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو بتوں کی صف میں شامل کرکے
یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ جس طرح مشرکین بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔ اسی طرح مسلمان
انبیاء و اولیاء سے توسل و استمداد کرکے ان کی عبادت کرتے ہیں۔ حالانکہ کوئی مسلمان
انبیاء و اولیاء کو معبود نہیں جانتا اور نہ ہی ان کی عبادت کرتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اور
اس کے محبوب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق انبیاء و اولیاء
سے توسل و استمداد کرکے قرآن و حدیث کے احکام کی تعمیل کرتا ہے اس کے برعکس
مشرکین کفار بتوں کو معبود جان کر ان کی عبادت کرتے اور ان سے استمداد بھی
کرتے ہیں جنکی تردید قرآن و حدیث میں کی جاتی ہے۔

۴۔ اشقیاء ازلی شیطانی توحید کے پرستار نجدیہ سعودیہ نے تفسیر کے ص ۱۴۱۶ پر۔
آیۃ مبارکہ ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی
یوم القیامۃ وھم عن دعائھم غافلون ٥ واذا حشر الناس کانوا
لھم اعداء وکانوا بعبادتھم کفرین : کی تفسیر کے نام سے تحریف کرتے
ہوئے لکھا ہے۔ "یعنی یہی سب سے گمراہ ہیں جو پتھر کی مورتیوں کو یا فوت شدہ
اشخاص کو مدد کے لئے پکارتے ہیں جو قیامت تک جواب دینے سے قاصر ہی
نہیں بلکہ بالکل بے خبر ہیں یہ دنیا میں ان معبودوں کی دو قسمیں ہیں ایک تو
غیر ذی روح جمادات و نباتات اور مظاہر قدرت (سورج آگ وغیرہ) ہیں

اللہ تعالیٰ ان کو زندگی اور قوت گویائی عطا فرمائے گا اور یہ چیزیں بول کر بتلائیں گی کہ ہمیں قطعاً اس بات کا علم نہیں ہے کہ یہ ہماری عبادت کرتے اور ہمیں تیری خدائی میں شریک گردانتے تھے بعض کہتے ہیں کہ زبان قال سے نہیں زبان حال سے وہ اپنے جذبات کا اظہار کریں گی۔ واللہ اعلم۔ معبودوں کی دوسری قسم وہ ہے جو انبیاء علیہم السلام ملائکہ اور صالحین میں سے ہیں جیسے عیسیٰ حضرت عزیر علیہم السلام اور دیگر عباد اللہ الصالحین ہیں۔ یہ اللہ کی بارگاہ میں اسی طرح کا جواب دیں گے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جواب قرآن کریم میں منقول ہے۔ علاوہ ازیں شیطان بھی انکار کریں گے جیسے قرآن میں ان کا قول نقل کیا گیا ہے۔ "تبرأنا الیک ماکانوا ایانا یعبدون" (القصص ۶۳) ہم تیرے سامنے (اپنے عابدین سے اظہار برأت کرتے ہیں یہ ہماری عبادت نہیں کرتے تھے"

۵۔ یہ آیت مبارکہ بھی بتوں کی تردید اور مشرکین کفار کی مذمت میں نازل ہوئی ہے لیکن نجدی تفسیر میں حسب اصول نجدیہ وہابیہ بتوں کے ساتھ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی تردید اور مسلمانوں کی مذمت کی گئی ہے۔ ان کی ان تحریفات کی تردید آئندہ صفحات میں قرآن وحدیث سے مکمل طور پر کی جارہی ہے۔

پ ۱۸ نجدی تفسیر ص۹۵۶۔ ص۹۵۷ سورہ المومنون

آیۃ مبارکہ: قل من رب السموات السبع ورب العرش العظیم ۝ سیقولون للہ قل افلا تتقون ۝ ترجمہ نجدی: دریافت کیجئے کہ ساتوں آسمانوں کا اور بہت باعظمت عرش کا رب کون ہے؟ وہ لوگ جواب دیں گے

کہ اللہ ہی ہے کہہ دیجئے کہ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے ؟

تفسیر نجدی : یعنی جب تمہیں تسلیم ہے کہ زمین کا اور اس میں موجود تمام اشیاء کا خالق بھی ایک اللہ ہی ہے اور آسمان وعرش عظیم کا مالک بھی وہی ہے تو پھر تمہیں یہ تسلیم کرنے میں تامل کیوں ہے کہ عبادت کے لائق بھی صرف وہی ایک اللہ ہے۔ پھر تم اس کی وحدانیت کو تسلیم اس کے عذاب سے بچنے کا اہتمام کیوں نہیں کرتے ؟ یعنی پھر تمہاری عقلوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اس اعتراف اور علم کے باوجود تم دوسروں کو اس کی عبادت میں شریک کرتے ہو ؟ قرآن کریم کی اس صراحت سے واضح ہے کہ مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ، اس کی خالقیت ومالکیت اور رزاقیت کے منکر نہیں تھے بلکہ وہ یہ سب باتیں تسلیم کرتے تھے انہیں صرف توحید الوہیت سے انکار تھا یعنی عبادت صرف ایک اللہ کی نہیں کرتے تھے بلکہ اس میں دوسروں کو بھی شریک کرتے تھے۔ اس لئے نہیں کہ آسمان وزمین کی تخلیق یا اس کی تدبیر میں کوئی اور بھی شریک ہے بلکہ صرف اور صرف اس مغالطے کی بناء پر کہ یہ بھی اللہ کے نیک بندے تھے ان کو بھی اللہ نے کچھ اختیارات دے رکھے ہیں اور ہم ان کے ذریعے سے اللہ کا قرب حاصل کرتے ہیں۔ یہی مغالطہ آج کل کے مُردہ پرست اہل بدعت کو ہے جس کی بنیاد پر وہ فوت شدگان کو مدد کے لئے پکارتے۔ ان کے نام کی نذر ونیاز دیتے اور ان کو اللہ کی عبادت میں شریک گردانتے ہیں حالانکہ اللہ نے کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ میں نے کسی فوت شدہ بزرگ ، ولی یا نبی کو اختیارات دے رکھے ہیں تم ان کے ذریعے سے میرا

قرب حاصل کرو یا انہیں مدد کے لئے پکارو یا ان کے نام کی نذر نیاز دو۔ اسی لئے اللہ نے آگے فرمایا کہ ہم نے انہیں حق پہنچا دیا یعنی یہ اچھی طرح واضح کر دیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ اگر اللہ کی عبادت میں دوسروں کو شریک کر رہے ہیں تو اس لئے نہیں کہ ان کے پاس اس کی کوئی دلیل ہے نہیں بلکہ محض ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی اور آبا پرستی کی وجہ سے اس شرک کا ارتکاب کر رہے ہیں ورنہ حقیقت میں یہ بالکل جھوٹے ہیں۔

نیز۔ تفسیر نجدی۔ پ ۲۱ سورہ عنکبوت۔ ص ۱۱۲۱ پر

۲۔ آیت مبارکہ: ولئن سألتهم من نزل من السماء ماءً فاحیا به الارض من بعد موتها لیقولن الله قل الحمد لله بل اکثرهم لا یعقلون۔

ترجمہ نجدی: "اور اگر آپ ان سے سوال کریں کہ آسمان سے پانی اتار کر زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کس نے کیا؟ تو یقیناً ان کا جواب یہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کہہ دیں کہ ہر تعریف اللہ ہی کے لئے سزاوار ہے بلکہ ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔"

تفسیر نجدی: "کیونکہ عقل ہوتی تو اپنے رب کے ساتھ پتھروں کو اور مُردوں کو رب نہ بناتے نہ ان کے اندر یہ تناقض ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی خالقیت و ربوبیت کے اعتراف کے باوجود بتوں کو حاجت روا اور لائق عبادت سمجھ رہے ہیں۔"

نیز پ ۲۰ سورہ القصص۔ ص ۱۰۹ پر

۳۔ آیت مبارکہ: ویوم ینادیهم فیقول این شرکاءی الذین

كُنتمْ تزعمون ٥

ترجمہ نجدی : اور جس دن اللہ تعالیٰ انہیں پکار کر فرمائے گا کہ تم جنہیں اپنے گمان میں میرا شریک ٹھہراتے تھے کہاں ہیں ؟

تفسیر نجدی : یعنی وہ اصنام یا اشخاص ہیں جن کو تم دنیا میں میری الوہیت میں شریک گردانتے تھے ، اور انہیں مدد کے لئے پکارتے تھے ان کے نام کی نذر نیاز دیتے تھے آج کہاں ہیں ؟ کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے اور تمہیں میرے عذاب سے چھڑا سکتے ہیں ؟ الخ

پ ۲۱ ۔ رکوع ۱۰ نجدی تفسیر ص ۱۱۴۵ سورہ لقمان

آیت مبارکہ : ھٰذا خلق اللّٰہ فارونی ماذا خلق الذین من دونہ بل الظالمون فی ضلال مبین ٥

ترجمہ نجدی : یہ ہے اللہ کی مخلوق اب تم مجھے اس کے سوا دوسرے کسی کی مخلوق تو دکھاؤ (کچھ نہیں) بلکہ یہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں ۔

تفسیر نجدی : یہ اشارہ ہے اللہ کی ان پیدا کردہ چیزوں کی طرف جن کا گذشتہ آیات میں ذکر ہوا یعنی جن کی تم عبادت کرتے اور انہیں مدد کے لئے پکارتے ہو انہوں نے آسمان و زمین میں کونسی چیز پیدا کی ہے ؟ کوئی ایک چیز تو بتلاؤ ؟ مطلب یہ ہے کہ جب ہر چیز کا خالق صرف اور صرف اللہ ہے تو عبادت کا مستحق بھی وہی ہے اس کے سوا کائنات میں کوئی ہستی اس لائق نہیں کہ اس کی عبادت کی جائے اور اسے مدد کے لئے پکارا جائے ۔

نجدی تفسیر ص ۱۰۲۶ پ ۱۹ سورہ الشعراء

۵۔ آیت مبارکہ: وبرزت الجحیم للغوین ○ فقیل لھم اینما کنتم تعبدون ○ من دون اللہ ھل ینصرونکم او ینتصرون ○ فکبکبوا فیھا ھم والغاون:

ترجمہ نجدی: اور گمراہ لوگوں کے لئے جہنم ظاہر کر دی جائے گی اور ان سے پوچھا جائے گا کہ جن کی تم پوجا کرتے رہے وہ کہاں ہیں؟ جو اللہ تعالیٰ کے سوا تھے کیا وہ تمہاری مدد کرتے ہیں؟ یا کوئی بدلہ لے سکتے ہیں۔ ۱۔ پس وہ سب اور کل گمراہ لوگ جہنم میں اوندھے منہ ڈال دیئے جائیں گے۔

تفسیر نجدی: ۲۔ یعنی تم سے عذاب ٹال دیں یا خود اپنے نفس کو اس سے بچالیں۔ ۳۔ یعنی معبودین اور عابدین سب کو مال ڈنگر کی طرح ایک دوسرے کے اوپر ڈال دیا جائے گا۔ دنیا میں تو ہر تراشا ہوا پتھر اور قبر پر بنا ہوا خوش نما قبہ مشرکوں کو خدائی اختیارات کا حامل نظر آتا ہے۔ لیکن قیامت کو پتہ چلے گا کہ یہ تو کھلی گمراہی تھی کہ وہ انہیں رب کے برابر سمجھتے رہے۔

ردّ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایسی تمام آیاتِ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام و اولیاء اللہ سے توسل و استمداد اور استغاثہ کی نفی نہیں بلکہ "مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ" کی نفی ہے جنہیں کفار

نے ازخود ناصر و مددگار بنا رکھا ہے جیسے بُت شیاطین وغیرہ" ولی اللہ" وہ جسے اللہ تعالیٰ نے ناصر و مددگار بنایا جیسے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیاء کرام۔ "گورنر" وہ ہے۔ جسے گورنمنٹ گورنر بنائے اگر کوئی شخص کسی کو ازخود گورنر مان لے تو وہ مجرم اور باغی ہے۔ مشرکین کفار بُتوں کو ازخود ناصر و مددگار بھی جانتے ہیں اور ان کو معبود بھی مانتے ہیں اور انکی عبادت کرتے ہیں۔ اس لئے قرآن و حدیث میں بُتوں اور ان کی عبادت کرنے والوں کی تردید کی گئی ہے۔ قرن الشیطان ابن عبدالوہاب کی شیطانی توحید کے پرستار نجدی سعودی وہابی خوارج الاصل ہونے کی وجہ سے جن آیات میں بتوں اور ان کی عبادت کرنے والے کفار و مشرکین کی تردید و مذمت کی گئی ہے۔ بُتوں کی جگہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام کو اور کفار و مشرکین کی جگہ انبیاء و اولیاء سے توسل و استمداد کرنے والے مسلمانوں کو مراد لیتے اور ان کی تردید و مذمت کرتے ہیں۔ آیاتِ قرآن میں تحریف کر کے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے خداداد فضائل و اوصاف کا انکار کرتے ہیں۔ قرآن مجید اور حدیث شریف میں کہیں بھی انبیاء و اولیاء سے توسل و استمداد سے منع نہیں فرمایا گیا بلکہ اسے محبوب عمل قرار دیا گیا ہے اور اس کی تعلیم دی گئی ہے۔ آئندہ صفحات میں اس مسئلہ کا مفصل بیان تحریر کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ العزیز و باللہ التوفیق۔

پ ۱۴۔ نجدی تفسیر ص۳۱۲ سورہ النحل

آیت مبارکہ: والذین یدعون من دون اللہ لایخلقون شیئاً وّھم یُخلقون ٥ اموات غیر احیاء ومایشعرون ایان یبعثون ٥ الٰھکم الٰہ واحد ٥

ترجمہ نجدی: اور جن جن کو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں۔

وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں مُردے ہیں زندہ نہیں انہیں تو یہ بھی شعور نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے تم سب کا معبود صرف اللہ تعالیٰ اکیلا ہے۔

تفسیر نجدی: "اس میں ایک چیز کا اضافہ ہے صفت کمال (خالقیت) کی نفی کے ساتھ نقصان یعنی کمی (عدم خالقیت) کا اثبات (فتح القدیر) مُردہ سے مراد وہ جماد پتھر بھی ہیں جو بے جان اور بے شعور ہیں اور فوت شدہ صالحین بھی ہیں کیونکہ مرنے کے بعد اٹھایا جانا جس کا انہیں شعور نہیں وہ تو جماد کے بجائے صالحین پر ہی صادق آسکتا ہے ان کو صرف مردہ ہی نہیں کہا بلکہ مزید وضاحت فرما دی وہ زندہ نہیں ہیں اس سے قبر پرستوں کا بھی واضح رد ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ قبروں میں مدفون مردہ نہیں زندہ ہیں اور ہم زندوں کو ہی پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے واضح ہوا کہ موت کے وارد ہونے کے بعد دنیوی زندگی کسی کو نصیب نہیں ہو سکتی نہ دنیا سے ان کا کوئی تعلق ہی باقی رہتا ہے۔"

ردِّ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمْ
اَمَّا بَعْدُ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ

واضح رہے کہ کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو کسی چیز کا خالق نہیں جانتا نہ ہی غیر اللہ یعنی انبیاء علیہم السلام و اولیاء اللہ قدس اللہ باسرارہم کو اُلوہیت میں

شریک و معبود مانتا اور عبادت کرتا ہے۔ مسلمان انبیاء و اولیاء سے توسّل و استمداد کرتے ہیں جو کہ نہ صرف قرآن و حدیث سے بالبداہت ثابت بلکہ سُنّت ہے۔ خود رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اپنی ذاتِ اقدس سے اور پہلے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے توسّل کیا۔ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے ارشاداتِ عالیہ سے اور عملاً بھی اپنی اُمت مسلمہ کو توسّل اور استمداد اور نداء و استغاثہ کی تعلیم دی صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کی خدمت اقدس میں بالمشافہ توسّل و استمداد اور نداء و استغاثہ کرتے رہے اور حضور انکی فریادیں قبول فرماتے اور ان کی حاجت روائی اور مشکل کشائی فرماتے رہے۔ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رحلت کے بعد بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان تابعین تبع تابعین سے لے کر آج تک مفسّرین و محدّثین ائمہ کرام و علماء عظام علیہ الرحمتہ اور مسلمان حضور کے روضۂ اقدس کی حاضری دیتے صلوٰۃ و سلام عرض کرتے اور آپ کی بارگاہ اقدس میں نداء۔ و استغاثہ و استمداد کرتے اپنی مرادیں حاصل کرتے اور آپ کی عنایات و عطیاتِ عظیمہ اور دنیا و آخرت کی بے پایاں نعمتیں پاتے چلے آرہے ہیں۔ اور آپ کی تبعیت میں اولیاء اللہ قدس اللہ اسرارہم گذشتہ مدفون اور ان کی حین حیات ظاہری میں ان سے توسّل و استمداد و نداء و استغاثہ کی بدولت دو جہان کی نعمتیں۔ اور فیوض و برکات سے مالا مال ہو رہے ہیں لیکن یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ قرن الشیطان ابن عبدالوہاب نجدی کے مقلدین نجدی سعودی وہابیہ کی تفسیر میں وسیلۂ دو جہاں، صاحبِ قرآن۔ محبوب ربِ رحیم و رحمان۔ رحمتہ للعالمین سیّد الاولین والآخرین خاتم النبیین سرکارِ دو عالم محمد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

کی ذات اقدس کے روضۂ انور کی حاضری، ان سے توسّل واستمداد و نداء و استغاثہ کو شرک قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو نہ صرف عام مُردوں میں شمار کیا گیا ہے بلکہ بے جان مطلقاً بے شعور۔ اور دنیا سے بالکل بے تعلق لکھا گیا ہے اور بتوں کی تردید اور بُت پرست مشرکین و کفار کی مذمت میں نازل شدہ آیت کریمہ کو حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صحابہ کرام، ائمہ عظام مفسّرین و محدّثین اور مسلمانوں پر چسپاں کر دیا گیا ہے۔ ان سب کو مشرک قرار دے دیا گیا ہے۔ اور ستم بالائے ستم یہ کہ نجدیہ سعودیہ وہابیہ کی اس ناپاک تحریف قرآن کو مختلف زبانوں میں طبع کرا کر مسلمانوں میں مُفت تقسیم کیا جا رہا ہے۔ کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں۔

نعوذ باللہ من شرور النجدیّۃ السعودیّۃ الوہابیہ۔

مذکورہ آیت مبارکہ بھی بُتوں اور ان کے پُجاریوں کی تردید و مذمت میں نازل ہوئی ہے لیکن تفسیر نجدیہ سعودیہ میں بتوں کے بجائے۔ انبیاء و اولیاء کی اور ان سے توسّل واستمداد کرنے والے مسلمانوں کی تردید و مذمّت کی گئی ہے۔ آیتہ مبارکہ میں بتوں کو مردہ بے جان فرمایا گیا ہے۔ اس کے برعکس نجدی تفسیر میں جماد۔ بُتوں کے بجائے صالحین یعنی انبیاء و اولیاء کو مُردہ بے جان لکھا گیا ہے۔

آیت مبارکہ میں بُتوں کو بے شعور فرمایا گیا ہے اس کے برخلاف نجدی تفسیر میں انبیاء علیہم السّلام اور اولیاء اللہ کو بے شعور بنایا گیا ہے۔ نیز مزارات انبیاء و اولیاء کی حاضری دینے والے ان سے توسّل واستمداد کرنے والے مسلمانوں کو قبر پرست

کھکران کی تردید کی گئی ہے اور قبروں میں مدفون انبیاء واولیاء اللہ کے حیات ہونے کا انکار کیا گیا ہے۔

جبکہ اس آیت مبارکہ میں بھی فوت شدہ صالحین اور مدفون انبیاء واولیاء کا ذکر تو کیا اشارہ تک نہیں ہے۔ یہ سب شیطانی توحید کا کرشمہ ہے کہ پوری آیت مبارکہ کے منشا اور مفہوم کو بدلنے کے لئے بڑی بے حیائی کے ساتھ کھلم کھلا تحریف کی گئی ہے۔ ایسے بدبختوں سے ہی کہا گیا ہے۔

بے حیاء باش وھرچہ خواھی کن

اِذْ لَمْ تَسْتَحِی فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ

اس آیۃ مُبارکہ کا صحیح ترجمہ ومفہوم حسبِ ذیل ہے

والذین یدعون من دُون اللہ لایخلقون شیئاً وھم یخلقون ۝ اموات غیرُ احیاءٍ ومایشعرون ایان یُبعثون (پ۱۴ ع ۸)

اور اللہ کے سوا جن کو پُوجتے ہیں (یعنی بُتوں کو) وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور (بنائیں کیا کہ) وہ خود بنائے ہوئے ہیں (اور اپنے وجود میں بنانے والے کے محتاج اور وہ مُردے ہیں (بے جان) زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔ (تو ایسے مجبور بے علم معبود کیسے ہوسکتے ہیں ان دلائلِ قاطعہ سے ثابت ہو گیا کہ اِلٰھُکم اِلٰہٌ وَّاحِدٌ تمہارا معبود ایک معبود ہے۔ (اللہ عزوجل جو اپنی

ذات وصفات میں شریک وشبیہ سے پاک ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

تفسیر جلالین میں ہے

والذین یدعون بالتاء والیاء تعبدون من دون اللہ وھم الاصنام لا یخلقون شیئا وھم یخلقون یصورون من الحجارة وغیرھا اموات لا روح فیھم خبر ثان غیر احیاء تاکید وما یشعرون ای الاصنام ایان وقت یبعثون ای الخلق فکیف یعبدون اذ لا یکون الھا الا الخالق الحی العالم بالغیب۔

ترجمہ: اور وہ لوگ جو عبادت کرتے ہیں سوائے اللہ کے بتوں کی یہ بت کسی چیز کے خالق نہیں بلکہ مخلوق ہیں یعنی بتوں کو لوگ پتھر وغیرہ سے گھڑ کر بناتے ہیں۔ "اموات" یہ بت مردہ ہیں ان میں روح نہیں "غیر احیاء" تاکید کے لئے ہے۔ یہ بت نہیں جانتے کہ لوگ کب اٹھائے جائیں گے اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے۔ ای الخلق فالضمیر فی یشعرون راجع لہ وفی یبعثون للخلق وقیل الضمیر للاصنام ای لا یعلمون وقت بعثھم ای عبدتھم فکیف تعبدون کما قال اللہ تعالیٰ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم یعنی یشعرون میں ضمیر بتوں کے لئے ہے اور یبعثون میں مخلوق کے لئے اور بعض نے فرمایا دونوں ضمیریں بتوں کے لئے ہیں یعنی یہ بت نہیں جانتے کہ کب دوبارہ اٹھائے جائیں گے کیونکہ بتوں کو بھی حشر میں اٹھایا جائے گا اور ان پر ستاروں کو یہ شاہد ہے۔ انکم وما تعبدون

من دون اللہ حصب جہنم. تم اور جن معبودانِ باطل کو تم اللہ کے سوائے پوجتے ہو سب کے سب جہنم کا ایندھن ہیں اور

تفسیر خازن میں ہے

"والذین تدعون من دون اللہ. یعنی الاصنام التی تدعونہا آلھتہ من دون اللہ اموات ای جمادات میتۃ لا حیاۃ فیہا غیر احیاء کغیرہا والمعنی لوکان ھذہ الاصنام آلھتہ کما تزعمون لکانت احیاء غیر جائز الی الموت لان الالٰہ الذی یستحق ان یعبد ھو الحی الذی لا یموت وھذہ اموات غیر احیاء فلا یستحق العبادۃ فمن عبدھا فقد وضع العبادۃ فی غیر موضعہا. ما یشعرون یعنی ھذہ الاصنام ایان یبعثون یعنی متی یبعثون وفیہ دلیل علی ان الاصنام تجعل فیہا الحیوٰۃ وتبعث یوم القیامۃ حتی تتبرأ من عابدیہا "

ترجمہ: اور وہ لوگ جو عبادت کرتے ہیں سوائے اللہ کے بتوں کی الٰہ (معبود) قرار دے کر اموات بے جان جمادات ہیں ان میں (مطلقاً) زندگی نہیں ہے. غیر احیاء اپنے علاوہ دوسروں کی طرح. اس کے معنے یہ ہیں کہ اگر یہ بت الٰہ (خدا) ہوں جس طرح کہ (بت پرست) گمان کرتے ہیں تو ان (بتوں) میں وہ زندگی ہوتی جس کے لئے موت جائز نہیں. اس لئے کہ قابل پرستش وہ خدا ہے جو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اس کو موت نہیں ہے. اور یہ (بت) بے جان ہیں ان میں مطلقاً زندگی

اهل الجہل بما لیس لہم استعداد لقبول الحیوۃ المعرفۃ وروح المحبۃ لذلک اکّدَ فی حق الاصنام بعد قولہٖ اموات بقولہٖ غیرُ اَحیاءٍ قطع الحیوۃ الاصلیۃ عنہا وقطع عنہا ایضاً استعداد قبول الحیوۃ لانہا جمادات۔

ترجمہ: (جن کی نسبت یہ حکم وارد ہوا ہے) ان کی مثال بتوں کی مثال ہے کہ ان میں کوئی روح نہیں ہے اور نہ ہی حیات ہونے کی استعداد رکھتے ہیں (ان میں زندگی قبول کرنے کی صلاحیت نہیں ہے) پس ایسی ہی مثال اہل جہالت کی ہے کہ ان میں بھی معرفت کی زندگی اور محبت کی روح قبول کرنے کی استعداد نہیں۔ اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے بتوں کے بارے میں اَموَاتٌ فرمانے کے بعد غَیرُ اَحیَاءٍ کے ارشاد سے تاکیداً بتوں کی حالت بیان فرمائی کہ ان بتوں سے حیات اصلیہ قطع کر دی گئی ہوئی ہے۔ زندگی قبول کرنے کی استعداد بھی ان میں ودیعت نہیں فرمائی گئی اور یہ اس لئے کہ جمادات ہیں۔

تفسیر بیضاوی میں ہے

بتوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ قیامت کب ہوگی اور یہ کب اٹھائے جائیں گے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بتوں کو بھی حشر فرمائے گا جن کے ساتھ شیاطین ہوں گے پس سب کو دوزخ میں ڈال دیئے جانے کا حکم فرمائے گا۔

مشہور و متداول بلند پایہ تفاسیر اور حدیث شریف سے واضح ہوا کہ۔۔۔

مِن دُونِ اللّٰہ سے بت پرست مشرکین و کفار کے معبودان باطل بت اور ان کی وہ مزعومہ ہستیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لئے وسیلہ مددگار نہیں بنایا۔ ان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے منقطع ہے اور جن انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یا فرشتوں کو کفار نے اپنے زعم فاسد سے از خود معبود بنالیا ہے وہ بھی حقیقتاً من دون اللہ نہیں ہیں بلکہ وہ مقبولانِ بارگاہِ رب العزت ہیں اور حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے بھی واضح ہے کہ انبیاء و فرشتگان کو معبود ٹھہرا لینے والے درحقیقت شیطان کی پرستش کرتے ہیں لیکن۔ نجدی وہابی کس قدر ظالم ہیں کہ وہ قرآن و حدیث میں تحریف کر کے قرآن و حدیث کے منشا کے خلاف انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں اور اولیاء اللہ کو "من دون اللہ" قرار دیتے ہیں۔ انہیں بتوں کے مقام میں شمار کر کے انبیاء و اولیاء سے توسل و استمداد کرنے والے مسلمانوں کو مشرک و کافر ٹھہراتے ہیں۔

مشرکین کفّار اور نجدی وہابی دونوں اللہ تعالیٰ کے حکم کو نہ مان کر انکار و بغاوت میں یکساں ہیں

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ انما ولیکم اللّٰہ ورسولہٗ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلٰوۃ ویؤتون الزکٰوۃ وھم راکعون ○ ومن یتول اللّٰہ ورسولہٗ والذین امنوا فان حزب اللّٰہ ھم الغالبون۔ (سورہ المائدہ ع ۸) اے مسلمانو! تمہارے مددگار نہیں مگر اللہ

واس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔ (اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں) اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا مددگار (دوست) بنائے تو بے شک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ و رسول اور نیک بندوں میں مدد کو منحصر فرما دیا کہ بس یہی مددگار ہیں تو ضرور یہ مدد خاص ہے جس پر نیک بندوں کے سوا اور لوگ قادر نہیں ورنہ عام مددگاری کا علاقہ تو ہر مسلمان کو ہر مسلمان کے ساتھ ہے کہ فرمایا ہے والمؤمنون والمؤمنات بعضهم اولياء بعض ○ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا محبوب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ "من دون اللہ" نہیں میرے اولیاء ہیں میں نے ان کو تمہارے لئے وسیلہ۔ مددگار، شفیع مان لیا ہے مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو تسلیم کرتے ہوئے انبیاء و اولیاء اللہ کو وسیلہ، مددگار، شفیع بنا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ بُت من دُون اللہ ہیں میں نے ان کو وسیلہ، مددگار، شفیع نہیں بنایا مسلمانوں نے بُتوں کو وسیلہ، مددگار، شفیع نہیں سمجھا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم مان لینا ہی حق اور عین ایمان ہے مسلمان وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں جیسا وہ حکم فرمائے مسلمان سر تسلیم خم کر دے۔ لیکن اس کے برعکس خدا نے مشرکین سے فرمایا بُتوں کو وسیلہ، مددگار، شفیع نہ سمجھو۔ انہوں نے بتوں کو وسیلہ، مددگار، شفیع سمجھ کر سرتابی کی خدا کے باغی ہو گئے۔ نجدیہ وہابیہ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو نہ مانا انبیاء و اولیاء کو مِن دُونِ اللہ قرار دے کر ان کو وسیلہ،

مددگار، شفیع نہ سمجھا خدا کے باغی ہو گئے۔ پس مشرکین کفار اور نجدی وہابی انکار وبغاوت میں یکساں ہیں۔ "نعوذ باللّٰہ من ذالک"

تفسیر نجدیہ وہابیہ میں بہت بڑا فریب اور دھوکہ

یہ دیا جا رہا ہے کہ آیاتِ قرآن مجید میں "من دون اللّٰہ" کفار کے باطل معبودوں بتوں کے لئے وارد ہوا ہے لیکن نجدی تفسیر میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ کو مِنْ دُونِ اللہ قرار دیا جاتا ہے۔ اور مسلمانوں پر یہ بہتان باندھا جاتا ہے کہ یہ لوگ انبیاء واولیاء اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے دلیل یہ دیتے ہیں کہ مسلمان انبیاء واولیاء۔ سے توسل واستمداد کرتے ہیں ان کی قبروں پر جاتے ہیں ان کے نام کی نذر ونیاز دیتے ہیں یہ سب کام عبادت میں داخل ہیں شرک و کفر ہیں اور نجدی سعودی وہابیہ کی تفسیر پڑھ کر سیدھے سادے کم علم مسلمان ان کے اس فریب میں آکر دھوکہ کھا جاتے ہیں اور بہک کر سیدھی راہ صراط مستقیم سے بھٹک کر جہنم میں جانے والی گمراہی کی راہ پر چل پڑتے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو اس گمراہی اور ایمان کی تباہی سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے

مِنْ دُونِ اللہ کا صحیح مطلب

واضح کر دیا جائے۔ اس کے بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام قدس اللہ باسرارہم سے توسل واستمداد واستغاثہ مزارات مقدسہ پر حاضری اور نذر ونیاز وغیرہ کا اثبات آیات قرآن مجید اور روایات حدیث شریف سے مفصلاً تحریر کیا جائے

واضح رہے کہ مِنْ دُوْنِ اللہ کی دو قسمیں ہیں۔ واقعی اور غیر واقعی۔ واقعی وہ ہیں جن کا تعلق اللہ تعالیٰ سے حقیقتاً منقطع ہے۔ معبودان باطل اللہ تعالیٰ نے ان کو مخلوق کے لئے وسیلہ، مددگار، شفیع نہیں بنایا۔ انہیں کچھ اختیار نہیں "دون" کے لغوی معنے ہیں "قصر" (مفردات راغب اصفہانی) یعنی علیحدگی، کٹ جانا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔" وَمُقَصِّرِيْنَ " لہٰذا من دُون اللہ وہ ہے جو اللہ سے کٹا ہوا ہو متعلق نہ ہو۔ یہ سب اولیاء اللہ نہیں بلکہ قطعاً اولیاء مِنْ دُونِ اللہ ہیں۔ جیسے بُت اور ہندوؤں کے دھرم کے مطابق خدا کے اَوتار۔ رام۔ لچھمن۔ کرشن۔ مہادیو وغیرہم جن کی تردید قرآن حدیث نے فرمائی۔

"غیر واقعی" وہ مقبول ہستیاں جنہیں کفار و مشرکین نے مستقل بالذات متصرف وصاحب قدرت مان لیا اور ان کو بھی معبود جان کر ان کی عبادت کرنے لگے یا انہیں خدا کی بیٹیاں اور بیٹے جان کر انہیں خدائی میں شریک ٹھہرالیا۔ اور ان میں خدائی مان لی جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نصاریٰ نے اور حضرت عزیر علیہ السلام کو یہود نے خدا یا خدا کا بیٹا مان کر معبود ٹھہرالیا یا بعض مشرکین نے ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں بنادیا۔ پس یہ نفوس قدسیہ از روئے عقیدۂ کفار و مشرکین کے "من دُون اللہ" ہیں مگر حقیقتاً اولیاء اللہ ہیں یعنی حقیقتہً "مِنْ دُون اللہ" نہیں ہیں۔ اللہ عزّوجل نے ان کی تردید فرمائی جو حقیقتہً "مِنْ دون اللہ" ہیں، مگر نجدی وہابی تفسیر میں جن آیات مبارکہ میں۔ ان معبودان باطل بتوں وغیرہ کی

تردید فرمائی گئی ہے جو "واقعی من دون اللہ" ہیں جن کا تعلق اللہ تعالیٰ سے حقیقتاً منقطع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مخلوق کے لئے وسیلہ، مددگار، شفیع نہیں بنایا۔ انہیں کچھ اختیار نہیں دیا۔ اور ان بتوں کی عبادت کرنے والے مشرکین کفار کو بڑے ظالم اور گمراہ ٹھہرا کر تردید و مذمت فرمائی گئی ہے۔ ان آیات مبارکہ سے بذریعہ تحریف محبوبانِ خدا انبیاء و اولیاء کی تردید کی جارہی ہے جو حقیقتہً من دون اللہ نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں ان کا تعلق محبوبیت ہر آن اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہے۔ جنہیں اللہ عزوجل نے مخلوق کے لئے وسیلہ، مددگار، شفیع بنایا ہے۔ اور حسبِ ضرورت و استعداد اختیارات بھی عطا فرمائے ہیں۔ مسلمان ان کو اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے جانتے مانتے ہیں ان کو معبود نہیں ٹھہراتے اور نہ ہی ان کی عبادت کرتے ہیں بلکہ تعلیماتِ قرآن وحدیث کے مطابق ان کو وسیلہ، مددگار، شفیع جان کر ان سے توسل و استمداد کرتے ہیں۔ اور ایصال ثواب کے لئے نذر و نیاز دیتے ہیں۔ تفسیر نجدیہ وہابیہ میں تعلیمات قرآن وحدیث کے برعکس ان جائز، مستحب اور سنت امور کو شرک و کفر ٹھہرایا گیا ہے۔ اور ان امور پر عمل کرنے والے مسلمانوں کو مشرک کافر قرار دیا گیا ہے۔ وہابیہ خبیثہ تعلیماتِ قرآن وحدیث کی تردید اور مخالفت کر کے کفر کا ارتکاب کرتے تو خود ہیں مگر مشرک کافر ٹھہراتے ہیں تعلیماتِ قرآن و حدیث پر عمل کرنے والے مسلمانوں کو الغرض۔

تفسیر نجدیہ سعودیہ از اوّل تا آخر تحریف اور دجل و فریب پر مشتمل ہے

واضح رہے کہ یہ تفسیر لکھنے لکھانے والے خوارج الاصل ہیں ان کے متعلق مقدمۃ الکتاب "دیباچہ" میں سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اجمعین کے ارشادات سے مختصر اتعارف تحریر کیا جاچکا ہے۔ ان نجدیہ سعودیہ وہابیہ کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے۔ یتلون کتاب اللہ رطباً لایجاوز حناجرھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ (صحیح بخاری ص ۶۲۳ اور ص ۲۶۴ جلد ۲ اور صحیح مسلم جلد اول ص ۳۴۱) میں ہے۔ یتلون کتاب اللہ لیناً رطباً۔ (الحدیث) اس کے تحت حضرت امام نووی شارح مسلم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ومعناہ سھلاً لکثرۃ حفظتھم وقیل لیّناً ای یلوون السنتھم بہ ای یحرفون معانیہ وتاویلہ۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن کو آسانی سے پڑھیں گے اور کثرت سے حافظ ہوں گے نیز یہ معنے بھی بیان کئے گئے ہیں کہ یہ لوگ قرآن کے معنوں اور تاویل میں تحریف کریں گے اور غلط مطلب نکالیں گے۔ اس کی تشریح اور تصدیق اس روایت سے ہو جاتی ہے۔ کان ابن عمر یراھم شرار خلق اللہ وقال انھم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المومنین (صحیح بخاری ص ۱۰۲۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خارجیوں کو اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سے زیادہ بُرا جانتے تھے اور فرماتے تھے یہ لوگ ان آیات قرآن کو جو کفّار کے بارے میں نازل ہوئیں مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں نیز رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے۔ تکون بعدی ائمۃ لایھتدون بھدای ولا یستنون بسنتی وسیقوم فیھم رجال قلوبھم قلوب الشیاطین فی جثمان انس (صحیح مسلم جلد دوم ص۱۲۷) "میرے بعد ایسے پیشوا پیدا ہوں گے جو میری ہدایت سے ہدایت نہ پائیں گے اور نہ میرے طریقہ پر چلیں گے ان میں ایسے لوگ کھڑے ہو جائیں گے جن کے دل شیطانوں کے دل ہوں گے انسانی لباس میں" نیز فرمایا۔ دعاۃ علیٰ ابواب جھنم من اجابھم فیھا قذ فوہ فیھا۔ "دوزخ کے دروازوں پر بلانے والے جو دوزخ کی طرف لے جانے والی ان کی باتیں مانے گا اسے دوزخ میں ڈال دیں گے۔ یعنی ایسے پیشوا جو لوگوں کو ہدایت کے لباس میں گمراہی دیں گے، خیر دکھا کر شر دکھائیں گے توحید کی آڑ میں گستاخیٔ رسُول کی تعلیم دیں گے شربت ظاہر کر کے زہر پلائیں گے یہ لوگ دوزخ میں بھیجنے کا سبب ہوں گے۔" حضرت حذیفہ بن الیمان نے عرض کی یارسُول اللہ صفھم لنا یارسول اللہ آپ ہمیں ان کی پہچان بتا دیں" فرمایا نعم۔ ھم قوم من جلد تنا ویتکلمون بالسنتنا (صحیح مسلم جلد دوم ص۱۲۷ اور صحیح بخاری جلد اول ص۵۰۹) ہاں۔ وہ ہمارے گروہ (مسلمانوں میں) سے ہوں گے اور ہماری زبان میں کلام کریں گے۔ نیز فرمایا۔ یخرج فی آخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضان السنتھم

احلی من السکر وقلوبھم قلوب الذئاب۔ (الحدیث) (ترمذی جلد دوم ص٦٣) آخر زمانہ میں کچھ لوگ ظاہر ہوں گے جو دین کے بہانے دنیا کمائیں گے۔ (دنیا کو دین کے ذریعہ دھوکہ دیں گے) لوگوں کے سامنے بھیڑوں کی کھال پہنیں گے۔ (خود کو صلح پسند اور خوش اخلاق ظاہر کریں گے تاکہ لوگ انہیں پاکباز اور خدا رسیدہ سمجھیں) ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی (حالانکہ) ان کے دل بھیڑیوں کے سے (خونخوار) ہوں گے۔ یعنی دھوکہ سے جھپٹ کر لوگوں کے دین وایمان لوٹنے والے ہوں گے۔ اور تاریخی واقعات شاہد ہیں کہ یہ تمام باتیں سارے وہابیوں میں بہ تمام وکمال موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب دانائے غیوب صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُمّت کو خبردار کرتے ہوئے فرمایا۔ لایزالون یخرجون حتیٰ یخرج آخرھم مع الدجال فاذا لقیتموھم شر الخلق والخلیقۃ۔" یہ نکلتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ ان کی آخری جماعت دجال کے ساتھ ہوگی اگر تم ان سے ملو تو جان لو کہ وہ تمام مخلوق میں بدتر ہیں۔" نیز حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مسلمانوں کو تاکیداً فرمایا۔ ایاکم وایاھم ان لوگوں کو اپنے قریب نہ آنے دو اور نہ تم ان کے قریب جاؤ انہیں خود سے دور رکھنا اور خود بھی ان سے دور رہنا تاکہ تم ان کی گمراہیوں سے بچے رہو۔"

انبیاء علیھم السلام واولیاء کرام مِن دُونِ اللہ نہیں ہیں

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کفّار سے مناظرہ

سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلّم ایک روز کعبۂ معظّمہ میں داخل

ہوئے۔ اس وقت قریش کے سردار حطیم میں موجود تھے اور کعبہ شریف کے گرد تین سو ساٹھ بُت تھے۔ نضر بن حارث حضور کے سامنے آیا اور آپ سے کلام کرنے لگا حضور نے اس کو جواب دے کر ساکت کر دیا اور یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّکُمْ وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم۔ یہ فرما کر حضور تشریف لے آئے۔ پھر عبداللہ بن زبعری سہمی آیا اس کو ولید بن مغیرہ نے اس گفتگو کی خبر دی۔ کہنے لگا "خدا کی قسم میں ہوتا تو ان سے مباحثہ کرتا"۔ اس پر لوگوں نے حضور کو بلایا۔ ابن زبعری یہ کہنے لگا "آپ نے یہ فرمایا ہے کہ تم اور جو کچھ اللہ کے سوا تم پوجتے ہو سب جہنم کے ایندھن ہیں؟ حضور نے فرمایا۔ ہاں"۔ کہنے لگا یہود تو عزیر کو پوجتے ہیں اور نصاریٰ حضرت مسیح کو پوجتے ہیں اور بنی ملیح فرشتوں کو پوجتے ہیں"؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "اِنَّ الَّذِیْنَ سبقت لھم مِنَّا الْحُسْنٰی اولٰئک عنھا مبعدون (پ ۱۷ ع ۷) اور بیان فرمادیا کہ حضرت عزیر اور مسیح اور فرشتے وہ ہیں جن کے لئے بھلائی کا وعدہ ہو چکا اور وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں"۔ اور حضور نے فرمایا۔ "درحقیقت یہود و نصاریٰ وغیرہ شیطان کی پرستش کرتے ہیں"۔ ان جوابات کے بعد اس کو مجال دم زدن نہ رہی اور وہ ساکت رہ گیا۔ اور درحقیقت اس کا اعتراض کمالِ عناد سے تھا کیوں کہ جس آیت پر اس نے اعتراض کیا اس میں ما تعبدون ہے اور ما زبانِ عربی میں غیر ذوی العقول کے لئے بولا جاتا ہے۔ یہ جانتے ہوئے اس نے اندھا بن کر اعتراض کیا۔ یہ اعتراض تو اہل زبان کی نگاہوں میں کھلا ہوا باطل تھا مگر مزید بیان کے لئے اس آیت میں توضیح فرمادی گئی۔

(تفسیر خزائن العرفان)

اللہ و رسول کے ارشادات سے کفّار ساکت ہو گئے لیکن نجدی تفسیر میں وہی کفّار والی رٹ لگائی جا رہی ہے

چنانچہ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ صفحہ ۱۲۵۲ پر آیت مبارکہ ۔ احشروا الذین ظلموا وازواجھم وما کانوا یعبدون من دون اللّٰہ فاھدوھم الی صراط الجحیم کے تحت لکھا ہے "ما" عام ہے تمام معبودین کو چاہے وہ مُورتیاں ہوں یا اللہ کے نیک بندے سب کو ان کی تذلیل کے لئے جمع کیا جائے گا۔ الخ : واضح رہے کہ وہابیہ کے مذہبِ نامہذب میں مُورتیوں سے مراد کفار کے باطل معبود بُت اور نیک بندوں سے تمام محبوبانِ خدا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صالحین اولیاء اللہ اور شہداء قدسنا اللہ باسرارہم مراد لئے جاتے ہیں۔ اور تمام محبوبانِ خدا کو معبودان باطل قرار دیا جاتا اور "من دون اللہ" میں شمار کیا جاتا ہے۔ اور بہانہ یہ بنایا جاتا ہے کہ مسلمان انبیاء و اولیاء سے توسّل کرتے ہیں استمداد کرتے اور ان کو ایصالِ ثواب کے لئے نذر و نیاز دیتے ہیں یہ کام عبادت میں داخل ہیں۔ اس لئے انبیاء و اولیاء معبودان باطل اور مسلمان ان کی عبادت کرنے والے مشرک کافر ہیں۔ اس آیتِ مبارکہ کی نجدی تحریف اور اس کی تردید گذشتہ صفحات میں لکھی جا چکی ہے۔ یہاں یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ جس طرح کفار مکہ کے نمائندے عبداللہ بن زبعری بھی کافر نے ۔ کمالِ عناد کے تحت ماتعبدون ۔ کے لفظ "ما" سے حضرت عزیر اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو

معبودانِ باطل میں شمار کیا تھا اسی طرح تفسیر نجدی سعودیہ وہابیہ میں "ما" سے محبوبانِ خُدا انبیاء و اولیاء کو کمالِ بغض و عناد کے تحت معبودانِ باطل میں شمار کیا جا رہا ہے۔ لیکن کفارِ مکہ۔ اور نجدی وہابیہ میں فرق یہ ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے ارشاد اور نزول آیت کو سُن کر کفارِ مکہ ساکت و لاجواب ہو کر چپ ہو گئے۔ لیکن نجدی سعودی تفسیر لکھنے لکھانے والے اس قدر ڈھیٹ ہیں، محبوبانِ خدا انبیاء و اولیاء سے ان کا کمالِ بغض و عناد اتنا شدید ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد اور آیتِ قرآن کے سامنے کفار والی ہٹ پر آج تک ڈٹ کر وہی رٹ لگا رہے ہیں جو کفارِ مکہ نے لگائی تھی۔ اور شکست کھائی تھی۔ کفارِ مکہ۔ ساکت و لاجواب ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنی ہار مان لی تھی لیکن یہ کسی صورت ہار نہیں مان رہے۔ اور اس پر یہ دعویٰ ہے کہ ہم توحید کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ کونسی توحید کی؟ توحید شیطانی کی! لاحول ولاقوۃ فقیر سمجھتا ہے کہ۔ مِنْ دُونِ اللہ۔ کی مذکورہ بحث میں مزید طوالت تحصیل حاصل ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ و بفضل رسولہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ واصحابہٖ وسلّم و بفیضان اولیاء کرام قدسنا اللہ باسرارہم مِنْ دُونِ اللہ کا صحیح مطلب واضح کیا جا چکا ہے۔

اور آیاتِ قرآن مجید میں "مِنْ دُونِ اللہ" کی نجدی وہابیہ تفسیر میں کی گئی تحریفات کی تردید مکمل ہو چکی ہے۔
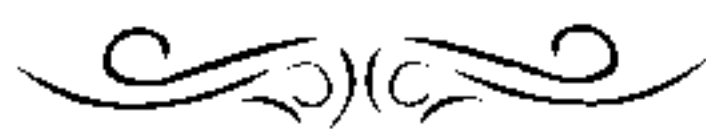
مَا ادری
مَا یفعل بی ولا بکم
کی
وضاحت

پ ۲۶ ع ۱۔ نجدی تفسیر ۱۴۱۷ سورہ احقاف ۴۶

آیۂ مبارکہ: قل ما کنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم ان اتبع الا ما یوحیٰ الیّ وما انا الا نذیر مبین ○

ترجمہ نجدی: وہابی۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں کوئی بالکل انوکھا پیغمبر تو نہیں نہ مجھے یہ معلوم ہے کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا میں تو صرف اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی بھیجی جاتی ہے اور میں تو صرف علی الاعلان آگاہ کر دینے والا ہوں۔

نجدی سعودی تفسیر: یعنی پہلا اور انوکھا رسول تو نہیں ہوں بلکہ مجھ سے پہلے بھی متعدد رسول آچکے ہیں یعنی دنیا میں مکے میں ہی رہوں گا یا یہاں سے نکلنے پر مجبور ہونا پڑے گا مجھے موت طبعی آئے گی یا تمہارے ہاتھوں میرا قتل ہو گا؟ تم جلد ہی سزا سے دوچار ہو گے یا لمبی مہلت تمہیں دی جائے گی؟ ان تمام باتوں کا علم صرف اللہ کو ہے مجھے نہیں معلوم کہ میرے ساتھ یا تمہارے ساتھ کل کیا ہو گا؟ تاہم آخرت کے بارے میں یقینی علم ہے کہ اہل ایمان جنت اور کافر جہنم میں جائیں گے اور حدیث میں جو آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کی وفات پر جب ان کے بارے میں حسن ظن کا اظہار کیا گیا تو فرمایا۔

واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم۔

(صحیح بخاری مناقب الانصار باب مقدم النبی واصحابہ المدینۃ) اللہ کی قسم مجھے اللہ کا رسول ہونے کے باوجود علم نہیں کہ قیامت کو میرے اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ اس سے کسی ایک معین شخص کے قطعی انجام کے علم کی نفی ہے الایہ کہ ان کی بابت بھی نص موجود ہو جیسے عشرۂ مبشرہ اور اصحاب بدر وغیرہ۔

ردِ تفسیر نجدیہ سعودیہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمْ

اَمَّابَعْد - بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ

نجدی سعودی تفسیر کے نام نہاد مفسر نے اس آیۂ مبارکہ کے ترجمہ میں خیانت اور بددیانتی سے کام لیتے ہوئے اپنے حسب معمول ترجمہ بگاڑ کر لکھا ہے۔ اس بارے میں۔ آیات قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی تردید کا ارتکاب کیا ہے۔ امّت کے مسلّمہ اجماعی عقیدہ کو غلط ثابت کرنے کی شیطانی حرکت کی ہے۔ شیطانی توحید کے زعم باطل میں منسوخ شدہ آیت سے غلط استدلال کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے محبوب دانائے غیوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ۔ اپنی عاقبت اور امت مسلمہ کے ساتھ پیش آنے والے احوال سے مطلقاً بے خبر بلا علم۔ جاہل ثابت کرنے کی ناکام کوشش کر کے۔ تحریف قرآن و حدیث کے سنگین جرم کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کے ناقابل معافی جرم کا ارتکاب بھی کیا ہے کہ حضور کے خداداد علوم واختیارات

وقدرت آصرف کا انکار توہینِ رسالت ہے۔

فقیر ابوالحسان حکیم محمد رمضان علی قادری غفرلہ الرحمٰن ۔ نجدی سودی وہابیہ کے نام نہاد مفسرلیکن حقیقتہً محرف کے مذکورہ جرائم کے اثبات کیلئے آیتِ مبارکہ کا صحیح ترجمہ و تفسیر اور حدیث مبارکہ کی صحیح تشریح درج ذیل کر رہا ہے۔

ترجمہ : تم فرماؤ میں کوئی انوکھا رسُول نہیں اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی ہوتی ہے اور میں نہیں مگر صاف ڈر سنانے والا۔

(پ ۲۶ ۔ رکوع ۱) واضح ہو کہ ۔ آیت مبارکہ میں ۔ وَمَـا اَدْرِیْ ۔ فرمایا گیا ہے ۔ مفردات القرآن میں امام راغب اصفہانی رحمتہ اللہ علیہ ۔ تحریر فرماتے ہیں ۔ اَلـدِّرَایـَۃُ ۔ اس معرفت کو کہتے ہیں جو کسی قسم کے حیلہ یا تدبیر سے حاصل کی جائے ۔ یعنی ہر علم کو درایت نہیں کہا جاتا ۔ درایۃ وہ علم ہے جو اٹکل ۔ قیاس گمان وغیرہ سے حاصل ہو ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے علم کو " درایـۃ " نہیں کہا جاتا ۔ حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی وحی بھی " درایـۃ " سے وراء ہے ۔ اس آیت مبارکہ کا منشا یہ ہے کہ آئندہ کی جو باتیں مجھے معلوم ہیں وہ وحی سے معلوم ہیں نہ کہ درایۃ اور قیاس سے کیونکہ درایۃ کا علم ظنّی ہوتا ہے یقینی نہیں ہوتا ۔ یہ مطلب نہیں کہ مجھے خبر ہی نہیں کہ تم سے اور مجھ سے کیا معاملہ ہو گا ۔ حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو سارے انسانوں کے انجام کی خبر ہے اس لئے سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت میں سب مومنوں ۔ منافقوں ۔ کافروں ۔ ملحدوں

مرتدوں وغیرہم سب کے گواہ ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید و جئنا بک علی ھؤلاء شھیدا۔ (پ۵ ع ۳) تو کیسی ہوگی جب ہم ہر اُمت سے ایک گواہ لائیں گے۔ (اُس نبی کو اور وہ اپنی اُمت کے ایمان و کفر و نفاق اور تمام افعال پر گواہی دیں گے کیونکہ انبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام اپنی اُمتوں کے افعال سے باخبر ہوتے ہیں) اور تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں گے کہ تم نبی الانبیاء ہو اور سارا عالم تمہاری اُمت (خزائن العرفان)

اس بیان سے ثابت ہوا کہ نجدی سعودی وہابی نے آیت مبارکہ۔ "مادری" کے معنے غلط نکالے اور تفسیر لکھتے ہوئے آیتِ مُبارکہ کے اصل مفہوم میں تحریف کرکے اپنی عاقبت تباہ کی اور مسلمانوں کو بھی گمراہ کرکے صراط مستقیم سے بھٹکا کر جہنم کی راہ پر لگانے کی کوشش میں ہے۔ بمصداق

ع ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔

آیت مبارکہ: مادری مایفعل بی ولابکم۔ کا صحیح مطلب یہ ہے کہ جو کچھ میرے ساتھ ہونے والا ہے۔ اور جو کچھ تمہارے ساتھ ہونے والا ہے اس کو میں اٹکل اور قیاس سے نہیں جانتا کہ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش ہوسکے بلکہ ان اُمور کو وحیِ الٰہی سے جانتا ہوں یعنی جو کچھ میرے اور تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ معاملہ کرے گا اس کو میں اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم کی بناء پر یقینی طور سے جانتا ہوں۔

جواب نمبر

آیۃ مبارکہ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم منسوخ ہے

تفسیر جلالین کے حاشیہ پر تفسیر کا متن یوں ہے۔ لما نزلت هذه الآية فرح المشركون والمنافقون وقالوا كيف نتبع رجلا لا يدري ما يفعل به ولا بنا وانه لا فضل له علينا ولولا انه ابتدع الذي يقوله من تلقاء نفسه لاخبره الذي بعثه بما يفعل به فنسخت هذه الآية وارغم الله انف الكفار بقوله تعالى ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر الآية فقالت الصحابة هنيئا لك يا رسول الله قد بين الله لك ما يفعل بك فليت شعرنا ما هو فاعل بنا فنزلت ليدخل المؤمنين والمؤمنات جنات تجري من تحتها الانهار الآية ونزلت وبشر المؤمنين بان لهم من الله فضلا كبيرا فهذه الآية نزلت في اول الاسلام۔

جب یہ آیت نازل ہوئی مشرکین اور منافقین بہت خوش ہوئے اور بولے ہم ایسے شخص کی تابعداری کیونکر کریں جو یہ نہیں جانتا کہ اس کے ساتھ اور ہمارے ساتھ کیا ہوگا اور یقیناً اس کو ہم پر کچھ بھی فضیلت نہیں ہے۔ اور اگر وہ قرآن کو اپنی طرف سے گھڑ کر نہ کہتا ہوتا تو اس کو بھیجنے والا خدا اسے بتا دیتا پس یہ آیت منسوخ کر دی گئی اور منکرین مشرکوں اور منافقوں کی ناک

حضور کے لئے خاک آلود کر دی یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے انہیں ذلیل و خوار کر دیا۔ یہ آیت نازل فرما کر۔ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ الآیۃ۔ پس صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کو مبارک ہو۔ جو کچھ آپ کے ساتھ ہونے والا ہے وہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا لیکن ہم کو یہ معلوم نہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ کیا کرے گا۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ لیدخل المومنین والمومنات جنات تجری من تحتھا الانھار۔ الآیۃ۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔ وبشر المومنین بان لھم من اللہ فضلا کبیرا۔ یہ آیت ما یفعل بی ولا بکم۔ اوائل اسلام میں نازل ہوئی تھی۔ بعد میں منسوخ کر دی گئی۔

(تفسیر کمالین)

حضرت مُلّا عبد الرحمن دمشقی رحمۃ اللہ علیہ رسالہ "ناسخ و منسوخ" میں فرماتے ہیں

قولہ تعالیٰ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم نسخ بقولہ تعالیٰ انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر یعنی آیت ما ادری ما یفعل بی ولا بکم اس آیت انا فتحنا لک

الآیۃ سے منسوخ ہو چکی ہے۔

تفسیر خازن میں ہے

لمّا نزلت ھٰذہ الآیۃ فرح المشرکون فقالوا واللّات والعُزّیٰ ما امرنا وامر محمد الّا واحداً وما لہٗ علینا من مزیّۃ و فَضْلٍ لولا انّہٗ ما ابتدع ما یقولہٗ لَاَخْبَرَہٗ الذی بعثہٗ بما یفعل بہٖ فانزل اللّٰہ عزّوجلّ لیغفر لك اللّٰہ ما تقدم من ذنبك الآیۃ فقالت الصحابۃ ھنیئا لك یا نبی اللّٰہ قد علمت ما یفعل بك فماذا یفعل بنا فانزل اللّٰہ لیدخل المومنین والمومنات جنّٰت الآیۃ وانزل وبشّر المومنین بانّ لھم من اللّٰہ فضلا کبیرا وھٰذا قول انسٍ وَ قتادۃ وعکرمۃ قالا انّما ھٰذا قبل ان یخبر بغفران ذنبہٖ عام الحدیبیۃ فنسخ ذالك۔ جب یہ آیتہ۔ (ما ادری ما یفعل بی ولا بکم) نازل ہوئی تو مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات و عزیٰ کی قسم ہمارا اور محمّد کا تو یکساں حال ہے ان کو ہم پر کوئی زیادتی اور بزرگی نہیں۔ اگر وہ قرآن کو اپنی طرف سے گھڑ کر نہ کہتا ہوتا تو اس کو بھیجنے والا اس کو بتا دیتا کہ اس سے کیا معاملہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے لیغفر لك اللّٰہ ما تقدم الآیۃ۔ نازل فرمائی پس صحابہ نے عرض کی یا نبی اللہ آپ کو مبارک ہو آپ نے تو جان لیا جو آپ کے ساتھ معاملہ کیا جائے گا اب ہمیں بھی بشارت دیجیے کہ

ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ لیدخل المومنین والمومنات جنتٍ الآیۃ۔ داخل فرمائے گا اللہ مسلمان مرد اور عورتوں کو (جنتوں میں) اور یہ آیت اتری۔ وبشر المومنین بان لھم من اللہ فضلاً کبیرا۔ اے میرے حبیب مومنوں کو خوشخبری دیجئے کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہے۔ یہ حضرت انس اور حضرت قتادہ اور حضرت عکرمہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ارشاد ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ آیتہ (ما ادری ما یفعل بی ولا بکم) اس سے پہلے نازل ہوئی تھی جب کہ صلح حدیبیہ کے سال میں اللہ تعالیٰ نے لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک الآیۃ نازل فرما کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (بذریعہ وحی) مطلع فرمایا پس یہ آیت (ما ادری ما یفعل بی ولا بکم) منسوخ ہوگئی۔

دُنیا و آخرت میں مُسلمانوں اور کفّار کے ساتھ جو کچھ ہونے والا ہے حضُور کو اجمالاً و تفصیلاً بتا دیا گیا

تفسیر صاوی ص۶۳ جلد ۴ میں۔ مندرجہ بالا تفسیر خازن کے بیان کی طرح لکھنے کے بعد فرمایا۔ فما خرج صلی اللہ علیہ وسلم من الدنیا حتّٰی اعلمہ اللہ فی القرآن ما یحصل لہٗ وللمومنین والکافرین فی الدنیا والآخرۃ اجمالاً وتفصیلاً۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے سے

پہلے آپ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اجمال اور پوری تفصیل کے ساتھ وہ سب بتا دیا جو کہ آپ سے اور مومنین کے ساتھ اور کافروں کے ساتھ دنیا و آخرت میں ہونے والا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر معتبر و متداول تفسیروں میں بھی آیت۔ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم۔ کا یہی مطلب بیان کیا گیا ہے۔ لیکن توحید شیطانی کے حامل نجدی سعودی نام نہاد مفسّر اور حقیقتہً محرّفِ قرآن وہابی نے صحابہ کرام علیہم الرضوان، مفسّرینِ عظام اور علماءِ اُمّت رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کی توحیدِ رحمانی اسلامی کے متفقہ عقیدہ کو رد کر کے یہی لکھا ہے "۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں کوئی بالکل انوکھا پیغمبر تو نہیں نہ مجھے یہ معلوم ہے کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا "۔

نعوذ باللہ من شرور الوہابیۃ الخبیثۃ۔ معلوم ہوا کہ نجدیوں سعودیوں وہابیوں کا راستہ ہی صراطِ مستقیم سے الگ ہے۔ یہ اشقیاءِ ازلی امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام کو بلاوجہ مشرک ٹھہرانے اور محبوبِ خدا محمّد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی شانِ ارفع و اعلیٰ کو گھٹانے، مسلمانوں کے دلوں سے تعظیمِ رسول کو مٹانے کی خاطر کس کس طرح پاپڑ بیلتے ہیں آیاتِ قرآن اور روایات کے معانی و مطالب من گھڑت بناتے اور منسوخ شدہ آیات چُن کر تلاش کر کے مسلمانوں کو بہکانے بھٹکانے کی خاطر لاتے ہیں۔

نجدی سعودی وہابی آج تک مشرکین ومنافقین کے طرز عمل پر قائم ہیں

جب آیت مبارکہ ماادری مایفعل بی ولابکم نازل ہوئی تو مشرکین ومنافقین نے کہا کہ جس طرح ہمیں اپنی عاقبت کی خبر نہیں اسی طرح محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو بھی خبر نہیں اور اس امر میں ہم اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) برابر ہیں مگر جب یہ آیت مبارکہ انا فتحنا لک فتحا مبینا۔ الآیۃ نازل ہوئی تو دشمنانِ رسول مشرکین ومنافقین کا منہ بند ہوگیا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے خوش ہوکر آپ کو مبارکباد کہکر آپ سے اپنی عاقبت کے متعلق سوال عرض کیا تو لیدخل المومنین والمومنات جنّٰت الآیۃ اور بشّر المؤمنین الآیۃ کے نزول کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان مطمئن ہوگئے مگر نجدی سعودی وہابی آج تک مشرکین ومنافقین والے اسی عقیدہ اور طرز عمل پر قائم ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ اپنی عاقبت کے متعلق علم ہے اور نہ کسی دوسرے کی عاقبت کا علم ہے اور اپنے اس عقیدۂ باطل کے اثبات میں یہی آیت۔ ماادری مایفعل بی ولابکم۔ (جس کا صحیح ترجمہ وتفسیر قارئین پڑھ چکے ہیں۔) اور صحیح بخاری کے حوالے سے حضرت ام العلاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں سے اپنی مطلب برآری کے لئے۔ حدیث کا ایک فقرہ۔

"واللہ ما ادری - وانا رسول اللہ - مایفعل بی ولا بکم - اللہ کی قسم مجھے اللہ کا رسول ہونے کے باوجود علم نہیں کہ قیامت کو میرے اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ لکھ کر کم علم مسلمانوں کو بہکانے کی کوشش سے باز نہیں رہ سکا۔ اس کا مفہوم بگاڑ کر لکھا ہے۔ اس سے کسی معین شخص کے قطعی انجام کے علم کی نفی ہے۔ الا یہ کہ ان کی بابت بھی نص موجود ہو جیسے عشرہ مبشرہ اور اصحاب بدر وغیرہ۔"

حالانکہ آیتِ قرآن مجید کی طرح اس روایت حدیث میں بھی لفظ.... ما ادری۔ ہے جس کے معنے ہیں۔ میں اپنے اٹکل وقیاس سے نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا بلکہ مجھ کو وحی الٰہی سے اس کا یقینی علم حاصل ہے تو اے ام العلاء تم جو عثمان ابن مظعون کے جنتی ہونے کی گواہی محض قیاس سے دے رہی ہو یہ معتبر نہیں اس غیب کی خبروں میں تو انبیاء کرام بھی قیاس نہیں فرماتے۔ واضح رہے کہ قرآن مجید کی آیتہ ما ادری مایفعل بی ولا بکم۔ کے منسوخ ہو جانے کے بعد بھی اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ۔ بے خبر، لاعلم ثابت کرنے کے لئے استدلال وہابیہ خبیثہ کی فریب کاری دھوکہ دہی اور ابلیسانہ حرکت ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث رحمتہ اللہ علیہ بھی مشکوٰۃ کی شرح اشعتہ لمعات جلد ۴ ص ۲۷۵ پر اس حدیث مبارکہ کی شرح کے آخر میں فرماتے ہیں۔

"وحق آنست کہ ورود ایں قول پیش از نزول قول حق سبحانہ ہست

لیغفرلک اللّٰہ ماتقدم من ذنبک وماتاخّر۔ حق یہ ہے کہ اس قول (ماادری) کا ورود حق سبحانہٗ کے قول لیغفرلک اللّٰہ ماتقدم من ذنبک وماتاخّر۔ نازل ہونے سے پہلے کا ہے"۔ یعنی منسوخ ہو چکا ہے۔

نجدی سعودی تفسیر میں آیۃ مبارکہ: قل ماکنت بدعامن الرسل وماادری مایفعل بی ولابکم سے توہین رسالت کی تردید بدلائل قاہرہ مکمل ہو چکی۔ فالحمد للّٰہ علی ذالک والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہٖ سیدنا محمد رسول اللّٰہ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ اب روایت حدیث مبارکہ کے حوالہ سے جو

حدیث میں تحریف اور توہینِ رسالت کا شیطانی ارتکاب

کیا گیا ہے اس کی تردید اور وضاحت ملاحظہ ہو۔ نجدی نام نہاد مفسّر لکھتا ہے "اور حدیث میں جو آیا ہے کہ نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کی وفات پر جب ان کے بارے میں حسنِ ظن کا اظہار کیا گیا تو فرمایا۔ واللّٰہ ماادری وانارسول اللّٰہ مایفعل بی ولابکم۔ (صحیح بخاری مناقب الانصار باب مقدم النبی واصحابہ المدینۃ) اللہ کی قسم مجھے اللہ کا رسول ہونے کے باوجود علم نہیں کہ قیامت کو میرے اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ اس سے کسی ایک معین شخص کے قطعی انجام کے علم کی نفی ہے۔ اِلّا یہ کہ ان کی بابت بھی نص موجود ہو جیسے عشرہ مبشرہ اور اصحاب بدر وغیرہ"۔

شقئ ازلی نجدی نام نہاد مفسّر نے معمول وہابیہ کے مطابق غلط بیانی اور تحریف کرتے ہوئے رسُول دشمنی کا بدترین مظاہرہ کیا ہے۔

اوّل یہ کہ : اس خبیث نے "بعض صحابہ کی وفات پر" لکھا۔ یہ صریح غلط بیانی ہے کہ روایت حدیث میں بعض صحابہ کی وفات پر۔ ایسا واقعہ ہونے کا ذکر تو کیا اشارہ تک نہیں ہے۔ چند صحابہ کی وفات پر یہ واقعہ ہرگز نہیں ہوا۔ یہ واقعہ صرف حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر ہوا۔

دوم یہ کہ : صحیح بخاری کے جس حوالہ سے روایت ان الفاظ سے واللّٰہ ما ادری وانا رسول اللّٰہ مایفعل بی ولا بکم ۔ نجدی مفسّر نے لکھی ہے اس میں لفظی تحریف کردی ہے۔ اور معنیٰ بھی تحریف کر کے وہی لکھے جس سے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو اپنے اور دوسروں کے انجام سے لاعلم قرار دیا جاسکے۔ جب کہ اس باب کے تحت صحیح بخاری کی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ واللّٰہ ما ادری وانا رسول اللّٰہ مایفعل بہٖ ولا بکم۔ اللہ کی قسم جب کہ میں اللہ کا رسول ہوتے ہوئے اندازہ اور اٹکل سے یہ نہیں جانتا کہ عثمان بن مظعون اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ صحیح بخاری کی اس روایت کا پس منظر یہ ہے کہ جب مشہور صحابی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور ان کو کفن پہنایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا (ان کی پیشانی کو چُوما) جس پر ایک صحابیہ حضرت اُمّ العلاء انصاری رضی اللہ عنہا نے کہا۔

"اے عثمان تجھے جنّت مبارک ہو یقیناً تیری عاقبت بالخیر ہے۔"

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی موجودگی میں ایک غیبی بات پر اتنے یقین اور وثوق
کے ساتھ اس طرح کہنا کمالِ ادب کے بھی خلاف تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے فرمان مبارک کا انتظار کئے بغیر اس طرح کہدینا ٹھیک بھی نہیں تھا اس لئے
رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس صحابیہ کو تنبیہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔
وما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بہ ولا بکم۔ (ملاحظہ ہو۔ صحیح بخاری
ص ۱۰۴۲ حدیث نمبر ۷۰۱۸، مطبوعہ ریاض۔ باب عین الجاریہ فی المنام) میں اللہ
کا رسول ہونے ہوئے قیاس واٹکل سے یہ نہیں جانتا کہ عثمان بن مظعون کے ساتھ
اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ "تو اے اُمّ العلاء تُو نے جزم و یقین کے ساتھ
اپنے قیاس واٹکل سے کیوں کہدیا کہ: اے عثمان تجھے جنّت مبارک ہو یقیناً
تیری عاقبت بالخیر ہے۔ شارحین حدیث محدّثین عظام علیہم الرحمتہ نے اس
روایت حدیث کی شرح میں اسی طرح لکھا ہے۔ چنانچہ شیخ المحققین عبد الحق
محدّث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں" درحقیقت مضمون ایں زجر و منع است
بطریق مبالغہ بر سوء ادب در حضرت نبوّت وحکم بر غیب وجزم بداں ظاہر
ایں حدیث آنست کہ عاقبت مبہم است و ہیچ کس نہ مے داند کہ چہ خواہد شد۔
وایں درباب انبیاء ورسل خصوصاً در حق سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ
علیہ وعلیہم اجمعین منفی است بدلائل قطعیہ کہ دلالت دارند بر جزم ویقین
بحسن عاقبت ایشاں" (شرح مشکوٰۃ اشعتہ اللمعات ص ۲۵۳ جلد ۴)
ترجمہ: دراصل اس حدیث کے مضمون سے یہ واضح ہوتا ہے کہ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس صحابیہ (اُمّ العلاء) کو نبی اللہ کی موجودگی میں ایک غیبی بات پر بطریق مبالغہ اتنے یقین کے ساتھ حکم لگانے سے جھڑک کر منع فرمایا کہ اس کا یوں کہنا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بے ادبی ہے۔ اس حدیث کے ظاہری معنے یہ ہیں کہ عاقبت مبہم ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ کیا ہوگا۔ لیکن یہ بات انبیاء و رسل خصوصاً سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کے بارے میں نہیں کہی جاسکتی اس لئے کہ دلائل قطعیہ کے ساتھ ان کی حسنِ عاقبت بجزم و یقین ثابت ہے۔"

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ۔ صـ ۲۵۳ جلد چہارم۔ اس کے علاوہ علامہ طیبی محدث شارح مشکوٰۃ نے بھی "شرح طیبی صـ ۱۸ جلد ۱۰" پر اور شارح مشکوٰۃ علامہ محدث علی قاری نے بھی "مرقات صـ ۶۷ جلد ۱۰") پر اس حدیث کی تشریح اسی طرح کی لکھی ہے۔ علیہما الرحمۃ والغفران۔

نجدی سعودی تفسیر میں توہین رسالت کے لئے بددیانتی کا شرمناک مظاہرہ

حدیث مذکورہ: "واللہ ما ادری۔ الخ" صحیح بخاری میں چھ مختلف مقامات پر مختلف الفاظ سے مروی ہے۔

وہ مختلف چھ مقامات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ باب القرعۃ فی المشکلات۔ میں یہ حدیث ان الفاظ سے مروی ہے۔
واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بہ ولا بکم۔" اللہ کی قسم میں اللہ کا رسول ہوتے ہوئے قیاس و اٹکل سے یہ نہیں جانتا کہ عثمان بن مظعون کے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا"

۲۔ باب مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ المدینۃ میں بھی حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔" واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بہ ولا بکم۔"
ترجمہ وہی ہے جو اوپر لکھا جا چکا ہے۔

۳۔ باب العین الجاریۃ فی المنام میں بھی حدیث کے الفاظ یہ ہیں "واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بہ ولا بکم"

۴۔ باب الدخول علی المیت بعد الموت اذا ادرج فی اکفانہ۔ اس باب میں یہ حدیث دو مختلف الفاظ سے مروی ہے۔ ا۔"واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بہ ولا بکم"

۵۔ ۲۔" واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم"

۶۔ باب رؤیا النساء۔ اس باب میں اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔
"واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ماذا یُفْعَلُ بی ولا بکم"۔ یعنی صحیح بخاری میں اس روایت کے الفاظ چار مقامات میں۔ مَا یُفْعَلُ بہ۔ عثمان بن مظعون کے ساتھ کیا کیا جائے گا منقول ہیں۔ اور دو مقامات میں
۱۔ ما یفعل بی ۲۔ ماذا یفعل بی۔ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا منقول ہیں

ان مختلف الفاظ کے بارے میں شارحین حدیث محدثین کرام فرماتے ہیں کہ۔

مایفعل بی۔ اور ماذا یفعل بی۔ کے الفاظ کہنے والے راوی سے غلطی ہوئی ہے۔ چنانچہ حضرت ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ شارح بخاری۔ فرماتے ہیں۔ فی روایۃ الکشمیھنی بہ وھو غلط منہ فان المحفوظ فی روایۃ اللیث ھذا ولذالک عقبہ المصنف بروایۃ نافع بن یزید عن عقیل التی لفظھا مایفعل بہ (فتح الباری ص۹۰ جلد ثالث) کشمیھنی کی روایت سے ثابت ہے کہ اس حدیث کے الفاظ میں راوی سے غلطی ہوئی ہے۔ حدیث کے وہ الفاظ زیادہ صحیح اور محفوظ ہیں جن کو لیث نے اپنی روایت میں ذکر کیا ہے۔ لیث والی روایت کے الفاظ امام بخاری نے نافع بن یزید سے۔ "مایفعل بہ" روایت فرمائے ہیں۔

نیز صحیح بخاری کے قدیم شارح ابن بطال نے لکھا ہے۔ وقد روی فی ھذا الحدیث مایفعل بہ وھو الصواب (شرح بخاری لابن البطال ص۲۴۲ جلد ثالث)

اس حدیث میں صحیح الفاظ "مایفعل بہ۔ روایت شدہ ہیں"۔ یعنی مایفعل بی اور ماذا یفعل بی۔ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ غلط ہیں راوی کی غلطی سے ہیں۔ حدیث کے صحیح الفاظ مایُفعَلُ بِہ۔ ہیں عثمان بن مظعون سے کیا کیا جائے گا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

مولای صل وسلم دائما ابدا ٭ علی حبیبک خیر الخلق کلھم

نجدی سعودی وہابیہ کا یہ کس قدر بڑا ظلم اور سنگین جرم ہے کہ صحیح بخاری میں منقول ان چار روایات کو جن میں صحیح لفظ "بہ" ہے۔ "عثمان بن مظعون کے ساتھ کیا کیا جائے گا"۔ ان کو تو مانتے نہیں اور جن دو روایات کو جن میں راوی کی غلطی سے غلط لفظ "بی" وارد ہے۔ "میرے ساتھ کیا کیا جائے گا"۔ چونکہ ان سے تنقیص شانِ رسالت کا اظہار ہوتا ہے۔ ان کو نہ صرف یہ کہ مانتے ہیں بلکہ نجدی سعودی تفسیر میں شامل کر کے دوسروں سے منوانے کی کوشش کرتے ہیں کہ کم علم مسلمان نجدیہ سعودیہ وہابیہ کی تحریفِ قرآن و حدیث کو سمجھ نہ سکنے کی وجہ سے وہابیہ کے عقیدۂ باطل کو تسلیم کر لیں گے کہ (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو نہ اپنی عاقبت کی خبر ہے اور نہ ہی دوسروں کی عاقبت کے بارے میں کچھ جانتے ہیں۔ حالانکہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ صرف یہ کہ اپنی عاقبت سے مفصلاً واقف ہیں بلکہ ہر انسان کے بارے میں یقینی طور پہ جانتے ہیں کہ فلاں جنّت میں جائے گا اور فلاں جہنّم میں داخل ہو گا۔ لیکن نجدی سعودی وہابی تفسیر لکھنے لکھوانے والے اشقیاء ازلی ان آیات قرآن مجید اور روایات حدیث شریف کو نہیں مانتے۔ ان میں تحریف معنوی و لفظی کر کے نہ صرف یہ کہ اس حقیقت کا صاف انکار کر دیتے ہیں بلکہ تاویلات فاسدہ کے ذریعہ شرک و کفر ٹھہراتے ہیں۔ وہابیوں کے اس طرزِ عمل سے صاف ظاہر ہے کہ

رسول دشمنی کی پاداش میں انکا ایمان سلب کیا جاچکا ہے اور ان کے دل اندھے کردیئے گئے ہیں

یہی وجہ ہے کہ نجدی سعودی تفسیر میں تحریف و تلبیس کی انتہا کر دی گئی ہے ۔ چنانچہ نجدی مفسر نے اللہ تعالیٰ کے محبوب دانائے غیوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اپنی اور دوسروں کی عاقبت سے بے خبر ثابت کرنے کے لئے تفسیر نجدی میں صحیح بخاری "باب مقدم النبی واصحابہ المدینۃ" کے حوالہ سے جو روایت نقل کی اس میں تحریف معنوی بھی کی اور تحریف لفظی بھی کر دی ہے ۔

اس باب کے تحت ۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں ۔ واللّٰہ ما ادری وانا رسول اللّٰہ ما یفعل بہٖ ولا بکم ۔ اللہ کی قسم میں اللہ کا رسول ہوتے ہوئے قیاس و اٹکل سے یہ نہیں جانتا کہ عثمان بن مظعون کے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا لیکن خبیث نجدی مفسر نے "بہٖ" کو "بی" کر کے لکھا ہے یعنی لفظ کو بھی بدل کر تحریف لفظی کا سنگین جرم کیا اور ترجمہ اس طرح بگاڑ کر لکھا ۔" اللہ کی قسم مجھے اللہ کا رسول ہونے کے باوجود علم نہیں کہ قیامت کو میرے اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا ۔؟ ترجمہ بگاڑ کر تحریف معنوی بھی کر کے توہین رسالت کا مرتکب ہوا ۔ کوئی صاحبِ ایمان ایسی کمینہ و ذلیل ترین حرکت

کرنے کا تصور تک نہیں کر سکتا۔ فقیر انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ صفحات میں آیات قرآن مجید اور روایات حدیث درج کرے گا جن سے دشمنانِ خدا و رسول خدا نجدیہ وہابیہ کی تمام خرافات و ہفوات و تحریف و تلبیس اور مکر و فریب کی قلعی اُتر جائیگی اور نجدی سعودی تفسیر پڑھنے والوں پر روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ نجدی سعودی وہابی توحید شیطانی کے پرستار ہیں۔

نجدی وہابیہ کو قرآن و حدیث کی وہ آیات و روایات کیوں دکھائی نہیں دیتیں جن سے ان کے عقائد باطلہ کی مکمل تردید ہوتی ہے؟

کیا ان اشقیاء ازلی کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک حدیث کی کسی کتاب میں نظر نہیں آیا؟ انا اول الناس خروجاً اذا بعثوا وانا قائدھم اذا وفدوا وانا خطیبھم اذا انصتوا وانا شفیعھم اذا حبسوا وانا مبشرھم اذا ایئسوا الکرامۃ والمفاتیح یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ بیدی۔ (سنن دارمی و ترمذی شریف جلد ۲ ص ۲۰۱ اور مشکوٰۃ شریف ص ۵۰۶)

ترجمہ: میں سب سے پہلے روضۂ انور سے باہر تشریف لاؤں گا جب لوگ اٹھائے جائیں گے اور میں ان کا پیشوا ہوں جب وہ حاضر بارگاہ ہوں گے۔ میں ان کا خطیب ہوں جب وہ دم بخود ہوں گے اور میں ان کا شفیع ہوں۔

جب وہ مجبوس ہوں گے اور میں ان کو خوشخبری دینے والا ہوں جب وہ ناامید ہوں گے۔ عزت اور کنجیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہیں اور لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ ہوگا۔ شارح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز اشعتہ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد چہارم صفحہ ۲۷۲ پر۔ الکرامتہ والمفاتیح یومئذ بیدی کے ترجمہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ بزرگی دادن وکلید ہائے بہشت وابواب رحمت آں روز بدست من است۔ بزرگی دینا اور جنت اور رحمت کے دروازوں کی چابیاں اس (حشر کے) دن میرے ہاتھ (یعنی قبضہ) میں ہیں۔ اور حافظ الحدیث ابن حجر مکی محدث نے۔ "الجواہر المنظم صفحہ ۴۲" میں فرمایا۔ "انہ صلی اللہ علیہ وسلم خلیفتہ اللہ الذی جعل خزائن کرمہ وموائد نعمہ طوع یدیہ وتحت ارادتہ یعطی منھا من یشاء ویمنع من یشاء" بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانوں اور اپنی نعمتوں کے خوان آپ کے دستِ کرم (یعنی آپ کے قبضہ واختیار) میں دے دیئے ہیں اور آپ کے ارادہ کے تحت کر دیئے ہیں آپ (ان خزانوں اور نعمتوں میں سے) جس کو چاہیں عطا فرمائیں اور جسے چاہیں محروم رکھیں۔" ترمذی شریف صفحہ ۲۰۱ جلد دوم میں ایک روایت کے آخر میں ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔" اذا کان یوم القیامۃ کنت امام النبیین وخطیبھم وصاحب شفاعتھم غیر فخر۔ جب قیامت کا دن ہوگا۔

میں تمام انبیاء (علیہم السلام) کا پیشوا ہوں گا اور ان کی شفاعت کرنے والا ہوں
بغیر فخر کے یعنی میرا یہ ارشاد فخریہ نہیں بلکہ اظہار حقیقت اور تحدیث نعمت کے
لئے ہے۔ نیز ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰۱ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَنَا اَوّل من تَنْشَقّ عنه
الارض فاکسی الحُلّة من حلل الجنة ثمّ اقُوم عن يمين العرش
ليس احدٌ مّن الخلائق يقوم ذالك المقام غيري ۔ "میں وہ پہلا ہوں
جس کے لئے زمین شق ہوگی اور مجھے جنتی حُلّہ پہنایا جائے گا پھر میں عرش کے
دائیں جانب کھڑا ہوں گا اور اس مقام پر میرے بغیر مخلوقات میں سے کوئی نہ پہنچ سکے گا"
نیز بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۱۸ اور ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۴۳ اور دیگر
کتب احادیث میں بھی اس مضمون کی احادیث نام نہاد مفسر نجدی سعودی وہابی
اور اس کے ہمنوا نجدی وہابیوں کو دکھائی نہیں دیتیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کا ارشاد ہے "قیامت کے دن جب لوگ پریشان اور غمگین ہوں گے
تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت کرانے کی خاطر حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام)
کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی حالت بیان کر کے طالب شفاعت ہوں گے آپ
جواب میں فرمائیں گے لَسْتُ هُنَاكُمْ ۔ میرا یہ مقام نہیں کہ تمہارے لئے
شفاعت کروں اور فرمائیں گے نوح (علیہ السلام) کی خدمت میں جاؤ حضرت
نوح (علیہ السلام) بھی جواب میں فرمائیں گے لَسْتُ هُنَاكُمْ اور فرمائیں گے
ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی بارگاہ میں حاضر ہو۔ لوگوں کو یہاں سے بھی یہی

جواب ملے گا۔ لَسْتُ ھُنَاکُمْ اور انہیں حضرت موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس جانے کا ارشاد فرمائیں گے وہاں سے یہی جواب پاکر آپ کے ارشاد کے مطابق حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوکر طالب شفاعت ہونگے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی یہی فرمائیں گے لَسْتُ ھُنَاکُمْ۔ میرا یہ مقام ومنصب نہیں ہے لیکن تم لوگ (حضرت) محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی بارگاہ میں حاضر ہوکر طلب شفاعت کرو۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ پھر لوگ میری خدمت میں حاضر ہوں گے تو میں فرماؤں گا۔ اَنَالَھَا۔ ہاں میرا منصب ہے میں تمہاری شفاعت کرتا ہوں پھر باذن تعالیٰ بارگاہِ الٰہی میں لوگوں کی شفاعت کروں گا اور لوگوں کو پریشانی اور مصیبت سے نجات دلاؤں گا اور دوزخیوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام مخلوق کے حالات اور احوال کا علم ہے اور معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہرہ ور ہونے کے لئے مخلوقِ خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل وکرم کی محتاج ہے۔ ورنہ غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہوگا کہ مخلوق مصیبت میں گرفتار اور پریشان ہے مگر انہیں مصیبت سے نجات نہ دے گا یہاں تک کہ لوگ جلیل القدر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہوں میں پھرتے پھراتے اللہ تعالیٰ کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر آپ سے توسل واستمداد نہ کرلیں اور آپ سے فریاد کرکے شفاعت نہ کرالیں۔ پھر جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ان پر رحم فرما کر بارگاہِ الٰہی میں شفاعت فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی شفاعت قبول فرما کر لوگوں کو مصیبت اور پریشانی سے رہائی بخشے گا اور یہ اس لئے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ارفع و اعلیٰ شان کا اچھی طرح مظاہرہ ہو جائے۔

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا: کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

منکرین غور کریں کہ۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل و استمداد اور فریاد و استغاثہ بقول نجدیہ وہابیہ شرک ہے تو حشر کے دن کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟ کیونکہ شرک بہر حال۔ بہر وقت۔ بہر مقام شرک ہے۔ ناقابل معافی جرم ہے۔ تو ثابت ہوا کہ انبیاء و اولیاء توسل و استمداد اور فریاد و استغاثہ شرک نہیں بلکہ یہ عمل عند اللہ مقبول و محبوب اور سنتِ رسول و صحابہ ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اجمعین۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔ "تحقیقت دراں روز ظاہر گردد کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محبوب الٰہی و سرورِ کائنات و مظہرِ فیوضِ نامتناہی اوست جل و علا و خلیفہ رب العلمین و نائب مالکِ یوم الدین اوست و مقامیکہ اورا باشد ہیچ یکے را نہ باشد و جاہے کہ اوراست کسے را نہ بود روز روزِ اوست و حکم حکمِ او بحکم رب العالمین،، (مدارج النبوۃ جلد اوّل ص۳۱۸) ترجمہ: بہ حقیقت اس (قیامت کے) دن ظاہر ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محبوب الٰہی اور کائنات کے سردار اور اللہ تعالیٰ کے فیوضِ نامتناہی کے مظہر ہیں اور رب العالمین کے خلیفہ اور نائب مالک یوم الدین آپ ہی ہیں روزِ قیامت

جو علوم آپ کا ہو گا وہ کسی اور کا نہ ہو گا اور جو بلند مرتبہ آپ کا ہے وہ کسی دوسرے کا نہیں اور قیامت آپ کا ہی دن ہے اس دن باذن اللہ تعالیٰ آپ کا ہی حکم چلے گا۔ مندرجہ بالا ارشادات نبوی سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ صرف یہ کہ پہلے ہو چکے اور ہونے والے معاملات سے بخوبی واقف ہیں بلکہ تمام مخلوق کی عاقبت کو جانتے اور آئندہ پیش آنے والے تمام واقعات کو اس سے باخبر ہیں۔ یہی عقیدہ قرآن و حدیث سے بوضاحت ثابت ہے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان، مفسرین و محدثین، علماء دین اور صلحاء امت و اولیاء اللہ اسی عقیدہ پر متفق اور قائم ہیں۔

تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ لکھنے والوں کی ناک خاک میں رگڑنے کے لئے یہ چند آیات و احادیث درج ذیل کی جاتی ہیں جن سے روز روشن کی طرح ثابت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب کے انجام و عاقبت کو جانتے ہیں اور کائنات پر حکمران ہیں۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ عَلَى ثَبِيرِ مَكَّةَ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَنَا فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ حَتَّى تَسَاقَطَتْ حِجَارَتُهُ بِالْحَضِيضِ فَرَكَضَهُ بِرِجْلِهِ

قال اُسْكُنْ ثَبِيْرُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ۔ الحدیث۔ رواہ الترمذی والنسائی والدارقطنی۔ (مشکوٰۃ باب فضائل عثمان) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ ثبیر پہاڑ پر تھے اور حضور کے ساتھ ابوبکر اور عمر اور میں تھا تو پہاڑ ہلا حتی کہ اس کے پتھر نیچے گر گئے تو اسے حضور نے اپنے پاؤں سے ایڑی ماری فرمایا اے ثبیر ٹھہر جا کہ تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

ثابت ہوا کہ حضور کو سب کے انجام کی خبر ہے کہ کس طرح اور کس حال میں کس کی موت ہوگی۔ کہ فرمایا کہ ایک صدیق ہو کر اور دو (عمر و عثمان) شہید ہو کر وفات پائیں گے۔ ایمان عرفان۔ محبتِ رحمان عشق رسول میں دنیا سے جائیں گے۔ نیز واضح ہوا کہ آیتہ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم۔ منسوخ آیت سے نجدی وہابی استدلال کر کے کہتے ہیں کہ رسول اللہ کو نہ اپنی عاقبت کی خبر ہے نہ اور کسی کی عاقبت کی خبر ہے۔ نعوذ باللہ من ہفوات النجدیۃ الوہابیہ۔

عن انسٍ اَنَّ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم صَعِدَ اُحُدًا و ابوبکر و عمر و عثمان فَرَجَفَ بِهِمْ فضربہٗ برجلہٖ فقال اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا علیک نبیٌّ وصدیقٌ وشهیدانِ رواہ البخاری۔ (مشکوٰۃ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق اور عمر اور عثمان احد پر چڑھے تو وہ ان سب پر کانپا (پہاڑ خوشی میں وجد کرنے اور دہلنے لگا۔) حضور نے اسے اپنے پاؤں سے مارا۔ فرمایا۔ اے احد ٹھہر جا کہ

تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ اسی قسم کا واقعہ جبل شبیر جبل حراء پر بھی گزرا ہے۔ جبل حراء پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ ابوبکر صدیق۔ عمر فاروق عثمان غنی۔ علی مرتضٰے۔ طلحہ۔ زبیر تھے وہ وجد میں آ گیا تو حضور نے فرمایا۔ تجھ پر نبی۔ صدیق اور شہداء ہیں۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ۔ از علامہ ملّا قاری)

عن ابی موسٰی الاشعریّ قال کُنْتُ مع النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم فی حائطٍ مِنْ حِیتان المدینتہ فجاء رجل فاستفتح فقال النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم افتح لہٗ وَبَشِّرْہُ بالجنّۃ فَفَتَحْتُ لہٗ فَاِذَا ابوبکر فَبَشَّرْتُہٗ بما قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فَحَمِدَ اللہ ثمّ جاءَ رَجُلٌ فاستفتح فقال النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم اِفْتَحْ لہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ فَفَتَحْتُ لہٗ فَاِذَا عُمَرُ فَاَخْبَرْتُہٗ بما قال النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم فَحَمِدَ اللہ ثُمّ استفتح رَجُلٌ فَقَالَ لِی اِفْتَحْ لہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ علی بلوائے تُصِیْبُہٗ فَاِذا عثمانُ فَاَخْبَرْتُہٗ بما قال النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم فَحَمِدَ اللہ ثُمّ قال اللہ الْمُسْتَعَانُ۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابو موسٰی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں تھا۔ (حائط اس باغ کو کہتے جو چہار دیواری سے گھرا ہو۔ حضرت ابو موسٰی اشعری رضی اللہ عنہ اس باغ کے دروازے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربان بن کر بیٹھے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وسط باغ میں جلوہ افروز تھے) کہ ایک صاحب آئے اس نے کہا دروازہ کھولئے

میں نے عرض کی یارسول اللہ کوئی صاحب دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں کیا کھول دوں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے لئے دروازہ کھول دو اور انہیں جنّت کی بشارت دے دو۔ حضور انور نے نور نبوّت سے یہ بھی دیکھ لیا کہ دروازہ کھلوانے والے ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) ہیں اور یہ بھی کہ وہ قطعی جنتی ہیں) میں نے دروازہ کھول دیا تو دیکھا کہ وہ ابوبکر ہیں میں نے ان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارت دے دی تو انہوں نے اللہ کا شکر کیا (کہ اب میں حیسٹری شدہ جنتی ہوگیا کہ مالک جنّت نے مجھے اپنی زبان مبارک سے جنتی فرمادیا) پھر ایک اور صاحب آئے اور انہوں نے دروازہ کھولنے کو کہا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے لئے بھی دروازہ کھول دو اور انہیں بھی جنّت کی بشارت دے دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو وہ جناب عمر تھے میں نے ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی خبر دی۔ تو انہوں نے اللہ کا شکر کیا۔ پھر ایک اور صاحب آئے انہوں نے دروازہ کھولنے کو کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ ان کے لئے بھی کھول دو اور انہیں بھی جنّت کی بشارت دو ایک مصیبت پر جو انہیں پہنچے گی۔ (یہاں علیٰ بمعنی مع ہے یعنی۔ انہیں جنّت کی بشارت دو مگر ایک بڑی مصیبت کی بھی خبر سنادو جو انہیں پہنچے گی۔ واضح رہے کہ مومن کی تکالیف اور مصیبتیں بھی اللہ کی رحمتیں ہوتی ہیں اس لئے اس مصیبت کی بشارت دی گئی۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ از ملا علی قاری محدث علیہ الرحمتہ) دروازہ کھولا تو میں نے دیکھا کہ وہ حضرت عثمان ہیں میں نے انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کے فرمان کی خبر دی تو انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور کہا۔ اللہ مددگار ہے۔
(مُسلم۔ بُخاری۔ مشکوٰۃ) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دونوں چیزوں پر اللہ کا شکر ادا کیا مگر بلاء و فتنہ پر اللہ سے مدد مانگی کہ مجھے صبر کی توفیق ملے۔ خیال رہے کہ ایسے موقعہ پر مصیبت کے دفعیہ کی دعا مانگنا ممنوع ہے کہ اس میں ایک طرح کی بے صبری سی ہے عبدیت کے اظہار کے لئے ہر وقت دعائیں مانگو مگر امتحان کے موقعہ پر دفعیہ کی دعا نہ کرو بلکہ صبر کر کے امتحان میں پاس ہونے کی کوشش کرو۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی تفصیلی خبر دی تو فرمایا۔ اللّٰھم اعط حسینی صبراً جمیلاو اجراً جزیلاً۔ "خدایا: میرے حسین کو صبر جمیل دے اور اجر جزیل یعنی بڑا ثواب دے۔ شہادت اور مصائبِ کربلاء کے دفعیہ کی دعا نہ فرمائی۔ بچے کو امتحان سے بچاتے نہیں بلکہ محنت کرا کے کامیاب کراتے ہیں"
(مرآت شرح مشکوٰۃ)

مقامِ شکر ہے کہ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں آیت مبارکہ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم۔ اور روایت حدیث میں حسب معمول نجدیہ وہابیہ تحریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے محبوب دانائے غیوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کو اپنی اور دوسروں کی عاقبت سے بے خبر لکھا گیا ہے ان کی اس شیطانی حرکت کی بدلائل قاہرۃ تردید مکمل ہو چکی۔ بطور تتمہ ذیل ہیں۔

عقیدۂ وہابیہ کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دینے کے لئے

ایک حدیث مبارکہ درج کی جاتی ہے جو وضاحت کی محتاج نہیں۔

ع۔ آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ رَبِّی اِسْتَشَارَنِی فِی اُمَّتِی مَاذَا اَفْعَلُ بِھِمْ فَقُلْتُ مَاشِئْتَ یَارَبِّ ھُمْ خَلْقُکَ وَعِبَادُکَ فَاسْتَشَارَنِی الثَّانِیَۃَ فَقُلْتُ لَہٗ کَذٰلِکَ فَاسْتَشَارَنِیَّ الثَّالِثَۃَ فَقُلْتُ لَہٗ کَذٰلِکَ فَقَالَ تَعَالیٰ اِنِّی لَنْ اُخْزِیَکَ فِی اُمَّتِکَ یَا اَحْمَدُ وَ بَشَّرَنِی اَنَّ اَوَّلَ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَعِیَ مِنْ اُمَّتِی سَبْعُوْنَ اَلْفًا مَعَ کُلِّ اَلْفٍ سَبْعُوْنَ اَلْفًا لَیْسَ عَلَیْھِمْ حِسَابٌ۔ الحدیث (ابن عساکر وابونعیم ومسندِ امام احمد جلد ۵ مطبوعہ مصر صفحہ ۳۹۳ وکنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱۲ حدیث ۱۷۲۵۔ وخصائص کبریٰ جلد دوم صفحہ ۲۱ وابوبکر الشافعی فی الغیلانیات)

ترجمہ: "بے شک میرے رب نے میری اُمت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں؟ میں نے عرض کی اے میرے رب جو تُو چاہے کر کہ وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ مجھ سے مشورہ لیا میں نے وہی جواب دیا۔ اس نے تیسری دفعہ مجھ سے مشورہ طلب فرمایا میں نے پھر وہی عرض کی۔ پھر ربّ عزّوجل نے فرمایا۔

اے احمد بے شک میں ہرگز تجھے تیری اُمّت کے معاملہ میں رُسوا نہ کروں گا اور مجھے بشارت دی کہ میرے ستّر ہزار (۷۰۰۰۰) اُمّتی سب سے پہلے میری ہمراہی میں جنّت میں داخل ہوں گے ان میں ہر ہزار (۱۰۰۰) کے ساتھ (۷۰۰۰۰) ستّر ہزار ہوں گے جن سے حساب تک نہ لیا جائے گا۔ آگے یہ حدیث مبارکہ طویل ہے جس میں سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے اپنے اور اپنی امّت مکرّمہ کے بہت سے فضائل ومحامد بیان فرمائے ہیں۔ ہم نے قدرِ ضرورت پر اکتفا کیا ہے۔ بحمد اللہ یہی معنیٰ ہیں اس حدیث کے کہ ربّ العزّت روزِ قیامت حضرت رسالت علیہ افضل الصّلوٰۃ والتحیّۃ سے مجمع اوّلین وآخرین میں فرمائے گا: کُلُّهُمْ يَطْلُبُوْنَ رِضَائِيْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَاكَ يَا مُحَمَّدُ۔ یہ سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں اے محمّد میں نے اپنا ملک عرش سے فرش تک تجھ پر قربان کر دیا۔

صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیکَ وعلیٰ آلکَ وبارکَ وسلّم۔

(الامن والعلیٰ ص۱۰۷، ص۱۰۸)

خدا کی رضا چاہتے ہیں دوعالم ؛ خدا چاہتا ہے رضائے محمّد!

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
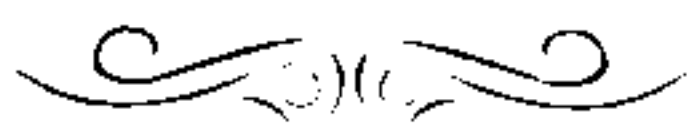
رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کے نسب پاک میں
پلید مشرک کو داخل کرنے کی
ناپاک حرکت کی تردید

پ ۱۹۔ نجدی تفسیر ص ۱۰۲۵ سورۃ الشعراء

آیت مبارکہ: واغفر لابی انہ کان من الضالین ○ ولا تخزنی یوم یبعثون ○

نجدی ترجمہ: "اور میرے باپ کو بخش دے یقیناً وہ گمراہوں میں سے تھا اور جس دن کہ لوگ دوبارہ جلائے جائیں گے مجھے رسوا نہ کر۔"

نجدی تفسیر: یہ دعا اس وقت کی تھی جب ان پر یہ واضح نہیں تھا کہ مشرک (اللہ کے دشمن) کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں ہے جب اللہ نے یہ واضح کر دیا تو انہوں نے اپنے باپ سے بھی بیزاری کا اظہار کر دیا (التوبہ) یعنی تمام مخلوق کے سامنے میرا مواخذہ کر کے یا عذاب سے دوچار کر کے۔ حدیث میں آتا ہے کہ قیامت والے دن جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے والد کو برے حال میں دیکھیں گے تو ایک مرتبہ پھر اللہ کی بارگاہ میں ان کے لئے مغفرت کی درخواست کریں گے اور فرمائیں گے۔ یا اللہ! اس سے زیادہ میرے لئے رسوائی اور کیا ہوگی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے جنت کافروں پر حرام کر دی ہے۔ پھر ان کے باپ کو نجاست میں لتھڑے ہوئے بجو کی شکل میں جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (صحیح بخاری سورۃ الشعراء وکتاب الانبیاء باب قول اللہ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا)

رَدِّ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْد - بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نجدی وہابی نام نہاد مفسّر نے آیتہ مبارکہ اور حدیث شریف میں تحریف معنوی کر کے اولوا العزم رسول حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی شان رفیع میں بڑی بے باکی سے جس طرح تنقیص و توہین کا ارتکاب کیا اس سے صاف ظاہر ہے کہ

محبوبانِ خدا انبیاء واولیاء کی توہین کرنا نجدیہ وہابیہ کا شعار ہے

توحید شیطانی کے علمبردار نجدی وہابیہ کی سرشت میں ہی انبیاء واولیاء کی توہین رچی بسی ہوئی ہے۔ یہ بدبخت لوگ قرآن وحدیث میں تحریف و تلبیس کے ذریعہ محبوبانِ خدا کے خداداد فضائل واعلیٰ اوصاف کا انکار کر دینے کے بڑے ماہر ہیں۔ اس کا مکمل ثبوت "تفسیر نجدیہ سعودیہ" کی صورت میں قارئین کے سامنے موجود ہے۔ نام نہاد مفسر نجدی وہابی نے آیت مبارکہ واغفرلابی انہ کان من الضالین۔ اور میرے باپ کو بخش دے یقیناوہ گمراہوں میں سے تھا

لکھ کر "لِاَبِی" سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حقیقی باپ مراد لیا جو صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس آیت مبارکہ میں "لِاَبِی" سے مراد۔ ان کا چچا آذر ہے۔ اور۔ ولاتخزنی یوم یبعثون (پ۱۹۔ ع۹) کا ترجمہ یہ لکھا: "اور جس دن کہ لوگ دوبارہ جلائے جائیں گے مجھے رسوا نہ کر" یہ بھی صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ قرآن وحدیث سے صریحاً ثابت ہے کہ نہ صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام قیامت کے دن معزز ومحترم ہوں گے بلکہ ان پر ایمان لانے والے صالحین، مومنین بھی انشاء اللہ۔ اعزاز واکرام سے نوازے جائیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دعا ولاتخزنی یوم یبعثون۔ لوگوں کی تعلیم کے لئے ہے۔ مگر نجدی وہابی مفسر اس سے غلط مفہوم نکال کر یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعا اپنے لئے کی کہ روز محشر تمام مخلوق کے سامنے میرا مواخذہ کر کے یا عذاب سے دوچار کر کے رسوا نہ کر۔ یعنی میرے باپ کو عذاب سے دوچار کر کے تمام مخلوق کے سامنے مجھے رسوا نہ کرنا۔ اور اپنے اس خبث باطن کی تائید کے لئے صحیح بخاری کے حوالہ سے روایت حدیث کے ظاہری الفاظ کا سہارا لے کر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کا جو پہلو نکالا ہے۔ اس کی تردید ملاحظہ ہو۔ قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام تا حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد اور سب دادا، دادی، مؤحد رہے۔ علیہم السلام۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدین بھی موحد مومن تھے

قرآن مجید میں آپ کی یہ دعا مذکور ہے۔ ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب یہاں والدی سے آپ کے باپ تارح اور والدہ متلی بنت نمر مراد ہیں لیکن نجدی سعودی تفسیر میں آپ کی اس دعا رب اغفرلابی انہ کان من الضالین۔ میں "اب" سے آپ کا حقیقی باپ آذر کو مراد لیا گیا ہے۔ جو حقیقۃً تحریف معنوی ہے۔ قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ قرآن وحدیث سے ثابت یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقیقی باپ کا نام تارح ہے۔ اور آپ کے چچا کا نام آذر ہے۔ جو مشرک تھا۔

تفسیر مظہری ص۲۵۶ جلد۲ میں ہے۔ وکان آذر علی الصحیح عما لابراھیم علیہ السلام والعرب یطلقون الاب علی العم کما فی قولہ تعالیٰ نعبد الٰھک والٰہ اٰبائک ابراھیم واسماعیل واسحاق الٰھا واحداً۔" صحیح یہی ہے کہ "آذر" حضرت ابراہیم کا چچا تھا۔ عرب لوگ اَب کا لفظ چچا کے لئے عام طور پر استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں ہے۔ "نعبد الٰھک والٰہ اٰبائک ابراھیم واسماعیل واسحاق الٰھا واحداً" حضرت یعقوب کے چچا اسماعیل کو "اَب" فرمایا گیا ہے"

پوری آیت ملاحظہ ہو۔ ام کنتم شھداء اذ حضر یعقوب الموت اذ قال لبنیہ ماتعبدون من بعدی قالوا نعبد الٰھک والٰہ آبائک ابراھیم واسماعیل واسحاق۔ (پ ا آ ع ۱۶) بلکہ تم میں کے خود موجود تھے جب یعقوب کو موت آئی جب کہ اس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا کس کی پوجا کرو گے؟ بولے ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے آباء ابراہیم واسماعیل واسحاق کا۔" حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے آباء میں داخل کرنا تو اس لئے ہے کہ آپ ان کے چچا ہیں اور چچا بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں بھی لفظ اَب، چچا کے لئے بکثرت مستعمل ہے۔ وکان اسماعیل عمًا لھم والعرب یسمی العم ابًا کما یسمی الخالۃ امًا۔ (تفسیر مظہری ص ۱۲۵ جلد اوّل)

ترجمہ: "اسماعیل علیہ السلام ان کے چچا تھے اور عرب لوگ چچا کو اَب بھی کہتے ہیں جیسے خالہ کو ماں کہتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے چچا اسماعیل علیہ السلام کے لئے لفظ "اب" فرمایا ہے۔ تو کیا نجدی وہابی حضرت اسماعیل علیہ السلام کو یعقوب علیہ السلام کا حقیقی باپ قرار دیں گے یا یوں کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے غلطی سے چچا کو "اب" کہدیا ہے؟ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ کے محبوب دانائے غیوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے۔ یقرؤن القرآن لایجاوز حناجرھم۔ یہ نجدی خوارج الاصل۔ قرآن کے قاری ہوں گے

لیکن قرآن ان کے حق سے نیچے نہیں اترے گا۔

تفسیر کبیر میں واضح طور پر فرمایا۔ ان والد ابراھیم علیہ السلام کان تارح وآذر کان عما لہ (تفسیر کبیر ص۳۸ جلد ۱۳) بلاشبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ تارح تھا۔ آذر۔ آپ کا چچا تھا۔ نیز فرمایا "یجب القطع بان والد ابراھیم علیہ السلام کان مسلما" قطعی طور پر یہ عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد مسلمان تھے۔ (تفسیر کبیر ص۳۸ جلد ۱۳) نیز فرمایا "ثبت بما ذکرنا ان والد ابراھیم علیہ السلام ما کان مشرکا وثبت ان آذر کان مشرکا فوجب القطع بان والد ابراھیم کان انسانا آخر غیر آذر" (تفسیر کبیر ص۳۹ جلد ۱۳) ہم نے جو کچھ بیان کیا اس سے ثابت ہوگیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد مشرک نہ تھے اور ثابت ہوگیا کہ بے شک آذر مشرک تھا پس قطعی طور پر یہ عقیدہ رکھنا واجب ہوگیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد آذر کے علاوہ دوسرا انسان تھا۔

نیز تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "آذر سماہ اللہ ابا لکونہ عما ومربیا لہ" (تفسیر مظہری ص۲۷ جلد ہفتم) آذر کو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کا اَب۔ اس لئے فرمایا ہے کہ وہ ان کا چچا اور مربی تھا۔ نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے عم الرجل صنوابیہ۔ ترمذی عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ آدمی کا چچا بمنزلہ باپ ہی کے ہوتا ہے۔ ایک اور مقام پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: رُدّوا علیّ ابی

مجھے میرا باپ (چچا عباس) لوٹا دو۔" (تفسیر کبیر ۲۴۔۱۷۴)

نام نہاد مفسر نجدی وہابی نے بخاری شریف کی جس حدیث کے حوالے سے لکھا ہے کہ روزِ قیامت جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے والد کو برے حال میں دیکھیں گے۔ الخ اس کے بارے میں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمتہ نے لکھا ہے کہ "قال الرازی انہ کان عما ولم یکن ابوہ" (تفسیر مظہری ص۲۵۶ جلد ۳) حضرت امام رازی فرماتے ہیں وہ ان کا چچا تھا والد نہیں تھا۔" لیکن چونکہ نجدی وہابی خوارج الاصل میں محبوبانِ خدا کے دشمن ہیں۔ اس لئے قرآن و حدیث میں تحریف کر کے حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں تنقیص و توہین کا بار بار ارتکاب کرتے ہیں۔ بفضل اللہ تعالیٰ و بفضل رسولہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان مندرجہ بالا سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ تفسیر نجدی سعودیہ وہابیہ میں آیات قرآن مجید اور روایات حدیث شریف کی کھلم کھلا بے حیائی کے ساتھ تحریف کی جا رہی ہے۔ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے مختلف زبانوں میں شایع کر کے مفت تقسیم کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم نورِ مجسم سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں مسلمانوں کو نجدیہ سعودیہ وہابیہ کے اس فتنۂ عظیم سے بچائے۔ آمین۔

مسلمانوں کو تفسیر نجدی سعودی وہابی پڑھ کر گمراہ ہونے سے بچانے کی خاطر ذیل میں صاحبِ قرآن۔ جانِ ایمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ایسے ارشادات اور شارحین حدیث کی تصریحات درج کی جا رہی ہیں جن سے

قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سلسلہ آباء و امہات میں کوئی بھی مشرک اور بدکار نہ تھا سب کے سب موحد، مومن، پرہیزگار، صالح تھے۔ اور تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں جو لکھا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باپ آذر مشرک تھا قطعاً غلط ہے شیطان کے گوز مارنے کے مترادف ہے۔

حضور کے آباؤ و امہات از آدم تا عبداللہ علیہم السلام شرک اور بدکاری سے پاک و صاف رہے ہیں

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانت روحہ نوراً بین یدی اللہ تعالیٰ قبل ان یخلق آدم بالفی عام یسبح ذالک النور وتسبح الملائکہ بتسبیحہ فلما خلق اللہ آدم القیٰ ذالک النور فی صلبہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاھبطنی اللہ الی الارض فی صلب آدم وجعلنی فی صلب نوح و قذف بی صلب ابراھیم ثم لم یزل اللہ تعالیٰ ینقلنی من الاصلاب الکریمۃ والارحام الطاھرۃ حتیٰ اخرجنی ابوی فلم یلتقیا علیٰ سفاح قط (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم)

مؤلفہ قاضی عیاض من علماء قرن السادس الهجری رحمۃ اللہ علیہ جلد اول ص۴۸) حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح بحیثیت نور اللہ تعالیٰ کے حضور پیدائش آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال قبل موجود تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا تھا اور ملائکہ حضور کی تسبیح کی اتباع کرتے ہوئے تسبیح کرتے تھے پس جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کو اس کے صلب میں ودیعت فرمایا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے صلب آدم میں زمین پر اتارا اور مجھے حضرت نوح علیہ السلام کی صلب میں منتقل فرمایا اور پھر مجھ کو صلب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں منتقل کیا پھر اللہ تعالیٰ مجھے اصلاب کریمہ سے ارحام طاہرہ میں منتقل کرتا رہا حتیٰ کہ مجھ کو میرے ماں باپ سے نکالا آدم علیہ السلام سے لیکر میرے والدین (حضرت عبد اللہ و حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) تک تمام مرد و عورت بدکاری سے قطعاً محفوظ رہے"۔ شارح مشکوٰۃ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات جلد ۴ ص۴۹۱ میں تحریر فرماتے ہیں "اما آباء کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس ہمہ ایشاں از آدم تا عبد اللہ طاہر و مطہر اند از دنس کفر و رجس شرک چنانکہ فرمود بیروں آمدہ ام از اصلاب طاہرہ بارحام طاہرہ" آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء کرام حضرت آدم تا عبد اللہ سب کے سب کفر کے میل اور شرک کی پلیدی سے پاک صاف ہیں جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں اصلابِ طاہرہ اور ارحام طاہرہ

سے باہر آیا ہوں۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین اور دادا، نانا سب کے سب مؤمن مؤحد اور پرہیز گار تھے۔ نیز چند سطور کے بعد تحریر فرماتے ہیں "وحاشا للہ کہ ایں نور پاک را در جائے ظلمانے پلید نہند و در عرصات آخرت بہ تعذیب و تحقیر آباء او را مخزوے و مخذول گردانند" اور پاکی ہے اللہ کے لئے کہ اس نور پاک کو پلید۔ اندھیری جگہ میں رکھیں اور عرصات آخرت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء کو عذاب دے کر حقیر کر کے حضور کو شرمسار و خوار کریں" یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ حضور تو نور ہوں حضور کے آباء و اجداد نار والے ہوں؟ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم تو فرماتے ہیں کہ

روز محشر بزرگی دینا اور جنّت اور رحمت کے دروازوں کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الکرامۃ والمفاتیح یومئذ بیدی رواہ الترمذی والدارمی۔ مشکوٰۃ

"بزرگی دادن وکلید ہائے بہشت وابواب رحمت آں روز بدست من ست" اشعۃ اللمعات (جلد ۴ صفحہ ۵۰۲) یعنی نبیوں ولیوں کو عزت گنہگاروں کو بخشش۔

سیہ کاروں کو معافی میرے ذریعہ سے ملے گی۔ اللہ تعالیٰ کے لاکھوں خزانے ہیں ہر خزانہ میں کروڑوں نعمتیں ان سب خزانوں کی کنجیاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ ہوں گی۔ مرآت شرح مشکوٰۃ جلد ۸ ص ۲۹) یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ نجدی سعودی وہابی تفسیر میں اس اعلیٰ شان والے محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نسب پاک میں ردوبدل کرنے کی شیطانی حرکت کی گئی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلۂ آباء میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقیقی والد حضرت تارح کے بجائے ان کے چچا آذر کو ان کا حقیقی والد لکھا گیا ہے اور یہ بتانا چاہا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نسب میں مشرک جہنمی بھی شامل ہیں۔ نجدیہ سعودیہ وہابیہ کی اس شرارت و تحریف قرآن و حدیث کی تردید واضح طور پر کی جاچکی ہے۔ اس مضمون کے آخر میں بطور تتمہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا فیصلہ کن ارشاد نقل کیا جاتا ہے جس میں صاف طور پر فرمایا گیا ہے کہ

از آدم علیہ السلام تا حضرت عبداللہ میرا نور جس خاندان میں رہا وہ ہمیشہ دنیا بھر میں تمام خاندانوں سے بہتر تھا۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُونِ بنی آدم قَرْنًا فَقَرْنًا حتیٰ کُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الذی

كُنْتُ مِنْهُ۔ رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ فصل اول) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ میں اولادِ بنی آدم میں بہترین گروہ میں بھیجا گیا یکے بعد دیگرے گروہ حتیٰ کہ میں اُس گروہ سے ظاہر ہوا جس میں سے میں پہلے تھا۔ (صحیح بخاری)

یعنی آدم علیہ السّلام سے لے کر حضرت عبد اللہ تک میرا نور جس قبیلہ و خاندان میں رہا وہ ہمیشہ دنیا بھر میں تمام خاندانوں سے بہتر تھا اس میں اچھی خصلتیں، شرافت، نجابت تھی اور جن کے بیٹوں یا بیٹیوں میں یہ نور رہا وہ زنا اور کفر و شرک سے محفوظ رہے از آدم علیہ السلام تا حضرت عبد اللہ حضور انور کا کوئی دادا، دادی کافر نہ ہوئے سب مُوحد مومن رہے حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے والدین مومن تھے خود جناب خلیل نے فرمایا رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۔ یہاں والدیّ سے آپ کے باپ تارخ اور والدہ متلی بنتِ نمر مراد ہیں اور واغفر لِاَبِیْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّالِّیْنَ میں "اَبْ" سے مراد چچا آذر ہے۔ والد اور اَبْ کا فرق خیال میں رہے۔ (مرآت شرح مشکوٰۃ) والد۔ حقیقی باپ کو کہتے اور اَبْ حقیقی باپ کے لئے بھی مستعمل ہے اور قرآن و حدیث کے مطابق اور عربوں میں رواج کے مطابق چچا کے لئے بھی استعمال کیا جاتا لیکن چونکہ نجدی وہابیہ کے خمیر میں خارجیت اور ان کے دل و دماغ میں شیطان لعین کی شیطنت غالب ہے۔ لہٰذا وہ محبوبانِ خُدا

نبی علیہم السلام اور اولیاء سے بغض و عناد کے سبب ان کی تنقیص و توہین کے حیلوں بہانوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ آیات قرآن کریم اور روایات حدیث میں ایسے الفاظ جن کے معانی مختلف ہوں ان الفاظ سے تاویل و تحریف کے ذریعہ وہی معنے نکالتے ہیں جن سے تنقیص و توہین کا پہلو نکال سکیں۔ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں از اول تا آخر یہی طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تفسیر نجدیہ وہابیہ کے پڑھنے والے مسلمانوں کو اپنے فضل و کرم اور اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل و کرم سے صراط مستقیم سے ہٹ جانے بھٹک جانے سے بچائے۔ آمین

مقام تعجب ہے کہ نجدیہ وہابیہ دنیا و آخرت میں ملعون اور جہنمی بننے کے لئے اسقدر بے چین کیوں ہیں؟

اللہ عزّ اسمہٗ واعظم شانہٗ فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا (پ ۲۲ ع ۴) "بے شک جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے" واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ ایذاء سے پاک ہے اسے کوئی ایذا نہیں دے سکتا مگر رسول اللہ کی شان میں گستاخی و توہین کو اپنی ہی ایذاء فرمایا ہے۔ اس آیت مبارکہ سے واضح ہوا کہ جو کوئی کسی بھی طرح شانِ رسالت میں تنقیص و توہین کرتا ہے۔

اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچتی ہے جس کی وجہ سے وہ دنیا و آخرت میں ملعون اور ذلت کے عذاب کا سزاوار بن جاتا ہے۔

محدث ابن مردویہ علیہ الرحمۃ نے حضرت عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان فرمائی ہے:" ابولہب کی بیٹی درہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب مہاجر ہو کر مدینہ منورہ آئی تو عورتوں نے انہیں کہا۔ انت درۃ بنت ابی لھب الذی یقول اللّٰہ تبت یدا ابی لھب تو ابولہب کی بیٹی درہ ہے جس کے بارے میں اللہ فرماتا ہے۔"ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو جائیں" حضرت درہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس بارے میں شکایت کی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا۔"ایھا الناس مالی اوذی فی اھلی فواللّٰہ ان شفاعتی لتنال بقرابتی حتی ان حکما وحاء وصدا وسلبھا" (ابن مردویہ) "اے لوگو میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تم میرے خاندان کے حوالے سے مجھے ایذاء دو۔ اللہ کی قسم میری شفاعت میرے قریبی رشتہ داروں کو پہنچے گی یہاں تک کہ "حکم"۔ "حاء" "صدا" (یہ تینوں قبائل کے نام ہیں) اور ان کے پیچھے آنے والوں کو بھی قیامت کے دن میری قرابت کی وجہ سے میری شفاعت حاصل ہوگی" واضح ہوا کہ اس موضوع پر یہ حدیث مبارکہ "نص" کا درجہ رکھتی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں کو ابولہب کے حوالے سے عار دلانے کی تردید کرتے ہوئے فرمایا۔"تم میرے خاندان کے

حوالے سے مجھے ایذاء نہ دو۔" جب سرکار دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ابولہب کے حوالے پر اتنی ناراضگی فرمائی حالانکہ وہ قطعی طور پر کافر ہی مرا۔ تو تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ لکھنے لکھانے والوں پر کتنے ناراض اور رنجیدہ ہوں گے جنہوں نے سرورِ کائنات محبوبِ خدا محمّد مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وسلّم اجمعین کے نسبِ پاک کو عمداً بدلنے۔ یعنی سلسلۂ آباءِ کرام علیہم السّلام میں ایک قطعی مشرک کافر "آذر" کو داخل کرنے۔ چچا کو حقیقی والد بتانے کی شیطانی حرکت کی ہے۔ قرآن وحدیث کے ان واضح ارشادات کی تردید کی ہے جن میں از حضرت آدم علیہ السّلام تا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے جملہ آبائے کرام واُمہات علیہم السّلام کو کفر وشرک اور بدکاری سے پاک اور منزہ فرمایا گیا ہے۔ لازمی بات ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو سعودیہ نجدیہ وہابیہ کی اس ناپاک شیطانی حرکت سے شدید ایذاء پہنچی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی لعنت دنیا میں بھی بارش کی طرح برس رہی ہے اور آخرت میں بھی برستی رہے گی اور یہ خوارج الاصل بدبخت لوگ ذلّت کے عذاب میں گرفتار ہوں گے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے تیار کر رکھا ہے تاہم تعجب اس بات پر ہے کہ نجدی وہابیہ دنیا وآخرت میں ملعون بننے اور جہنّم میں ذلّت کے عذاب میں گرفتار ہونے کے لئے اس قدر بے چین کیوں ہیں؟ کہ محبوبانِ خدا جل وعلا انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام واولیاء کرام قدسنا اللہ باسرارہ العزیز کے خداداد برتر واعلیٰ تر فضائل وخصوصی صفات مقدسہ

میں تنقیص و توہین کے لئے قرآن و حدیث میں تحریف کی خاطر اتنے پاپڑ بیلتے ہیں، بفضلہ تعالیٰ و بفضل رسولہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نجدی سعودی تفسیر میں آیت مبارکہ واغفر لابی انہ کان من الضالین ۝ ولا تخزنی یوم یبعثون ۔ اور حدیث شریف کی روایت میں کمال بے حیائی و بے شرمی کے ساتھ کی گئی تحریف کی بدلائل قاہرہ تردید مکمل ہو گئی۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔ اب بطور تتمہ۔

وہابیہ خبیثہ کی ناک خاک میں مزید رگڑنے کیلئے

قرآن مجید کی چند آیات مبارکہ درج کی جاتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نسب کو تمام انساب سے افضل، اعلیٰ اور پاکیزہ فرمایا ہے۔ قال اللہ عزوجل۔

وتوکل علی العزیز الرحیم الذی یراک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین۔ (پ ۱۹ ع ۱۵) "اور اس پر بھروسہ کرو جو عزت والا مہر والا ہے۔ جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو" اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو۔

اس آیت میں ساجدین سے مومنین مراد ہیں اور معنی یہ ہیں کہ زمانہ

حضرت آدم وحوا علیہما السلام سے لے کر حضرت عبد اللہ و آمنہ خاتون تک مومنین کی اصلاب وارحام میں آپ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے تمام آباؤ اجداد حضرت آدم علیہ السّلام تک سب کے سب مومن ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان۔ تفسیر مدارک اور تفسیر جمل وغیرہ)

تفسیر خازن میں ہے

کہ سیدنا حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ " اراد تقلّبك " فی اصلاب الانبیاء من نبی الی نبی حتّی اخرجك فی ھٰذہ الامۃ۔ (تفسیر خازن جلد ۵ صہ ۱۰۷) "یہاں گردش سے مراد انبیاء علیہم السلام کی مبارک پشتوں میں یکے بعد دیگرے منتقل ہونا ہے یہاں تک کہ آپ اس اُمت میں مبعوث ہوئے " یہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک اور تفسیر میں یہ الفاظ منقول ہیں۔ ای تقلبك من الاصلاب الطاھرۃ من اب الی اب الی ان جعلك نبیا۔ (مسالک الحنفاء صہ ۴۰) یعنی گردش سے مراد پاکیزہ پُشتوں سے پاکیزہ پُشتوں میں منتقل ہونا ہے۔

تفسیر جمل میں ہے

ای یراك متقلباً فی اصلاب وارحام المومنین من لدن آدم وحوا الی عبد اللہ وآمنہ فجمیع اصولہ رجالاً ونساءً مومنون۔

(تفسیر جمل جلد ۳ صہ ۲۹۶) اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت آدم وحوا سے لے کر حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ تک جن جن مؤمن مردوں کی پشتوں اور جن جن عورتوں کے رحموں میں آپ منتقل ہوئے انکو آپ کا رب تعالیٰ ملاحظہ کر رہا ہے پس آپ کے تمام آباء واجداد خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں تمام مومن ہیں۔

تفسیر صاوی علی الجلالین میں ہے

المراد بالساجدین المومنون والمعنی یراک متقلبا فی اصلاب وارحام المومنین من لدن آدم الی عبد اللہ فاصولہ جمیعاً مومنون۔ (تفسیر صاوی جلد ۳ صہ ۲۸۷) "ساجدین سے مراد اہل ایمان ہیں اور آیت کا معنےٰ یہ ہے کہ حضرت آدم سے لے کر حضرت عبداللہ تک آپ نے جن مومنین پشتوں اور رحموں میں گردش کی اللہ تعالیٰ نے اسے ملاحظہ فرمایا"

انبیاء علیہم السلام کے آباء کافر نہیں ہو سکتے

حضرت امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ان آباء الانبیاء ما کانوا کفارا یدل علیہ قولہ تعالیٰ۔ الذی یراک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین قیل معناہ ینتقل نورک من ساجد الی ساجد۔ (تفسیر کبیر)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان الذی یراک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین
اس بات کی دلیل ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے آباء کافر نہیں ہوسکتے علمأ مفسّرین
نے اس آیت کے معنے ایں فرمایا ہے کہ حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا نور ساجد
سے ساجد میں منتقل ہوتا رہا ہے۔ یعنی حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے نسب پاک
میں کوئی کافر نہیں ہوسکتا۔

اللہ تعالیٰ کا حضور اور حضورؐ کے آباء کی قسم کھانا ان کی طہارت وکرامت کی گواہی ہے

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے۔ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ۔ (پ ۳۰ ع ۱۵)
اس آیت مبارکہ میں ہر اُس والد گرامی کے بارے میں قسم کھائی گئی
ہے جس کے صلب میں نور محمّدی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم نسلاً بعد نسل
منتقل ہوتا ہوا حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے دادا حضرت عبدالمطلب اور پھر
آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی پُشت مُبارک میں مستقر ہوا اور پھر حضرت آمنہ
رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے صورت انسانی میں ظہور پذیر ہوا گویا وہ تمام افراد
جو نسبِ محمّد مُصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم میں شامل ہیں مورِدِ قسم ٹھہرائے گئے
کہ فرمایا وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ۔ قسم ہے والد کی اور قسم ہے مولود کی۔ قاضی
ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں۔ المراد بالوالد

آدم وابراہیم علیہما السلام اوای والد کان وما ولد محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (تفسیر مظہری جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۶۴) اس آیت میں لفظ "والد" سے مراد یا تو حضرت آدم وابراہیم علیہما السلام ہیں یا ہر والد مراد ہے اور ما ولد سے مراد حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور کا نسب تمام انساب سے اعلیٰ قرار دیا ہے

اللہ جل جلالہ فرماتا ہے۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم (پ۱۱ ع ۵) بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عربی قریشی جن کے حسب نسب کو تم خوب پہچانتے ہو کہ تم میں سب سے اعلیٰ نسب ہیں اور تم ان کے صدق وامانت زہد وتقویٰ طہارت وتقدس اور اخلاق حمیدہ کو بھی خوب جانتے ہو۔ اور ایک قرأت میں انفسکم بفتح فا آیا ہے اس کے معنے ہیں کہ تم میں سب سے نفیس تر اور اشرف وافضل (خزائن العرفان) حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اس آیت کی تلاوت میں انفسکم کی بجائے انفسکم "فا" کی زبر کے ساتھ اسم تفضیل کے طور پر پڑھا ہے قرء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لقد جاءکم رسول

من انفسکم بفتح الفاء وقال انا انفَسکُم نسبًا وصھرًا وحسبًا لیس من آبائی من لدن آدم سفاح۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اَنْفُسِکُمْ کو فا کی زبر کے ساتھ اَنْفَسِکُمْ تلاوت فرمایا اور فرمایا کہ میں حسب ونسب میں تم سب سے زیادہ پاکیزہ ہوں میرے آباء واجداد میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ تک کسی نے بدکاری کا ارتکاب نہیں کیا۔ محدث ابن مردویہ رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی قرأت کے بارے میں نقل کیا ہے۔

اس موضوع پہ بہت سی معتبر تفسیروں کے حوالے اور احادیث کی روایات موجود ہیں لیکن بخوف طوالت فقیر اسی پر اکتفاء کر رہا ہے۔ اور امید کرتا ہے کہ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں حضور سرکار دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم اجمعین کے نسب پاک میں ایک پلید مشرک "آذر" کو جو حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا چچا تھا حقیقی والد قرار دے کر انتہائی بدنیتی کے ساتھ جو تحریف کی گئی ہے قارئین اس کو بخوبی سمجھ گئے ہوں گے۔ اور ضلالت وکفر سے بچ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل نجدیہ سعودیہ وہابیہ کی غلط بیانیوں، ایمان سوز تحریفات، اور جہنّم کی طرف لے جانے والی توحید شیطانی سے بچائے۔

آمین یارب العالمین

مولای صلّ وسلّم دائمًا ابدا علیٰ حبیبک خیر الخلق کلّھم